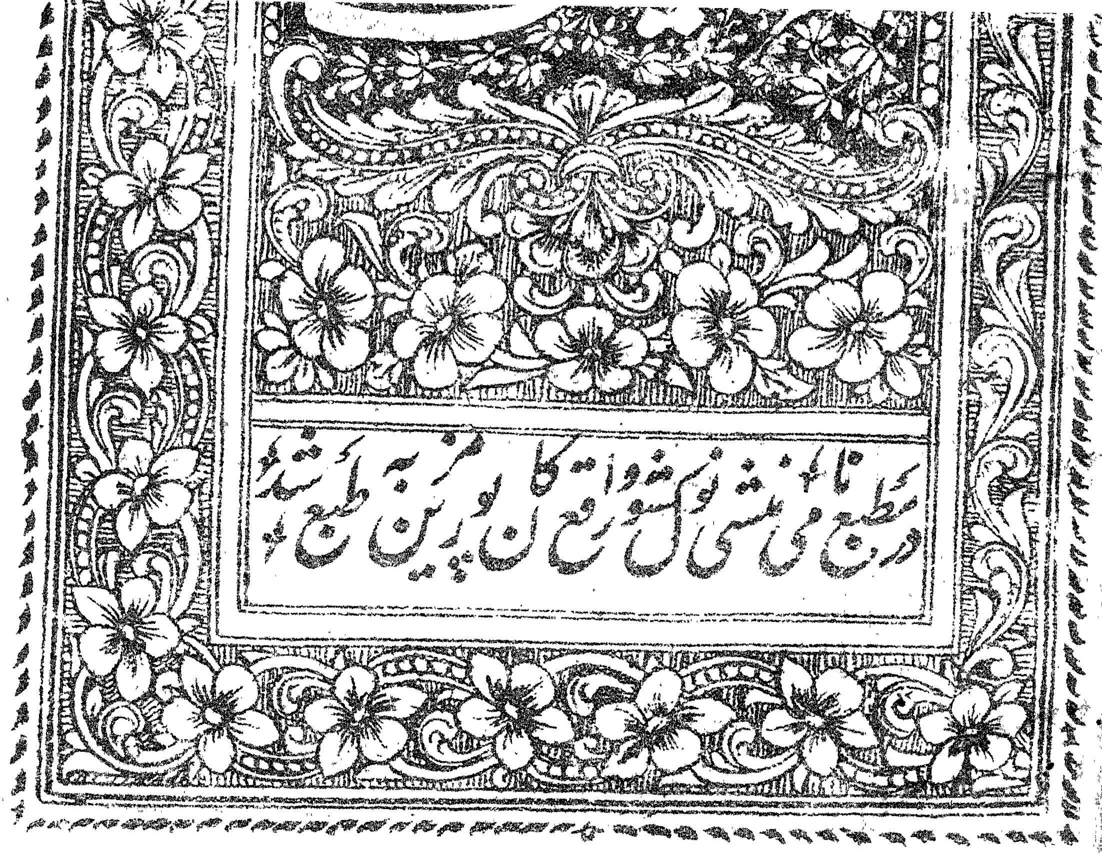
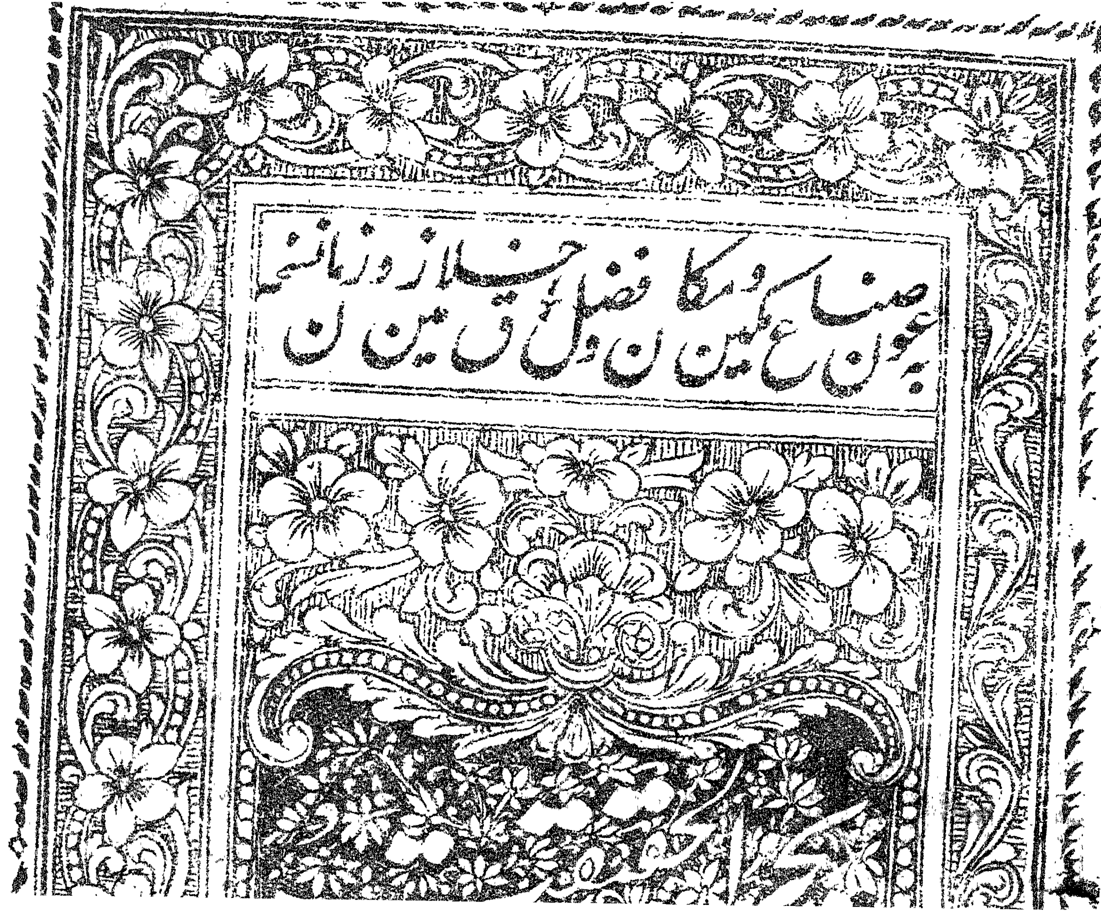


در مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مزین بطبع گشته



تیری منزل گاہ عرش لامکان
جسم میرا خاک تیرہ خونچکان

ذات تیری ہی سراسر نور پاک
اور مری بنیاد اصلی تیرہ خاک

اس تفاوت پر بھی تو پھر ہو قریب
بات ہی یہ بس عجیب و بس غریب

باوجود اس بات کے یہ قرب ہو
دور گر اس پردۂ پندار کو

نحن اقرب آپ فرماتا ہی تو
مین کرون ہون سالہا کی جستجو

لیک مین اندھا ہون اور مجنون ہون
باوجود اس قرب کے بھی دور ہون

مین ہون نابینا تو ہی ہو دستگیر
کردے مجکو تو ہی بینا از بصیر

مین ہون اندھا گر نہ بخشے تو بصر
تو مجھے آوے بھلا کیونکر نظر

کر مجھے ایسی بصیرت تو عطا
چشم باطن کی مری بیجے ہوا

خوف بھی تجھسے تجھی سے ہی سرور
ہی تجھی سے باغ جنت نار و نور

ہی تجھی سے گر ہے توفیق عطا
ہی اجابت تجھسے اور ساری عطا

جبر و کل عالم کا سارا لا کلام
قبضۂ قدرت مین تیرے ہی تمام

گر کرے معدوم کو تو امر کن
ہو وہیں موجود بے ریب و سخن

تو عدم کو گر کہے موجود ہو
سو زبان سے وہ کہے لبیک کو

ہو وہ لاشئے اور عدم سے بھی پرے
لو فنا کا حکم جس شئے پر کرے

حکم مین تیرے وجود و ہم عدم
زہرہ کسکا ہی کہ مارے کچھ بھی دم

کر عطا دلکو مرے وہ درد و غم
لذت دنیا کو کر دے سرد و کم

صبر کی تلخی و رنج مرگ درد
ذائقہ بخشے لسان قند و ورد

عشق مین اپنے مجھے بیہوش کر
جام وحدت سے ذرا مدہوش کر

دو مجھے یارب وہ جام بیخودی
جس سے خود بینی کی ہو گردن جدی

کشتۂ الفت سے ہون مجنون زار
ایک ہون پا بہ طلب پروردگار

بخش وہ دلکو مرے جوش و خروش
برق کا ارجا طلیس ہے جسکے ہوش

بحر ہی زخار منھ کھولے ہے سنگ
مین شب تاریک ہون پایہ لنگ

دشت بے پایان ہی سو خار زار
مین تن تنہا لگن پاین فگار

ایک مین ہون اور لاکھون آرزو
تو پہونچ اے داد رس فریاد کو

دشت پر الماس ہر سو خار سنگ
راہ زن بیحد نہایت راہ تنگ

راہبر کوئی نہ غمخوار و شفیق
یہ اندھیری رات مین بھولا طریق

دست چپ پر نار ہے ای شعلہ زن
جس سے کانپے ہے مرا تن اور بدن

راست پر مین دیکھتا ہون ایک چاہ
تیرہ و تنگ و عمیق و بس سیاہ

بحر بے پایان ہے آگے موج زن
پیچھے ہی تیرہ بیابان کھولے دہن

کیا کرون مین تو بتا میرے آلہ
ہی عنایت پہ فقط تیری نگاہ

گر نہ کی تونے عنایت کی نظر
تو تلف مین ہو چکا اے داد گر

داد کو میری پہونچ اے داد رس
غیر تیرے کون ہی فریاد رس

تیری ہی قبضہ مین ہے ہر نیک و بد
لم یلد و لم یولد اللہ الصمد

کچھ نہیں بن آتی اب مجھسے دوا
تو ہی کر کچھ چارہ سازی یا خدا

کشتی اب گرداب مین میری پھنسی
یہ بلا ہے سخت اور یہ بیکسی

پھنس گئی کشتی مری گرداب مین
غرق مین ہوتا ہون اب خوناب مین

ناخدائی کر خدا کیو اسطے
مصطفے اور مجتبی کیو اسطے

گر نہووے لطف تیرا دستگیر
کر لیا شیطان نے مجکو اسیر

ہر رگ و پے جی کا میرے دام ہے
ہر خیال اپنا خیال خام ہے

آہ و واویلا دریغا حسرتا
مفت کھوئی ہمنے عمر بے بہا

مین نہ آیا ہمسے کوئی نیک کام
عمر باتون مین ہوئی ناحق تمام

عمر کا ہر ریشم بے سہا
سنگ سے غفلت کے دو ٹکڑے ہوا

ای دوا ے درد مندان الغیاث
ای مجیب مستغیثان الغیاث

بیکسون کا تو ہی تو ہے داد رس
غیر تیرے کون ہے فریاد رس

بادشاہا جان بخشا راحما
رازقا پروردگارا منعما

لطف سے اپنے حسن کو بھی حسن
کردے تو ای کارساز ذوالمنن

یہ نعت ہے پیغمبر خدا کی درود ہو اللہ کا اُنپر اور سلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدای قادر بیچون و چند — تیری قبضے مین ہے سب پست و بلند
ای خدا مطلوب جان عاشقان — کمترین بخشش تیری دونون جہان

اے خدای خالق ارض و سما — درد دے اپنی مجھے شیدا بنا
ای خدا و قبلۂ حاجت روا — آتش ہجران سے تو مجھکو بچا

اے خدای واقف حال درون — نفس کی نفسانیت سے کر بیرون
اے خدای خالق ہر دو سرا — شر نفس بد سے تو ہمکو بچا

اے خدای کارساز بے نیاز — کر دے مجھپر باب رحمت کا باز
ایخدای رہنماے گمرہان — کر عطا دلکو مرے درد نہان

اے دوای دردمندان فراق — مرہم ریش دل پر اشتیاق
اپنی الفت سے مرا دل ریش کر — اس جہان کے کام سے کر بیخبر

خویش و بیگانہ سے کر دلکو نفور — تیرگی سینہ سے کر اک لحت دور
اس دل تاریک کو تو نور بخش — ریش دل کو مرہم کافور بخش

کر عطا دلکو مرے اپنا ہی درد — ہو ہوا و حرص دنیا دل سے گرد
اے کریما تو کرم کی کر نظر — رحم کر مجھپر رحیمان رحم کر

تو ہے غفار ذنوب خاطیان — تو ہے ستار عیوب عاصیان
تو ہے بیشک رہنمای گمرہان — تو ہے رحمان و رؤف و مہربان

تو ہے غالب اور ہم مغلوب ہین — تو ہمارا رب ہے ہم مربوب ہین
تو ہے حاکم اور ہم محکوم ہین — تو ہے راحم اور ہم مرحوم ہین

تو ہے قہار شقی و ملحدان — مستغیث عاجزان و ناتوان

تو ہے جبار بر لئیم و منکران — تو ہے رحمان ضعیف و خستہ جان
تو ہے علام الغیوب ستروان — تو ہے غفار الذنوب تائبان

تو غنی و رازق و حاجت روا — ہم فقیر و خوار مسکین و گدا
جو کہ سب درجون سے درجہ فوق ہے — اُس سے لاکھون درجہ تو مافوق ہے

تیرا جیسا ہے بیان سب سے بلند — تیرے آگے وہ ہے زار اور مستمند
تو شہ مہمان نواز و با سخا — ہم ہین مہمان ضعیف و بینوا

تو ہے فیاض جواد و ذی کرم — ہم ہین مسکین و ذلیل و بیدرم
تو توانا و قوی و زورمند — ہم نحیف و ناتوان و مستمند

پہچاننے اپنے نفس کا اس طریقہ پر کہ معرفت خدا کے حاصل ہو

وہی خدا وہ قادر بیچون و چند — روح کو جسنے کیا قالب مین بند
جسم خاکی کو دیا وہ مرتبا — جسکے آگے پست ہین ارض و سما
پوست ہین اور آدمی ہے لب لباب — وہ صدف ہین اور بشر ہے در ناب
آدمی کی ہے وہ ترکیب عجیب — جسکے اندر گم ہے عقل ہر طبیب
اسلیے کہتا ہے وہ خیرالوریٰ — جسنے سمجھا آپکو عارف ہوا
کھولی کیا سر ہے تیری آنکھین نہین — آنکھین ہین لیکن نہین ہیچ و دو رہین
آنکھین ظاہر کی ہین محتاج ضیا — ہے اندھیرے مین یہ کسکام کی فنا
ہو ذرا بھی گر تجھے ضعف بصر — ہون یہ آنکھین دونون تیری کور کر
پھر رہا کچھ انتشاع و انتشار — قطرۂ ظرف سے لگا ہے چشم زار
ہوگئی چشم بصیرت جبکہ وا — کب ہے وہ محتاج خورشید و ضیا
ہین وہان یکسان قریب و ہم بعید — آئینہ روشن ہے شقی و ہر سعید
حال ظاہر اور مخفی کاروبار — ہون ہویدا آئینہ جون نصف النہار
چشم دل وہ ہے کہ جس سے مصطفے — فتح یہ خیبر کے واقف ہوگیا
ہاتھ مین اس شخص کے ہوگا لوا — جسکا برتر سب سے ہوگا مرتبا
منتظر تھے سارے اصحاب کبار — دے لوا کسکو نبی نامدار
آگئے ناگہ علی مرتضےٰ — فتح آنکے ہاتھ پر خیبر ہوا
پہلی خطبے مین وہ کہنے لگا — پہونچی صدرا کو تک انکی صدا
تھا نہاوند اس مکان سے دور تر — چشم دل سے انکو آتا تھا نظر

روح کو بااین لطافت کردیا — جسم خاکی پر فدا اور مبتلا
عرش و کرسی و زمین چرخ و ملک — مہر و ماہ و انجم و برق و ملک
کنت و کنزا ہے یہی رمز نہان — اسکو وہ سمجھین جو ہین نکتہ دان
واقف ترکیب اپنی جو ہوا — اسپہ سب اسرار باطن کھلگیا
مخبر صادق کا کہنا ہے بجا — بیشک آنکھین کھول اپنی اے فتا
جنکو تو سمجھے ہے آنکھین مردہ تن — آنکھین ہین لیکن حقیقت مین نہین
گر سنو ظاہر ہین یہ خستان نور کا نو — ہین یہ تیری آنکھین پر ظاہر ہین کور
آدمی گر یک قطرۂ آب نزول — تو پھر آدم کو رہا ہے بوالفضول
ہین یہان آنکھو نسے اور آنکھین مرا — عیب ہین در دور از نقص و فنا
دل کی آنکھین ور بصیرت اور ہے — کچھ نرالا اسکا طرز و طور ہے
شرق سے تا غرب تک ہے باخبر — اسکی ہر اک چیز ہے پیش نظر
کچھ نہین وہ شخص محتاج بیان — حال قلبی اسپہ ہے بالکل عیان
فتح سے پہلے نبی نے دی خبر — کل کو وہ توڑیگا اس خیبر کا در
فخر گردان شیر یزدان پہلوان — بیشک انباز زبان و پر دلان
سو جسکا تھا ہر بعید و ہر قریب — دیکھیے رتبہ ہو یہ کس کے نصیب
تھی عمر کی بسکہ چشم دل بصیر — جب ہوا وہ حال لشکر پہ خبیر
سامنے لشکر خلیفہ کی ندا — کافرون کے کمر سے آگہ ہوا
دشمنون سے ہوگئے وہ باخبر — ایک سر مو بھی نہ پہونچا کچھ ضرر

اب بیان ہے اپنے نفس کے پہچاننے کا دو طرح پر ایک عام آدمیون کے واسطے اور زائد فہمید نہین رکھتے اور ایک خاص آدمیون کے لیے واللہ اعلم

آگے پہچاننے کے دو طریق — تجھسے مین کہتا ہون باریک ور دقیق
اگر تو چاہے آپکو پہچان لے — دو طریق اسکے ہین مجھسے جان لے

ہم دل و جان سے نبی پر ہین فدا
جس سے ہمکو نقد ایمان کا ملا

وہ نبی ہاشمی امی لقب
احمد مرسل تہامی نسب

مکی و مدنی و امی و نبی
ابطحی و ہاشمی و نیر بی

ابن عبداللہ و عبدالمطلب
شان مین جسکی ہوا سجدہ اقترب

بادشاہ دو جہان و دین پناہ
رو تھا جس نیر کے مہر و ماہ

شاہ دین محبوب رب العالمین
فخر آدم حامی دین متین

اسکی الفت سے مرا دل ریش ہے
بال جو تن پر ہے اپنی نیش ہے

جیسے ہون مشتاق دیدار نبی
دل سے ہون مفتون کردار نبی

واسطے امت کے کھینچا درد و رنج
منقبت ہے ہمکو مداحی کا گنج

ذات اسکی رحمة العالمین
خلق و الفت مین سراسر انگبین

طلعت دنیا مین تھا آب حیات
باعث ایجاد کون و کائنات

پیروی مین جسکے ہو روح الامین
جسکا جولانگاہ وہ عرش برین

جسکا ہو مداح ذات کبریا
کب بیان اس سے ہو اسکا برملا

کافرون کے حق مین خنجر سے تیر
مومنون کے حق مین بہتر از پدر

جسم پاک اسکا سراسر نور تھا
اسلیے سایہ سے بالکل دور تھا

اسکا کب سایہ زمین پر ہو عیان
جسکے سایہ سے بنے ہون دو جہان

سایۂ حق تھا وہ پر رکھے زمین
سایہ کی بھی سایہ ہوتا کہین

موے تن کے گر سراسر ہون زبان
تو بھی تیرے لطف کا کب ہو بیان

کر دعا مقبول میری یا حبیب
اسکی مرقد کی زیارت ہو نصیب

کیا عجب ہے گر تری قسمت کھلے
حشر تک تیرے رہون تھمون تلے

جتنے تھے اصحاب احباب رسول
ایک سے تھا ایک بڑھ کر عدول

قرن اصحابون کا تھا خیر القرون
نفس کی نفسانیت سے تھے برون

طمع دنیا دل سے حنظل پاک تھے
کار حق مین چابک و چالاک تھے

رنج کیا کیا کچھ اٹھائے اور درد
جب ہوا یہ کفر کا بازار سرد

کھائی سینے پر ہزارون تیغ و تیر
جب ہوا اسلام یون دل پذیر

زندگی سمجھے تھے اپنی موت کو
تھی شہادت کی ہمیشہ جستجو

جان و دل سے انکا تو کر اتباع
دین اور دنیا سے ہو تا انقطاع

تیری دوری سے مرا دل خون ہوا
رحم کر مجھپر رسول مجتبےٰ

تو تو ہے خود رحمة للعالمین
ذات تیری ہے شفیع المذنبین

خواب سے للہ تو بیدار ہو
درد و غم کا میرے اب غمخوار ہو

عنبرین جامہ بدن پر راست کر
اور کا نوری عمامہ سر پہ دھر

منھ سے تو پردہ کمالی دور کر
رحم پہ ہم بیکسون کی کر نظر

زلف مشکین کھول رخ پر ہون دوتا
معنی و الشمس و اللیل و الضحی

کر ادیم طائفی نعلین پا
اور رگ جان ہے مری رشتہ بپا

سرمہ آلودہ دو چشم نازنین
کھول تا قربان ہو جان عاشقین

ہو قد رعنا سے تو سایہ فگن
پھر حق مرتضے پھر حسن

جلوہ فرما ہو خدا کیواسطے
حضرت خیر النسا کیواسطے

ہے توجہ تیری خاطر کی کہان
ہمسے کیون غافل ہے ای جان جہان

مین ترے ای بادشاہ دین پناہ
اپنی نظرون مین ہے عالم سب سیاہ

بن ترے ای شہسوار لامکان
تیرہ و تاریک ہے سارا جہان

اس جدائی سے الہی الامان
مین کہان اور خاک ہندستان کہان

اتنی طاقت کر مجھے یا رب عطا
دیکھون آنکھون سے مدینہ کی فضا

خاک روضہ کی کرون مین کحل جان
منکشف ہون تا کہ اسرار جہان

دام عصیان مین ہین ہم جن اسیر
ہو خدا کے واسطے تو دستگیر

مین اگرچہ ہون گنہگار و شقی
تو ہے لیکن ابر رحمت ای نبی

امت ہماری نیک و بد پہ کر نظر
رحم میرے حال پر للہ کر

معنے اس حدیث کا بیان ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اس مین بیان ہے

گر خیال نکہت و سوداگری
گہ خیال صورت دیو و پری

ہے کبھی فکر معاش و نام و ننگ
ہے کبھی ذکر تلاش صلح و جنگ

آتا ہے گاہے خیال کیمیا
حب سحر و یا فسون و سیمیا

جمع دو ضدین بھی ہوتی ہین کہین
حب دنیا ہے تو پھر ایمان نہین

تو خدا چاہے ہے ور دنیا و دین
تجھکو مالیخولیا ہے یا جنون

دلکو تو الفت مین اسکی مت جلا
بیوفا دُنیسے نہ ہرگز دل لگا

شرع مین تیری خیال مال صاف
ہو گا چھائی پریشان کوہ قاف

وے مساکینونکو تا پاوے نجات
آخر تجھی کو کرای نیک ذات

تھا ایمان ہے تیری کف مین اگر
کیون ہے حب و لعل گوہر سیم و زر

تو ہے جیسا جانے مضمون وہی
دین اور ایمان تیرا ای اخی

ہے یقین تجھکو اگر قرآن پر
خوار کیون پھرتا ہے پھر تو جابجا

رزق پاتے ہین ہمیشہ جانور
ہے نکشت و کار سے انکو خبر

ہے اگر دلمین تری سبکا یقین
تو توکل تجھکو کیون اسپر نہین

پہونچا جب چالیس کو سن شریف
ہوگئے سارے قوای تن ضعیف

کام کی جو عمر تھی جاتی رہی
اب تو بالجان ہوئی یہ زندگی

دل کہین ہے اور نیت ہے کہین
جانی ہے تو مین کردن ہون کار خیر

جا الاعمال بالنیات کو
یاد رکھ ہر لحظہ ای فرخندہ خو

نور با غلطان شکست و بست مین
آگیا پچھلی کی جون بارشست مین

وہ تیغ رنگین کہ تھا شکل قمر
دیکھنے لگ کے اب لگتا ہے ڈر

چشم میگون جسپہ تھا عالم فدا
ڈھلکے نیچے ہونٹ انکو کر دیا

ہے کبھو تیلے کے مارے درد سر
ورد گرد وہ اور کبھو درد جگر

یاد کی آفت سو دونون گوش کر
کثرت بلغم سے ضعف اندر بسر

کچھ نہین تجھ پاس زاد و راحلہ
اور سفر اسطرح کا بے انتہا

ہر نفس مین منزلین کرتا ہے طے
کاروان عمر تیرا ہے بر پے

پھر تجارت ہے نہ کچھ سودا سود
تو ہے یا گنج لحد یا نار دود

ہے کبھی لعل و گہر کی آرزو
ہے کبھی سنجاب و خز کی جستجو

ہے کبھو محو کلام و داستان
ہے کبھو مفتون صورت جیلان

ہو اگر دلمین ترے حب خدا
خواہش دنیا کا پھر امکان کیا

عیب حق ہو یا ہو حب جاہ و مال
جمع ان دونونکا ہونا ہے محال

جمع تو کرتا ہے جو یہ مال و زر
آتش سوزان ہے اس سے گر حذر

آخرش تو مال کو جاویگا چھوڑ
تو کرے لاکھون طرح کی توڑ جوڑ

بعد مرنیکے ہو نار شعلہ زن
جس سے جلکر خاک ہو تیرا بدن

آپکو مومن اگر سمجھے ہے تو
باغ دین کی کس لیے مختی ہے تو

ہے یہی ایمان کا تیرے پتا
مال و زر پر تو جو ہے جی سے فدا

سچ اگر سمجھے ہے تو قول نبی
کیون ہے پھر مضمون دنیا سے دلی

رزق بھیجے ہے فلک پر سے خدا
تو زمین پر ڈھونڈھتا ہے جا بجا

تو اگر رزاق سمجھے ہے اُسے
پھر تگ و دو کس لیے ہے یہ تجھے

قصہ اور جھگڑے مین کیون ہے پیش و دو
ہوگیا ہین اور بدن کا اور طور

نے ادا تجھسے ہوا صوم و صلواۃ
نے جہاد و حج کیے نے زکوۃ

گر گیا کوئی عمل تو نے ادا
عادتا ہے وہ کہان اسمین مزا

ہے خدا ایسے عمل سے بے نیاز
طوق گردن ہوگی یہ تیری نماز

شادی و غم مین گئے یہ بست سال
ہو گیا قد بھی ترا شکل ہلال

وہ جو دندان تھے تیرے شکل گہر
اب ضعیف پیری ہے بھی وہ دین بتر

وہ تن نازک کہ رشک ورد تھا
حال کیا خشکی سے اُسکا ہوگیا

تیغ بران تھا جس ابرو کا خطاب
ٹوٹی ڈوچی کیطرح وہ ہے خراب

ضعف معدے سے کبھی معدے مین درد
ضیق کے صدمے سے گاہے زنگ زرد

کوچ کی سب ہوگئے سامان جسیت
اپنی غفلت سے ہے تو ویسا ہی مست

اب تو کچھ تو ہوش مین ای بعد آ
جو نفس باقی ہین انکو مت گنوا

خواب خور مین تو ابھی غلطان ہے
وہ سفر کرتا ہے بھائی دم مین طے

سور ہے یا مار یا گژدم وہان
تیرگی یا تنگی قبر و مکان

ایک تو ہی بہر تفہیم عوام
مادہ تیرا ہے وہ آب منی
نطفہ نجس اور غیر لوگ دمی پلید
تو جیسے تنگ رہا جس جا مین بند
خون حیض گندہ ناپاک زن
باعث ایجاد ظاہر ہے بسر
بول کے مخرج سے وہ بارہ عبور
خون مین تھڑ دیا ہوا تن اور بدن
عاجز و خوار و ضعیف و ناتوان
گر نہ لے اُسوقت مین مادر خبر
دی خدا نے تجکو پھر امتحان
صورت و شکل زر و لعل و گہر
اسپ و فیل و اشترہ گاوان خر
دختران مگر غلمان عجیب
یا وجود اسکے بھی ہو تجکو غرور
تیر و برچھی خنجر و تیغ و تبر
گر نہو اُسکی حفاظت ایکدم
نعمتین جو اسقدر دی ہے افضول

اور اسمین کرتا ہون کلام
گندہ و ناپاک بود اور دونی
ہو نجاست کہ ہر اک اسکی پلید
وہ جگہ کیسی پلید اور ناپسند
ہر مرتبہ آپکا جس سے بدن
قوت شہوانی ام و پدر
تجکو دنیا مین ہوا ای بے شعور
نکلا کیا کیا کھینچکر رنج و محن
بیکس و مسکین ہیچ و خستہ جان
ایک دم مین تو ہو مردی بیخبر
کسطرح کی نعمتین بیش از بیان
خانہ و بازار و عزیز و سیم و زر
دنبہ و آہو و میش و بکر و بر
ہم دوا و ہم غذا و ہم طبیب
عقل سے یہ بات ہے یک لخت دور
مستعد ہین آدمی کے قتل پر
دم کی دم مین دیکھلے ملک عدم
حکم کو اسکے کرے کیون تو عدول
گر رہے کنا مرایشین نظر

سوچ اول گیا ہی تیرا ابتدا
جس سے وہ لگیا ہو وہ ناپاک ہو
پھر وہ مخرج اسطرح کا نابکار
رحم مین پہونچی جو کچھ تجکو غذا
خون حیض فاسد و آب دہنی
کسطرح کا فعل ہے وہ نابکار
بعد پیدایش کے پوشاک شریف
آ گیا اس عالم مین تو گریان و زار
نہ حواس ظاہری نے باطنی
تو بھلا اسوقت تھا کس کام کا
عقل و فہم و حفظ اور ذہن و ذکا
دختر و مادر پدر فرزند و زن
سرو شمشاد و انار و انگبین
ہین خدا کی تو بتا کس کام کی
دشمن جان ہین ہزارون جانور
مرض جسمانی ہین عرض بس ہزار
ہر غضب یک لخت انکو بھولکر
آدمی دل مین کچھ بھی گر تیرے غرور
تو ہوا تو عار قاتلکا تاج سر

ہوگا پھر آخر کا کیونکر انتہا
کام کا جب ہو کرے کر شست و شو
نام سے جسکے ہر اک کرتا ہے عار
اُس سے بدتر کچھ بھی ہے ای نابزا
مختلط ہو کر تری صورت بنی
ذکر سے جس بات کے آتا ہے عار
تھا شیمہ سخت ناپاک و کثیف
چشم گریان مستمند و بے وقار
عجب کچھ دل مین نہ پندار متی
گر نہوتا لطف و انعام خدا
قوت و زور طعام جان فزا
مال و ملک و دولت و باغ و چمن
دلبران گلعذار و مہ جبین
سب یہ تیرے واسطے ہین ای اخی
ہے وہی ہر دم محافظ ای پسر
اژدہا و عقرب و زنبور و ببر
اپنے اُس ملک کو ہو جائی خبر
اصل کو کر یاد اپنے یا الحذر

یہان سے بیان انتہا عمر کا ہے یعنے جوانی اور بوڑھاپا اور مرگ اور قبر کا حال

اب بیان کرتا ہون تیری انتہا
گذری تیری عمر کر جب بست سال
دیکھکر دنیا کا تو نقش و نگار
نفس نے تجکو کیا ایسا تباہ

چونکہ تو بھی خواب غفلت مین ذرا
اور ہوئی ہر چیز تجھ مین باکمال
احمقاپن سے ہوا مفتون و خوار
تو ہوا بازیچہ دیو سیاہ

طفل نادان ابتدا مین تو رہا
فکر دنیا مین ہوا ایسا غریق
نفس امارہ نے تجکو کھو دیا
سیم و زر کی جمع کا گاہے خیال

کچھ نہ سمجھا غیر خواب و خور ذرا
منزلون ہی رہگیا حق کا طریق
عاشق این نعمای فانی پر ہوا
گاہے فکر حشمت و جاہ و جلال

انکو تو کہتا ہے جو یون رائیگان
کیا جواب اس بات کا دیگا وہان
ہو گئے بیدم قدر اگر دم کی ہوئی
فائدہ پھر کیا ہے اُس سے ہو اخی

ہو سمجھنے کا تو وقت اب اسوقت تھا
پھر اگر سمجھا تو ہے کیا فائدا
غور سے کر جسم کے اندر نظر
اسمین کیا کیا کچھ ہے مخفی ای پسر

بلغم و بول و براز و ریم و خون
درد صفرا بلغم و سودا و خون
لحم و شحم و پوست اعصاب و تر
ایک سے اک ہے زیادہ گندہ تر

ہے عنایت یہ بھی اک بے انتہا
عیب جسنے جسم کا مخفی کیا
کھینچی اوپر اونکے وہ باریک پوست
ہے سب چھپتے ہین ان اجزا کو دوست

دی پھر ان اجزا کو کیا کیا قوتین
جس سے لاکھون طرح کی ہین راحتین
ایک جز انمین سے گر بیکار ہو
جسم تیرا پھر سگ مردار ہو

عضو تیرا اگر بدن سے ہو جدا
کب ہو وہ تا عمر پھر کام کا
ایک پٹھا بھی اگر ہو جای سست
کب ہنرمندی سے تیرے ہو درست

گر کرے تو خرچ لاکھون ہی کما
ایک دندان بھی نہووے کارگر
منھ سے جب دندان ٹوٹے تیرے یار
ہین جواہر ریزی سے قیمت مین تیر

جب ہوے وہ اسطرح سے معتدل
قدر تجکو جب ہوئی اے پاگل
جب ہوے منھ مین سے تیرے وہ پیدا
تب یہ سمجھاتے وہ در بے بہا

جبکہ ہر نعمت کا ہوتا ہے زوال
جب تجھے معلوم ہووے اسکا حال
ہے ہر اک جز تیرا تو بے بہا
آنکی پر قیمت نہین تو جانتا

گر کرون تشریح تن کی مین بیان
چاہیے کہنے کو عمر جاودان
ہین عجائب اس بدن مین بیشمار
جانتا ہے آنکو علم کردگار

ہے بدن تیرا طلسمات عجیب
اسکے ہر ہر جز مین ہے سر غریب
طبقہای چشم مین نور بصر
ہین بطون مغز مین کیا کیا ہنر

قوت حیوانی و وہم و خیال
غور کر ان سب مین کر اعتدال
کی ہے کیا کیا کچھ عطا بے انتہا
اپنی غفلت سے نہین تو جانتا

قدر تجکو عمر کی اب کچھ نہین
سمجھے گا جب ہوگا وقت واپسین
حیف یہ در یتیم بے بہا
رائیگان ہاتھون سے گم ہو گیا

آدمی جب ہو جوان اور تندرست
سمجھے ہے صحت کی وہ نعمت کو سست
جبکہ ہوتا ہے ضعیف و ناتوان
عاجز و خوار و نحیف و خستہ جان

یاد جب کرتا ہے ایام شباب
کھینچتا ہے دلمین کیا کیا پیچ و تاب
ابتدا و انتہا پیش نظر
گر رہین تیرے تو کب ہو کور و کر

اس طرح سے ہو کہ سمجھے آپ کو
وہ بلاشک عارف باللہ ہو
دلنشین مضمون جب یہ ہو گیا
کبر و غرور اور تکبر سب گیا

جبکہ مومن بندۂ عاجز ہوا
ہو گئے سب اسرار غیبی دل پہ وا
حکم حاکم کا رکھے جو دلمین پاس
اسطرح سے وہ ہووے حق شناس

یہ دوسرا طریق ہے پہچاننے اپنے نفس کا خاص آدمیون کے واسطے

اب بیان کرتا ہوں تجھسے وہ طریق
جس سے ہو تو بحر وحدت مین غریق
ڈرتے ڈرتے اسمین کرتا ہوں کلام
تاکہ لغزش مین نہ آئے فہم عام

انکو وہ سمجھے کہ اہل درد ہو
عیش دنیا جسکے دلپر سرد ہو
گوش دل کے کھول تو اے بیخبر
تاکہ ان باتون کا دلپر ہو اثر

پیر و مرشد ہو تیری یہ گفتگو
چھوڑ کر سب شے کو تو ہو محو ہو
جان و جز سے ہے ترکیب بشر
تو بھی ان دونو کے اندر غور کر

ایک تو جز ہے نہایت ہی لطیف
دوسرا جیسا ہی ناپاک و کثیف
ہے کثافت جسم کی سب پر عیان
اور لطافت روح کی اس سے عیان

جسم خاک و آب و باد و نار سے
ہے مرکب خوب اسکو جان لے
ضد عناصر کی ہے ہر اک پر عیان
کب ہو وہ محتاج تشریح بیان

ہے تناقض دوسرے سے ایک کو
ضد ضد کے ساتھ کیونکر جمع ہو
چاہیے اسپر کوئی حاکم فرد ور
سرکشی کو تاکہ کرے انسے دور

وان بچھونا ہی نہ تکیہ نے فرش
نہ طعام و نہ کلام و خورد و نوش

تحت و فوق و راست و چپ و پیش و پس
ہر طرف اک خاک کا تودہ بس

تو ہے تنہا و وحشت ناک جا
تیرہ و تاریک و تنگ بے ضیا

وہ تری تنہائی اور وہ بیکسی
وہ شب تاریک و ظلمت قبر کی

صحبت ناجنس و تنگی قبر و دق
رنگ رستم کا جسے ہو دیکھ فق

تجکو اس گھر میں ہو رہنا اک بسر
ہو نہ جسکے شقف و دیوار و نہ در

نے وہان قالین و مسند نے حصیر
نے چراغ و نے طعام دلپذیر

نے کوئی غمخوار و ہم سایہ وہان
جس سے اپنا حال دل کیجے بیان

خانہ تنگ و خراب و ہول ناک
نے ضیا روشنی ہوا و فرح ناک

بھاگ نکلنے کی نہ وہان چھپنے کی جا
خانہ ویران و بس وحشت فزا

گھر نہیں گھاٹی ہے یہ وہ ہولناک
جس سے سینہ رستموں کا ہو ہی چاک

تن ترا زار و نزار و ناتوان
جنکے پیچھے میں ہر دو تیز زبان

وہ مکان نا دیدہ پنہان زیر گل
تجکو مالیخولیا اور ہول دل

مور تو ہے اور وہ مار نیش زن
تو سر شوریدہ اور وہ سرشکن

حیف یہ تیرا جو ہو نازنین
اور وہ گرز آتش آہنین

ہیں اگر مونس تو منکر یا نکیر
تیز و تند و خشمگین و سخت گیر

اس مصیبت میں وہ شیون کی فغان
اور وہ خشم آلودہ صورت الامان

کرنا اس حالت میں پھر تفتیش حال
دین اور ایمان سے کرنا سوال

انکے ہاتھوں سے ہو کیونکر مخلصی
دیکھیے اس وقت پر کیا بیکسی

وہ نہو اس وقت اگر تیرا نصیر
تو ہوا تو قعر دوزخ میں اسیر

گر ہو تجھپر لطف تیرا اور کرم
تب جوابوں میں ہوں ثابت قدم

ہو اگر تیری عنایت کی نظر
تو سوالوں سے مجھے کب ہے خطر

ہونگے میرے منکر اور نکیر
طفل ابجد خوان و شاگرد حقیر

نہ عزیز و نہ برادر آشنا
نہ پدر نہ مادر شفقت نما

نے پسر نے دختر و عمہ نہ خال
نہ غلام و نہ کنیزک اور نہ مال

جان ہے جو تجکو رکھے تھے عزیز
وہ کرینگے تجھسے فرسنگوں گریز

ہو کہ تجھپر ہوں فدا مثل سپند
وہ کرینگے بوسے تیری ناک بند

وہ بدن تیرا کہ تھا رشک قمر
ہو سگ مردہ سے بدبو میں بتر

ہمنشین ہمدم نواز و یار غار
سمجھینگے دم میں تجھے گردن کا بار

جو نہ دم بھر تجھسے ہوتی تھے جدا
نام بھی تیرا نہیں لینگے ذرا

جنکو سمجھے تھا جان سے جانے ہے تو
قبر پر بھی وہ نہ جاوینگے کبھو

مثل پروانہ تھے جو تجھپر فدا
وہ نہیں پڑھنے کو جاکر فاتحہ

جو فدا تجھپر ہیں اب مثل نمک
وہ کرینگے قبر پر جانے سے ننگ

جنکی الفت میں ہے تو خستہ جگر
وہ نہیں ہونگے تجھپر چشم تر

جنکے اوپر تو ہے قربان مثل باد
ہیں سو کبھی وہ نہیں کرینگے یاد

یہ زن و فرزند و درہم و مال
جیتے جی تک ہیں تری جیکا وبال

بعد مرنے کے کہاں تو یہ کہاں
اپنے اپنے کام میں سب ہیں لگین

کھول آنکھیں تو بھی اپنا کام کر
خواب غفلت میں نہ رہ ای بیخبر

کیا سمجھ ہو وے تون رویگا تو
مفت اپنی آبرو کھوئیگا تو

مزرعہ عقبی ہے دنیا اے پسر
تو بھی کچھ بونے کا اسمین کر فکر

گر نہ بوے گا تو کیا لیگا وہان
ہے یہ تیری جستجو سب رائیگان

سیف قاطع وقت کو تو اے جان
عمر ہو مت رائیگان کر اے جوان

جو گذرتا ہے تری غفلت میں دم
خشت قصر عمر سے ہوتی ہے کم

ہے جو تیری آمد و رفت نفس
کچھ خبر اسکی بھی ہے اے بوالہوس

سانس تیری مثل آرہ کی یہ ہے
قطع نخل عمر میں مصروف ہے

تو جسے سمجھے ہے تفریح بدن
عمر کا تیرے یہی ہے بیخ کن

ہے جو دم تیرا ادائے زندگی
بس یہی ہے بے شمار زندگی

جب ہوا پر ہو تری بنیاد عمر
حیف ہے گر تو کرے برباد عمر

پاس کیوں انفاس کا تجکو نہیں
ہر نفس کو جان وقت واپسین

قدر تجکو کچھ نہیں مطلق ذرا
یہ نفس تیرا ہے در بے بہا

شور و غل وہ کیا ہے سب دنیا کا کام	عقل جزوی سے ہے اسکا انتظام	عقل کلی اور جزوی میں ہے فرق	سمجھے تو جب بحر وحدت میں غرق
عقل کلی وہ تھی جس سے مصطفےٰ	عرش سے سو درجہ بالا تر گیا	عقل کلی وہ ہے جس سے ہر نبی	تنہا لاکھوں پر ہو غالب اے اخی
عقل کلی سے ہی سمجھے فنا	لشکر فرعون کو غارت کیا	عقل کلی میں ہے وہ زور اے پسر	جس سے توڑی مرتضیٰ خیبر کا در
ایک خیبر کیا ہے وہ توڑے پہاڑ	دیو نفس دون کو جو ڈالے پچھاڑ	ٹھہرے کب اسکے مقابل دیو و جن	حکم میں جس شخص کے ہوں پری و جن
مات دن کیا ہیں زمیں ہے تا سمک	حکم میں اسکے ہیں سب جن و ملک	عقل کلی ہے جسے بہرا ہوا	ہے وہ شاہ دو جہان و مقتدا
تجھ میں ان دونوں کا ہے ہر دم اثر	دم میں تو بنتا ہے دم میں گو روکر	دم میں تو مسکین ہے اور بینوا	دم میں ہو شیطان کا بھی پیشوا
ہو کبھو تو صدق ہے دلکو فروغ	تیرہ پھر دم میں کرے کذب و دروغ	ہے کبھو حب تلاش آخرت	ہے کبھو حرص و ہوائے سلطنت
کھینچتا ہے نفس اسفل کیطرف	روح چاہے ہے کہ تجکو ہو شرف	ہے بدی کیطرف میل نفس دون	عقل اچھے کام پر ہے رہنمون
عقل چاہے ہے کہ تو ہو جا ملک	نفس چاہے ہے کہ ہو کُرد امک	عقل چاہے ہے کہ ہو ذر شریف	عقل چاہے ہے کہ ہو بیت کثیف
عقل چاہے ہے کہ ہو نور بصر	نفس چاہے ہے کہ ہو تو کور و کر	عقل چاہے ہے کہ ہو حب خدا	نفس دنیا پر ہے جیسے مبتلا
عقل کہتی ہے کہ تو ہو متقی	نفس چاہے ہے کہ تو ہووے شقی	نفس کی جو بات ہے سو ہے دنی	نفس دون ہے لائق گردن زنی
ہے بدن میں نفس ایسی بد بلا	جس نے کل عالم کو غارت کر دیا	نفس سے شیطان کا حکم سلسلہ	نفس ہے غارتگر خلق خدا
ہاتھ سے اس نفس دون کے جو بچا	ہو وہ سب سے بہتر گاروں کا چیلا	نفس کی خواہش کے تو کر ریزہا	نور ایمان تو دیکھو تیرہ ہو فنا
نفس کے برعکس کر تو اے اخی	پیر کی خواہش نہ کچھ استاد کی	نفس کا تو کاٹ خنجر سے گلا	اور ریاضت سے لے حق کا نبا
نفس ہے اک اسپ سرکش اے جوان	اپنی خواہش پر یہ ہوتا ہے رواں	اسکو پھر گر کام پر تو جلد دوڑ	چونکہ اتو بہت سا اسکو ٹھوک
تازیانہ شرع کا رکھ ہاتھ میں	تو وہ اسکی ہی ہمیشہ گھات میں	ورنہ یہ توڑیگا گردن ایکبار	مان کہنا تا کہ ہو تو شہسوار
چاہیے اچھا کوئی چابک سوار	اور کو قابو میں نفس نابکار	چاہیے ایسا کوئی مرد ذکی	سمجھے تا وہ بات مکر نفس کی
مین کبھی گر نفس سے بد ہو تباہ	تجکو اس سے بھی بچا میرے الٰہ	حمیت دیوے گا اسکا نام نفس	اپنی مرضی پر کیسے ہے کام نفس
تجکو تو سمجھے ہے غافل کار دین	دیکھ میں ہے پیر حق میں نیند آ ہمیں	جسکو تو سمجھے ہے پہلوان کا رحق	کتنے ہی جو یہ بھی رکھتے ہیں حلق
سند خلقت کے لیے ہے جو عمل	بے نیاز اس سے ہے یہ عز و جل	ہے ریا تیری یہ اک شرک خفی	دل میں تو سمجھے ہے ہو گئیں متقی
شرک سے کب کم ہو تیری یہ ریا	کام حق جب دام دنیا کا کیا	نام کی خاطر کرے کار راہ	تو تو ہے خود مشرکوں کا بادشاہ
جو کرے بھائی سے تو جبراً للہ کر	دیکھ مت دنیا کا کچھ نفع و ضرر	اس سخن کی کچھ نہیں ہے انتہا	روح کا اور نفس کا کہہ ماجرا

اب بیان ہے جو کچھ ملنے عقل اور روح اور نفس اور قوت حیوانی کیسی پیدا ہوئی ہے

عقل نے ہم روح کو بولے اگر	پیدا کیا کیا اس سے ہوں تار گہر	نور ایمان و صبر و شکر و عدل و	میوہ طاعت علم و فضل و حیا

خوف سے اُس مالک جبار کے
زیست کیا ہے آشتی اضداد کی
آدمی کی زیست ہے عمر عزیز
روح تن میں کیا ہے وہ ہے حکم رب
حکم کب حاکم سے ہوتا ہے جدا
حکم حاکم کا ہوا جب منفصل

آب و آتش ایک جا باہم ہوئے
موت کیا ہے جنگ انکی اے اخی
موت ہے ہر لحظہ بس ایسی دبیر
زندگی کا تیری وہ ہی ہے سبب
تو نہیں ہے اسکو رتبہ ذات کا
تو وہی اک لحظہ میں ہے مشت گل
تف ہے لاکھوں اس تری فہمید پر

قبضۂ قدرت میں اسکے گر نہوں
جنگ کو انکا طبیبی امر جان
ہر نفس کو گر نہ سمجھے واپسین
حکم حق سے ہے عناصر کا نظام
روح کو تو اپنے حکم حق اگر
زیست کا جب بھید ہے اسطرح حال
عقل پر اور شمع پر اور دیدہ پر

جمع یہ اضداد ہوں اک جا کہیں
صلح اپنی جبر سے ہے اے نوجوان
اصل سے وہ اپنی کچھ واقف نہیں
امر کیا اس حکم کا ہے اختتام
سمجھے تو ہرگز نہووے گو رو کر
دل میں تیسیر ہوں تیری صد ہا خیال

اب بیان ہے حقیقت روح اور اسکی قسموں کا

روح کا اب حسن لے تو مجھ سے بیان
روح ہے تیرے تن میں اک تو غیب
جا بہ قدسی ہے تیری روح پاک
ابتدا اوسکا ہے عرش بریں
کر گئی اس جسم سیرت یقین وہ
ارتباط انکا تھا ایسا بعید
جب عناصر کا ہوا باہم ازدواج
اسلیے پیدا کیا خلاق نے
جانتا ہے روح حیوانی ہے کیا
پختہ ہو کر وہ ہوئی جزو بدن
روح حیوانی اسی سے ہے مراد
ایک نسبت جسم سے لیکن رکھے
ملگئے جب دونوں جوں شیر و شکر
دو ہوئے پیدا جو فرزند رشید
روح سے پیدا ہوئی ہے عقل صرف

گندہ رہ اسکے بھی ہوں تجھ پر عیان
جسم کے مخفی ہیں جس سے لاکھ عیب
نفس کی شامت سے ہے پابند خاک
لوح کرسی اسکے ہیں زیر نگین
گل کے ہر اجزا میں ہو جسطرح بو
وجہ الفت کی نہ تھی کچھ اے سعید
جسم کے اندر ہو انکا امتزاج
تاکہ یہ اُس روح کا مرکب بنے
جسم سے ہے جسم کا نشو و نما
جا ہے ہر ہر جزو میں بے رنج و محن
کہتے ہیں اسکو عزیزی اوستاد
روح سے ہے ایک ہی فرزند ہے
پیدا دونوں سے ہوئے پھر دو پسر
نام انکا سن تجھے اے سعید
عقل کلی عقل جزوی گشت

روح تن میں ہے عجب شی لطیف
عرش سے بہتر بھی اسکو راہ ہے
بحر وحدت تک ہے اسکی دسترس
حکم حق سے روح جب تن میں گئی
بسکہ تھا دونوں میں بعد مشرقین
حکمت حق مقتضی اسکی ہوئی
روح حیوانی کرے اول ظہور
روح حیوانی سے ہو وہ مرتبط
معدے میں پہونچی ہے جب تیری غذا
اٹھتے ہیں اس سے بخارات لطیف
برزخ جامع ہے یہی اے پسر
روح کی نسبت ہے فی الجملہ کثیف
جب ہوا دونوں کو باہم امتزاج
روح حیوانی کا ہو فرزند نفس
عقل کلی وہ ہے جو ہو جائے کل

شستہ و پاکیزہ و صاف و لطیف
لامکان تک آسکے جولانگاہ ہے
پہونچے یاں جا بجا جیسا ہوس
سایہ افگن جسم میں تیرے ہوئی
تن کثیف اور روح مثل نور عین
انمیں تا پیدا ہو ربط معنوی
تن کی نسبت ہے کثافت سے وہ دور
ملکی اپنی جنس ہو جا مختلط
اور تصرف طبع نے اسمیں کیا
بس عجیب و بس غریب و بس شریف
درمیان روح و جسم تیرہ تر
ایک نسبت جسم کی ہے بس لطیف
باعث تولید ہے یہ ازدواج
اسلیے دنیا کا ہے پابند نفس
عقل جزوی ہے سے باہم شور و عمل

عالم روحی اگر تجھ پر کھلے
جب تو دیکھے اسکا زور اور تو کھلے

سلطنت کو سمجھے کم از برگ کاہ
روح ہے گر تجکو ہو کچھ انتباہ

فقر فخری ہے یہی زیر نہان
فقر ہے عشق گر روح ای جوان

اسلیے کرتے تھے پیغمبر دعا
حشر مسکینوں میں کر میرے خدا

کر ریاضت سے بدن مثل ہلال
جب ہو تیری روح بدر با کمال

روح تن میں ہے عجب جنجال میں
مرغ زرین پھنس رہا ہے جال میں

ہو سکے گر تجھسے اسکے بند توڑ
قید سے اس طوطی زرین کو چھوڑ

حب جاہ و دولت و مال و منال
ہیں یہی بند آہنین انکو نکال

دور کر سینہ سے تو بغض و حسد
تاکہ بیجا روح تیرا یہ جسد

ہے قضا سے جو کہ ہووے نیک و بد
آدمی سے کیون کرے ہے تو حسد

نیک و بد کا کچھ نہ رکھ دلمیں خیال
چھوڑ دے ان سبکے اوپر خاک ڈال

اپنی ہستی کو کرے گر تو فنا
تو بلاشک عارف کامل ہوا

عشق کا کر دلمیں پیدا یہ اثر
زندگی میں تو ہو مردے سے بتر

موت کو جو پل نبی نے ہے کہا
ہو مراد اس سے بھی موت اپنی فنا

اسطرح جو آپکو کر دے فنا
وہ بلاشک عارف کامل بنا

بس یہیں تو بھی تجھے ہووے است فروغ
جب تجھے معلوم ہو صدق و دروغ

مرد عاقل کو تو اک کلمہ ہے بس
میں کرون کیا تو اگر ہووے مگس

پستر کیا پشہ سے بھی کمتر ہے تو
گر نہ سمجھے ایسی ہی سمجھانے کو

کر چکا میں کام سے اپنے فراغ
مجھ پہ لازم کچھ نہ تھا الا البلاغ

تو توکل پر رہے ثابت قدم
گر کرے حرص و ہوا کو دل سے کم

اپنی ہستی سے بھی تو بیزار ہو
روح کا گر محرم اسرار ہو

بوریا و ہم کو ملا اسکا مزا
سلطنت پر لات کیونکر تب پا

فقر سے تو غنی ہیں جیسا بند تن
فقر سب کام میں تیرے حسن

قید جیسا ہی ہوں جب تجھسے جدا
زندگی میں آپ کو مردہ بنا

جسم کو توڑے تو ہو سر سبز روح
سو طرح کر دیکھے باطن میں فتوح

بند اسیر میں ہزاروں تو جو
ہو قفس میں تن کے مثل روح تو

چھوڑنا ہے قید سے اسکا کہی
لذت دنیا کو کر ترک اے اخی

ذکر خدا کے تئیں ہے حق جلال
یعنی ذکر نام پاک ذوالجلال

گر اذیت دے تجھے کوئی بشر
تو سمجھ اسکو عنایات الٰہی سر

صدمہ جو پہونچے تجھے پہ تیرے
تیرے ناشکرن کی یہ تنبیہ ہے

وہ عمل کر جس سے کچھ طاری ہو حال
مت ہو میری طرح تو پابند قال

موت کا کسطرح تو طالب نہ ہو
دوست تک پہونچاتی ہے وہ دوست کو

علم تجھ پہ جسکہ مردے کا ہوا
دوست کے پھر وصل میں کیا لگ رہا

زیست میں تو رتبہ وہ حاصل کرے
مردہ جو ہاتھوں میں ہو غسال کے

اسطرح پہچان بھائی آپ کو
تاکہ تو بھی عارف باللہ ہو

لکھتے لکھتے ہاتھ میرا تھک گیا
حیف تو اتنا نہ سمجھا مدعا

میں تو جاہوں حسن کی تو ہو بلا
پشہ تو ہو تو مری کیا ہے خطا

کام کا آپ اپنے تو مختار ہے
بات حق کہنی ہمارا کار ہے

اب بیان کرتا ہوں قصہ وہ داستان
ہو ہویدا جس سے راہ راستان

داستان عابد کی کہ پہاڑوں مین ترک دنیا کرکے بیٹھا تھا اور امتحان کرنا اللہ کا اسکو اور تنبیہ اور آگاہ کرنا اسکو

کوئی عابد تھا کسی کہسار میں
چھپکے جا بیٹھا تھا تنہا غار میں

جیسے وحدت سے ہوا گوشہ نشین
تاکہ خلوت میں نہ پہونچے کار دین

اور نہ اوقات کے اندر خلل
ہو نہ ہرگز ورد و وظائف میں خلل

اختلاط خلق سے ہو جو بلا
جو رہا ایمن وہ آفت میں پڑا

شوق و ذوق و عجز و زہد و اتقا	ہمت و جود و کرم شرم و حیا	قوت حیوانی و نفس دنی	عجب علی پیدا ہوے کبر و
بخل و کذب و شہوت و حرص و ہوا	مکر و بہتان و فریب و افترا	قتل و فسق و زدی و کفر و زنا	بت پرستی و ریا و دغا
ہین نتیجہ انکے پھر بے انتہا	ضبط ہو سکتے ہین کب یہ اے فتا	گر کرے فعلون پر اپنے تو نظر	خود بخود ظاہر ہون دونو

اسمین بیان ہے اسکا بعد مرنیکے مبتلا رعذاب وثواب وبہشت ودوزخ مین کونسی روح ہے

روح قلبی ہو اذیت سے بری	رنج و زحمت سے ہے ہے بری تری	کیونکہ ہے وہ سایۂ پروردگار	اور حقیقت مین ہے حلم کردگار
علم حق ہو کر مجسم اے اخی	روح جبکار گر تن مین ہوئی	حکم حق کی ہے جو صورت معنوی	روح اصلی تن مین وہ ہے آکے
جو عمل کرتا ہو اس سے بد رنگ	روح مین ہوتا ہے حاصل ایک رنگ	بعد مرنے کے وہ رنگ آشکار	یا جمالی یا جلالی ہے سیہ کار
باغ جنت کا ہے اظہار جمال	رنج دوزخ کا ہے اظہار جلال	روح قلبی کے جو ہین اوصاف یار	فی الحقیقت مین وہی ہین
مصدر تکلیف ہے جسم خراب	روح حیوانی یہ ہے رنج و عذاب	روح حیوانی و یہ نفس دنے	غیب مین انکے بھی ہے صورت
عالم غیبی مین ہر یک کی شبیہ	معنوی موجود ہے مرد فقیہ	کسب ہے معنون و در فعلون مین دونی	یہ نہین انکو سمجھنا ہر کوئی
یعنی وہ اس صورت ظاہر کا ہے	گو نہ آوے نظر مین ہر دیدے	وہ معذب عالم برزخ مین ہو	جسم تیرا خاک مین ملجائے گا
ہو نہ جبتک حشر آجاوے نہیں	ہے الم اس شکل اس تصویر سے	حشر مین پھر جسم جب تیار ہو	روح حیوانی ہیر دے کار
ہو گا ان دونو کا پھر باہم عذاب	کلفت و تکلیف و رنج بیحساب	روح اصلی کا ہے یہ رنگ ای سیہ	جو ہو اظاہر ہے تری ایجاد ہے
گر عمل ایسا کہ پیدا ہو وہ رنگ	حشر مین جس سے نہ ہووے تو تنگ	روح اصلی مین ہو وہ رنگ جمال	جس سے ہو تو حشر مین فرخندہ حال
تجھ مین ہے بس عالم ہے منتہا	آپ کو لیکن نہین تو جانتا	دوزخ و جنت ہین تجھ مین مستتر	غیر کا تو کیون ہے احمق منتظر
تجھ مین وہ طاقت ہے او بالکر	جو کہ چاہے وہ دعی کر سکتا ہے تو	گر کرے تو جان دے سب کچھ تو	ہم ملک ہم دیو بن سکتا ہے تو
مصدر آیات ربانی ہے تو	مظہر انوار سبحانی ہے تو	ہین حقائق اور اسرار الٰہی	جمع تجھ مین کیونکر آنکھین ہے
عالم کبیر ہے ترکیب اشر	نسخۂ جامع ہے انسان اے پسر	دیدۂ کونین ہے انسان سے یار	سو تدبیری سے اپنی ہے
تو ہوا ہے بحر وحدت سے جدا	کر کے کوشش پھر آ ہے دریا مین جا	خالق افعال گو ہے کردگار	کسب مین تجھکو دیا ہے اختیار
جمع مین اسباب کو کرتا ہے تو	ویسا ہی فیضان ہوا ہی ہو ہو	جو کہ تو اسباب آمادہ کرے	غیب سے وہ انکو استادہ کرے
مستعد ہو مادہ جس شکل کا	غیب سے صورت وہی ہووے عطا	خیر کے اسباب کچھ تو جمع کر	تا کہ ہو ویسی ہی صورت جلوہ گر
بہر غرض یہ روح امر کردگار	نور ربانی ہے اسمین آشکار	نور حق کا ہمین ہے بیشک اثر	جسم مین جب اسطرح سے بکار
خاک کے پتلے کو کرتی ہے روان	ہے یہ سر غیب و اسرار نہان	روح ہے پیکر تن مین نفس طلسم	کنہ مخفی اسکی اور ظاہر
گر تو چاہے تو حقیقت اسکی دا	قید جسمانی کو تو اپنے اوٹھا	خار و خس سے گر کرے تو جان پاک	جب وہ دیکھے حضرت والا

قطع جب عابد نے کری نصف راہ
حملہ پھر کتے نے جب اُسپر کیا
مجھسے کیا خواہان ہو اے بیحیا
بھوک کے ہاتھونسے مین تھا سخت زار
حق نے گویائی کی قوت کی عطا
گندہ ناپاک ہون مین جانور
گذری ہے مدت بہت بے انتہا
کچھ نہ راتب ہے معین نہ طعام
ہے شکم سیری کا تو امکان کیا
نام بھی انکا کبھی سنتا نہین
باوجود اس کلفت و تکلیف کے
در کو دروازے کا ہون مین پاسبان
مال کو رکھتا ہون آفت سے نگاہ
تو بشر ہو کر یہان لطف خدا
اسکی رزاقی کو دل سے محو کر
سالہا تک وہی تجھے طیب غذا
کسقدر تو اپنے دلمین کرکے غور
خواب غفلت سے ہوا بیدار وہ
یون توکل مین ہوا ثابت قدم
تیسرے دن کھاتا وہ برگ شجر
کھو دیا کھانیکا سب اُسنے مزا
کب بزرگی ہے فقط گفتار سے
فقط ہو رزاق کا ورد زبان

کتے نے پھر آکے کی منت بصد
روکے عابد اس سے یہ کہنے لگا
چھوڑ دے پیچھا از بہر خدا
تو کرے ہے کیون عبث مجکو شکار
سگ نے عابد کو جواب اُسکا دیا
سارے حیوانون سے عالم کے تیر
در پہ نصرانیکے رہتا ہون کھڑا
فاقہ سے گذری ہے مجھپر صبح و شام
کم کبھو بھرتی ہے آدھی اشتہا
ہوتی ہین دنیامین پیدا یا نہین
دل پہ خطرہ بھی نہین آتا مرے
رات کو ہے سقف پہ میرا مکان
تا نہو چورونکے ہاتھونسے تباہ
ایک دن کھانا نہین مجکو ملا
آیا روٹی مانگنے کافر کے گھر
بے مشقت اور بلا رنج و عنا
بیحیا اب تو ہے یا ہے کوئی اور
از سر نو ہو گیا ہوشیار وہ
کی نہ پھر آگے کسی کے پشت خم
کچلا مار نفس کا پتھر سے سر
جب وہ عابد عارف کامل ہوا
لاکھ کہنا کم ہے اک کردار سے
بیخبر معنون سے ہین اہل جہان
تو بھی ہو معنونکا بھائی آشنا
اسمین کہتا ہون تجھے اک مثال

جب بہت عابد کی جی کو بن گئی
تین روٹی صاحب خانہ نے دی
اب تعاقب کس لئے کرتا ہے تو
شرم بھی کچھ تجکو ہے اے بیحیا
یون کہا کتے نے اے شوریدہ سر
مدح تیری سمجھین سب اہل جہان
ہے نہ کچھ کھانے نہ پینے کا مزا
تو وہ ہے پاتا تیسرے دن خشک نان
چربی و شیرینی و لحم و پنیر
باوجود ان نعمتونکے مین کبھو
اسکے در کے چھوڑنیکا تو خیال
چھت کے اوپر شام سے تا سحر
اسکی نان خشک پر یون ہی فنا
دشمن حق سے کیا آکر سوال
جانتا ہے ویسے تو اسکو بخیل
تو ہی اب انصاف کر اے بیوفا
سنکے عابد شرم سے پانی ہوا
مرشد اسکا ہو گیا کفار سنگ
ہو گیا یکتائے دوران وہ جوان
چھوڑ دی اُس دن سے مطلق سب غذا
منھ سے کہنا بات کا آسان ہے
کہتا ہے رزاق حق کو ہر بشر
جو کہ معنی کی طرف بے لیکے
طالبے پانہ ظاہر تو رہا
تا کہ ہو معلوم تجکو اپنا حال

تیری روٹی اس سے ناچار ہوئی
سو وہ مینوں نے چکا تو اے اخی
روٹیان سب تے چکا اے تند خو
جانی دشمن تھے مری جیکا ہوا
تو تو رتبہ مین ہے مجھسے بھی بہتر
قبح اپنی سکے ہے دربان
ہے وہان سگ نے نہ کچھ رہنے کی جا
مجکو دیتا ہے ہمیشہ وہ جوان
استخوان و روغن شیر و خمیر
غیر کے در پہ نہین کی جستجو
دلمین بھی آتا نہین اے باکمال
ہے حفاظت پر سدا میری نظر
جان کو کرتا ہون مین اپنی فدا
کچھ نہ مالک کا رکھا دلمین خیال
منھ سے کہتا ہے کہ حق نعم الوکیل
کون ہے دونون کے اندر بیحیا
آہ کھینچی سرد و غش مین آگیا
کار حق مین ہو گیا بس تیز چنگ
صبر مین اور شکر مین فخر زمان
قوت اسکی برگ سبزہ کا تھا
اور عمل اُسپر بلائے جان ہے
ایک معنی سے نہین کوئی خبر
رنج دنیا دین دو فارغ ہوے

اہل دنیا کو نہ تو انسان گن   حق حق دیق دیق ہین یہ آمدن
حق حق دیق دیق ہو دنیا کا کلام   جس سے تو آسودہ ہے اور فساد کلام
ہووے کیسا ہی کلام جان فزا   ہے خموشی اس سے سو درجے سوا
ہو مگر گفتار مثل سیم و زر   ہے خموشی لعل و یاقوت و گہر
ہووے خاموشی کا گر تجکو مزا   تو کرے ہرگز نہ تو کچھ پھر دوا
مخبر صادق کا کہنا ہے بجا   جو کوئی ساکت رہا وہ ہی بچا
گر میسر آئے اچھا ہمنشین   جان سے وحدت ہو وہ کثرت نہین
اہل دل کوئی نہو گر یار غار   کر لے وحدت کو ہی پھر تو اختیار
کر کے تکیہ اپنے وہ رزاق پر   کوہ مین کرتا تھا عمر اپنی بسر
یاد حق مین جا بجا مصروف تھا   غیب سے دیتا تھا رزق اسکو خدا
جسطرح پاتے ہین روزی جانور   بے مشقت بے کسب اور بے ہنر
غیب سے وہ رازق طیر و بشر   دے تھا دونون وقت اسی جلکو تر
ایک چشمہ آب شیرین کا روان   قدرت حق نے کیا جاری وہان
پہونچا اس عابد کا بے رنج و حساب   سالہا تک ہم طعام و ہم شراب
اسپہ تھا وہ لطف و انعام خدا   خود بخود حاجات سب ہوتی روا
نہ غم و آس و تفکر کا خطر   نہ تلاش رزق نہ رنج خشک و تر
کیا تعجب ہے کرے گر وہ عطا   ہین خدا کی نعمتین بے انتہا
غیب سے پہونچی جو عابد کو غذا   تو تعجب مین عبث شسدر ہوا
کھول آنکھین اپنی اندر غور کر   کر عطائے غیب کے اندر نظر
فہم و عقل و ہوش اور دین حق کا   چشم و گوش و لحم و شحم و دست و پا
حفظ و نطق و فکر و ذکر و فن و فنون   تجکو کیا کیا کچھ دیے حد سے فزون
تونے کب انکا کیا تھا کچھ سوال   تھی عطائے ذات پاک ذوالجلال
غیب سے جب تجکو اتنا کچھ ملا   کیا ہوا عابد کو گر پہونچی غذا
ہین جو کچھ تیرے بدن خرج و کل   ہو عطائے غیب اے بدمست مل
ایک دن عابد کو پھر امتحان   قدرت حق سے نہ آیا قوت نان
کھینچا عابد نے بہت سا انتظار   بھوک کے مارے ہوا وہ بیقرار
اضطرابی مین کیا شب کو بسر   ہوگیا آخر کو ہنگامہ سحر
بسکہ تقلیدی تھا وہ ہو زدگداز   بھوک سے کم ہوگیا راز و نیاز
جائے تسبیح و قیام و درد و ذکر   رات بھر دلمین رہا کھانیکا فکر
جوع سے پانی مین قوت تھی یان   جوع ہے صیقل گر شمشیر جان
صبر کرنا عابدون کا کام ہے   کب ہر اک رستہ ہما کا دام ہے
قوت روح ذکر نام پاک ہے   نان و حلوا جسم کی خوراک ہے
ہو نہ جبتک روح کے اندر صفا   جوع کا ہو صبر یہ امکان کیا
بھوک سے عابد ہوا جب بیقرار   آخر نیچے کوہ کے با اضطرار
وحشت مین کرتا تھا ہر سو جستجو   آخرش بر آئی دلکی آرزو
قریہ آیا دور سے اسکو نظر   پہونچا اس جا مصیبت کھینچکر
چند گھر نصرانیون کے تھے وہان   پہونچا اک دروازہ پر یہ خستہ جان
جا کر دروازہ پہ اسنے دی صدا   گرسنہ ہون لے مجھے بہر خدا
تین روٹی صاحب خانہ نے دی   لے کے انکو یہ چلا باصد خوشی
لے کے آئے جب کیا قصد مکان   تا کرے جا کر وہان پر نوش جان
ایک تھا اس صاحب خانہ کا سگ   سخت درندہ نہایت تیز تگ
پہونچا اس کتے کو الہام خدا   شیر غران وہ سگ مردہ نما
روٹی لیکر جب ہوا عابد روان   کتا دوڑا پیچھے اسکے ناگہان
جب کیا کتے نے عابد کو یہ تنگ   روٹی اک کتے کو ڈالی بیدرنگ
کھانے مین مصروف جب کتا ہوا   پاکے فرصت کو وہ عابد چلا
کھا کے روٹی جبکہ وہ فارغ ہوا   کتے نے عابد کا پھر پیچھا کیا
پہونچا تھا وہ ترک کی پر پہ پر   آنکے پھر کتے نے اسکی لی خبر
عزم اسکے کاٹنے کا جب کیا   مضطرب عابد بہت ذہن ہوا
ایک روٹی اور اس کتے کو دی   وہ ملا جب آنکے پیچھے سے ٹلی
تنگ مین کتا تو کھانے کے لگا   اور عابد ہو گیا مثل گدا

وہ تو ہے رزاق ہر وحش و طیور
وجہ تخصیص کی ہے بالضرور
شرح کر اسکی ذرا اے رہبر خدا
وعدہ یہ تاکہ اک دل سمجھا

بولے یوں پیغمبر خیر الزمان
مستتر ہے اسمین بھی راز نہان
گوش جان اپنے کرو اسوقت وا
تاکہ سمجھو تم بھی اسکا مدعا

جفت زاغی پر اسکے ہو یقین
جانو دل سے اسکو رب العالمین
گھونسلے مین بیضہ جب دیتا ہے زاغ
ہوتا ہے فرحت سے اسکا باغ باغ

مدت معہود تک ان پر سدا
بیٹھا رہتا ہے نہین ہوتا جدا
بیضے ہوتے ہین جب بچے نمود
قدرت حق جلہ سے رب ودود

پشم تن پر انکے ہوتی ہے سفید
زاغ اپنے دلمین ہووے ناامید
وہ سمجھتا ہے کہ بیضہ اور کے
آشیانہ مین کسی نے رکھدیے

دیکھکر ابیض الجلین ہو خشمگین
دلمین سمجھے مرے یہ بچے نہین
گر مرے ہوتے تو یہ ہوتے سیاہ
ہوتا اسود رنگ شکل دود آہ

غصہ مین آشیانہ سے جدا
باقی رہے انکو نہ دانا اے فتا
ایک گاہ و گاہ اسکے حال کو
اور وہان بیگانہ وحش و کچھ ہو و

بھوک سے جب حال ہو انکا تباہ
رزق انکو بھیجتا ہے یون الٰہ
حکم ہوتا ہے ہوا کو جلد تا
کھینچ کر پشے تنکو اس جا جلد لا

بھوکے ہو کر جب کرین وہ منھ کو وا
جا کر خوراک بچے اسمین جا
اشتہا ہوتی ہے انکو جسقدر
پشہ لیجانے ہوا وان گھیر کر

اسطرح جب وے وہ بچون کی خبر
رزق کا اپنے بچے ہو کیا ہے گذر
وہ کئے ہے آپ امن و ایتہ
تو پھرے ہر دو وہ خوار و ستہ

جبکہ چالیس چالیس دن اُس پر گذر
اور سیہ نکلین بدنمین اُسکے پر
رنگ جب بچونکا ہوتا ہے سیاہ
ہر طرف ہو زاغ کا بھی اشتباہ

زاغ کو اس بات کا جب ہو یقین
بچے میرے ہین کبوتر کے نہین
پھر نئے سر سے محبت کا ہو جوش
مہر الفت سے لگے کرنے خروش

عشق ہو سینہ مین اسکے شعلہ زن
بچونپر قربان کرے وہ جان و تن
رزق کا بچونکے اے اہتمام
پھر بذوق دل کرین ہر صبح و شام

بچونپر ہو جان و دل سے فدا
اور کھلائے دمبدم انکو غذا
وجہ یہ تخصیص کی ہے دوستو
سمجھو تم بھی اس سخن کے مغز کو

رزق تیرا خود ترا جویا ہے یار
تو تجسس مین عبث ہو بیقرار
اسلئے کہتا ہون مین اک داستان
تاکہ تو بھی سمجھے کچھ رمز نہان

اس داستان مین بیان ہے حال تقدیر کا کہ جو مقدر ہے وہ ٹلتا نہین اور حال ایک امیر کی اولاد کا کہ موجب عبرت ہے

کہتے ہین تھا ایک مرد نوجوان
زہد اور تقوے مین یکتائے زمان
صاف طینت پاک خصلت نیکخو
تھا جوان صالح و مرد نکوجو

اسکا ہر انداز تھا مرغوب شرع
اسکا ہر یک فعل تھا مرغوب شرع
گو کہ سن و سال مین تھا وہ جوان
راہ حق مین ایک تھا نکتہ دان

کار حق مین جان سے مصروف تھا
کام اسکا امر بالمعروف تھا
تھا وہان ایک شخص عالی مرتبت
زیب عالم مہر برج سلطنت

نائب سلطان امیر نامدار
رکن فوج بادشاہ کامگار
تھا سپہ سالار لشکر وہ امیر
جرأت و ہمت کے اندر بے نظیر

ہر یک اسکا طرز مطبوع درست
کام مین اسلام کے چالاک و چست
وہ جوان صالح و با اتقا
تھا ملازم اس امیر نیک کا

یہ تمثیل ہے اس بات کی کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو کمتر آدمیون کے وعدہ سے حقیقت مین جانتا ہے اور ظاہر مین زبان سے اللہ کو رازق کہتا ہے

آدمی کوئی اگر وعدہ کرے
ہو نہ اس دن کچھ تجھے فکر و قرار
راست کو وعدہ کو اسکے جانکر
ہو نہ خدا آقا و بیچون و چند
فیض یاب اس سے بجان و پیر ہے
ہے ہر اک نعمت وہان بے انتہا
پھر تجھے ہو کس لئے یہ اضطراب
جو کچھ تیرے نصیب مین ہے لکھا
جو ہر گر ایمان کی تجھ مین اگر
ہوتا ان باتون کا گر تجھکو یقین
وعدہ کو حق کی کبھی تو جھوٹ سے
دلمین تو سمجھے ہو موت آنکو
غذا ہے ہو اسکی عنایت کا مگر
بستہ زنجیر یعنی ہے بشر

فقد یا لکھا تجھے دنیا کرے
اسکے کہنے پر فقط ہو شاد یار
ہو گیا کسب ہنر سے بے خبر
جسکے آگے حسن ہے یہ چرخ بلند
لطف اسکا سب پہ عالمگیر ہے
وہم بھی جس جا نہ کم ہونیکی جا
رزق کی خاطر پھرے کیون خوار آب
بیش و کم اس سے نہ ہو وہ جو تھا
گر توکل ہے توکل خوب تر
جب دنیا کی نہ ہوتی دلنشین
اسپہ گر ایمان تیرا ہو درست
کب گل ایمان کی ہو تجھ مین بو
لاوے تجھکو کھینچ کر وہ راہ پر
تو عبث صورت پہ کہتا ہے لالہ

اسکے وعدہ پہ ہو ایسا اعتماد
تو کہین آسمین ہزارون احتمال
اسقدر وعدہ پر اسکے ہو یقین
وعدے مین اسکے نہین ہرگز خطا
بخل و عیب و نقص سے ہو وہ بری
رزق کا تیرے ہوا جب وہ کفیل
تجھکو لازم ہے نا حق مین اپنی آبرو
ضعف ایمان کی ہے یہ تیری دلیل
وعدے کو سچا سمجھ اللہ کے
کھینچتا دیکھو وہ آہ جان خراش
جب ہوا ایمان تیرا خوب جیسے
شعبہ ہین ایمان کے بے انتہا
ہر یقین ہر شخص پہ ہے رنگ غیب
لذت حق کو پایا او نا خلعت

دل مین ہو تسکین اور جی شاد
کچھ نہین کرنے کا تو اسپر خیال
فکر اسدن رزق کا تجھکو نہین
عام ہر ہر شخص پہ اسکی عطا
ہو ہر اک بر تر سے اسکی برتری
اور بنا ہر کام مین نعم الوکیل
جو مقدر ہے وہی پاتا ہے تو
نان کے خاطر جو تو ہووے ذلیل
دلکو مت آلودہ دنیا کرے
ہوتا جسکے زہرہ سیلکا پاش پاش
جو دنیا سے تیرے درست
ایک بھی تجھ مین نہین ہے اے فنا
وہ بھی کرتا ہے جو ہے آہنگ غیب
پیوستہ ہے ظاہر کے مت ہو تو حلقہ

بیان ہے مضمون دعا کا کہ بیچ مقدمہ رزاقیت کے وارد حدیث مین ہوئی ہے یا رزاق الغربان فی اعشاشہا یعنی اے رزق دینے والے کاگ کے بچون کے گھونسلو مین

مانگتے تھے ایک دن حضرت دعا
یعنی جو ہو تیری رزاقی کی شان
رزاق الغربان فی اعشاشہا
کسب بغیر انکے ہو بچے دانہ ہم وگمان
رزق دیوے ہے زاغ کے بچونکو تو
پوچھا اصحاب نبی نے بانبی
گھونسلو کے بیچ مین بے سبب
زاغ کے بچونکی کیونکر تحقیق کی

تھا ہر اک وزی سے اسکے چشم نم
اور یہ فرمایا کہ اے اہل حرم
نیک و بد پر انکے تو رکھنا نظر
اس جہان کو سونپ کر اہل عیال
دین تجھے تا کام ہون تیرے درست
کیا وہان کثرت امر ہے عیان
علم باطن کے جواہر اور ہین
دیکھے گر آنکھوں سے انکے زرق برق
وہ سراسر سنبل و ریحان و ورد
کر گیا جب کوچ اس جا سے امیر
کرتا تھا ہر دم دلمین یاد خدا
وہ سر ہر شام سے تا سحر
قائم اللیل اور صائم بالنہار
اتفاقاً اس سپہ سالار کی
دونون کو اولاد کی تھی آرزو
اس توقع پر کہ تا ہووے پسر
انگلیون پر گنتے ہر شام و سحر
تھا ہر اک کے دلمین یہ خوف و رجا
گر چہ فرزند ہمین عطا کر دگار
ہوں فدا بیٹے پہ مادر اور پدر
گر نکرتا عشق انکے دلمین جا
سو طرح کے رنج و تکلیف اور درد
عشق سے ہوتے ہین رنج بیکران
عیب الفت سے نظر آوین ہنر
طفل کی منظور جو تھی پرورش

تھا تعلق ہر اک دلبر اور علم
حکم مین تیرے کیے ہین اک قلم
ہے حفاظت تجکو لازم اے پسر
کوچ جاری کر گیا وہ خوش عمل
راہ عقبی مین ہو تو چالاک و چست
لعل و یاقوت و زمرد کی ہون کان
اور سے کچھ انکے طرز و طور ہین
بحر حیرت مین ہو تو کیا ہے غرق
ہمین بالکل رنج و تکلیفات و درد
یہ جوان اس سے رہا رونق پذیر
مجمع برکت ہوئی تھی وہ سرا
طاعت حق مین ہی کرتا تھا بسر
تھا یہی اس نوجوان کا کاروبار
بار دار اہلیہ حکم حق سے تھی
رات دن فرزند کی تھی جستجو
دیتے تھے یاقوت و لعل و سیم و زر
نو مہینے جب ہوئے اسپر بسر
دیکھیے کسطرح ہو یہ عقدہ وا
پر خوشی بیٹے کی ہووے بیشمار
یہ ہی اک رحمت کا ہو اسکے اثر
کون اٹھاتا یہ مصیبت اور بلا
عشق سے سب ہو گیے ریحان و ورد
سنبل و ریحان و ورد و زعفران
عشق سے مستقل ہو چلو تکر
دی خدا نے دلمین الفت سے طپش

اس جوان کو جتا کر مرد امین
جو کرے تیرے خلاف حکم کار
رہے پہ تیری ہر جو ہو انکا کام
کر لے تجکو کوئی مرد امین
مرشد دانا ہو اس رہ کا امین
لعل یاقوت و زمرد ظاہری
ہے زمرد اور یاقوت و گہر
نسبت اس عالم کو اس سے کب ہویا
وہ سراسر قند و حلوا و عسل
گھر پر آسکے جی کو کرتا تھا فدا
گو کہ وہ اس کام پر مغرور تھا
فکر و ذکر و درود و تسبیح و قیام
خلق مثل چشم تھی وہ مردمک
کھینچکر تکلیف و رنج و حجاب
دمبدم انکی یہی تھی التجا
کی بہت خیرات جب بے انتہا
مرد و زن تھے جان و دل سے منتظر
تھی کبھی فرحت و لمین گاہ ڈر
گو کہ ہو فرزند اسکا بے ہنر
گر نہ دل الفت سے انکا زا ہو
دی خدا نے وہ طرب باپ کو
گر نہ ہوتا عشق کا دلمین اثر
اس لیے کہتا ہے وہ خیر البشر
محنت شب ہا رسہا و حیا
پرورش کا کر دیا الفت سبب

اہل خانہ پر کیا انسے یقین
ہر سزا کا اسکی تجکو اختیار
ہوتے ہین ہم تمسے رخصت والسلام
سونپ اسکی راہ پر تو کار دین
سو کم از کبریت احمر وہ نہین
بے مزہ اس جا نہین میرے اخی
ہین عذوبت تیزی سے بھی اس جا تیز
مہر نایاب وہ ہے یہ خس اور خار
یہ ہے زہر و حنظل و صبر و مقل
عیان نے دل سے کام مین معروف تھا
یاد حق مین وہ سدا مامور تھا
تھا وظیفہ اس جوان کا صبح و شام
تھا بشر صورت مین سیرت مین ملک
آیا تھا جو حمل مین آفتاب
یا الٰہی کر پسر ہمکو عطا
تب نشانے پر لگا تیر دعا
تا کہ ظاہر ہو یہ راز مستتر
دیکھیے دختر ہو پیدا یا پسر
ہوتا ہے لیکن پسر جان پدر
پرورش لڑکے کی ہین دشوار ہو
بیٹے پہ کرتے ہین قربان آپکو
ایکدن ہین وہ کے مر جاتا پسر
سب کو کرتی ہے محبت کور و کر
عشق ہو دلمین تو دیکھا کیجیے
ورنہ یہ وقت اٹھاتا کوئی کب

بیلکہ وہ مردا تھا پاکی نہاد
ولیکن یہ کہتا تھا جو انسے اعتقاد
ولیکن سمجھتے تھا اُسے مرد امین
متقین و زاہد و اہل الیقین
اتفاقاً شاہ نے اسکے تئین
کر دیا ایک ملک کے اوپر تعین
جبکہ پھر پہونچا بہت وہ رزمدان
فوج کرکے ساتھ با صد امتیاز
جنگ سے ہے اہل دنیا کا نظام
صلح سے بگڑے ہین سارے انکے کام
ہے طبیعی امر انکا شور و شر
کشت و خون و جنگ و دفع ہر ضرر
کام جبتک ہو مناسب طبع کی
رہتا ہے دونونکا دل باہم خوشی
پیار سے سمجھے ہے اپنا یار غار
وہ لے جاتے بردسے دو شمار
جب ہوا اُس امر طبعی کا ظہور
دوست بھی ہو دوست سے اپنے نفور
دشمن جانی ہون سب فرزند و زن
اقربا تیری ہون تیرے بیخ کن
گر قضا انگشت آنکھون پر دھرے
ٹکڑے ٹکڑے باپ بیٹے کے کرے
ہے قضا کی پنج انگشت عجیب
جسکو چاہے ہے کرے از نا نصیب
وہ رکھے آنکھونپر اور دو گوش پر
تاکہ تو بیچارے خاصہ کور و کر
اک بجائے پھر وہ لب پر دھرے
تاکہ تو گفتن سے بھی ساکت رہے
گر نہ ہے جبتک کہ تو ہو مادہ کار
ہین جو اس خمس تیرے نابکار
کام سر زد تجھسے ہو بالاضطرار
ہین کئے آسکے ہو دل مین بیقرار
ہے تقاضا یہ قضائے عیب کا
تو بری چیزونکو گر سمجھے بھلا
ہو خزف ریزی سے بھی تو شئے تیر
تجکو دکھلائے قضا شکل گہر
مادۂ خر سے اگر ہو وہ بتر
حور سے بہتر تجھے آوے نظر
دے جو کچھ زہر ہلاہل کو بھی مات
وہ دکھا لی دے تجھے آب حیات
جس سے تیرا انگڑے ٹکڑے ہو جگر
آپ اسے تو کھائے حلوا جانکر
پھیرے جب تیرے تئین تیری قضا
آپ جا تو در دہان اژدہا
ہے قضا وہ شے اگر حق ہو نمون
تو کرے خنجر سے اسکی آپ خون
ہے یہان جو کچھ قضا کا کھیل ہے
تو نکالے ہے فرزند دل
تو قضا پر گر رہے ثابت قدم
تو نہ پہونچے کچھ ترے دلکو الم
جو کوئی تیرا کرے نفع و ضرر
غیب سے اسکو سمجھ تو اے پسر
احتشام اس بات کا ہوتا ہے
منتظر ہے وہ امیر نیک پے
کیا امیر اسجا فقط حیران ہے
سامعون کے دلمین بھی خلجان ہے

یہان سے بیان ہے جانا امیر کا طرف لڑائی کے اور چھوڑنا اس جوان صالح کو واسطے خبرداری اہل و عیال کے اور متعین کرنا کاروبار گھر کا

فوج کو لیکر امیر نامدار
حکم سے شہ کے چلا بالاضطرار
حکم کا حاکم کی کر تو اتباع
تاکہ ہو دونون جہان مین انتفاع
نیک وہ حاکم کہ ہو محکوم حق
کر دے اپنے آپ کو معدوم حق
عالم جان پر ہو جسکی سلطنت
ہو وہ ظل اللہ عالی مرتبت
وہ اطاعت مین ہو مسلک نبی
کافر و فاسق ہو یہ طلعت پری
گر خلاف امر ہووے امر شاہ
تو کرے اسکو تو ہووے رو سیاہ
ہین اولی الامر انبیا یا اولیا
اہل دنیا کو نہین یہ مرتبہ
تیرا شاہنشاہ عادل ہو اگر
جان اسے کبریت احمر اے پسر
عدل ہو باغ خلافت کا شجر
عدل ہے شاخ ولایت کا ثمر
عدل سے سرسبز ہو باغ جہان
عدل سے صحرا ہو رشک بوستان
اسلیے کہتا ہے وہ خیر الورا
سلطنت کو عدل سے ہووے بقا
ظلم ہر اس سلطنت کا بیخ کن
ظلم ہے گردن کشون کا سر شکن
ظلم سے بدتر نہین کوئی گناہ
خلق اکبر ظلم سے ہووے تباہ
الغرض جس وقت وہ چلنے لگا
اور زن و فرزند سے رخصت ہوا

مضطرب ہو کر اگر تو ہو مجیر
کیوں نہ ہووے لطف اسکا دستگیر
غیر حق سے جب ہوا تو منقطع
اُسکی رحمت سے نہ کیوں ہو منقطع

دوسرے یہ ہے اگر تیری نظر
لطف ایزد کم ہے تیرا چارہ گر
دان وہی ہے یہی فقط ہو سد باب
جب گئی یہ ہو گیا تو بار یاب

نعمتوں کی کچھ نہیں اُسجا کمی
چاہیے لیکن خلوص آدمی
ٹھہری جب اللہ پر سبکی نظر
رحمت حق سے ہوا پیدا پسر

ایک تو اولاد ہونے کی خوشی
دوسرے بیٹے کی ہونے کی خوشی
یا تو وہ گھر غم سے تھا ماتم سرا
دم کے دم میں مجمع عشرت ہوا

یا رہا اک غم سے تھا غمگین و زار
یا خوشی سے ہوگئے باغ و بہار
یا تو تھا افسوس حسرت کا کلام
یا مبارکباد کی تھی دھوم دھام

تھے لبو پر غم سے یا آہ و فغان
یا خوشی سے تھا ہر اک نعرہ زنان
ہے یہی کارخانہ بے ثبات
ایکدم میں غم ہے اک دم میں بات

ہے تغیر آدمی کو دمبدم
ایکدم میں ہے خوشی اکدم میں غم
ہے کبھو گریان کبھو خندان بشر
اس غم و شادی پہ مت کر تو نظر

لذت دنیا ہی ملعون اے فتا
نقش ظاہر پر نہ اسکے دل لگا
مثل حقیقت اسکے ہے باطن میں نار
اسکے ہر لقمے میں ہیں سو سو شرار

بلغم با خور کو جب پیچ دے
کب کوئی دنیا کے ہاتھوں سے بچے
ہاتھ سے اس نفس دون کے وہ بچا
جسپہ ہووے لطف انعام خدا

جب ہوا پیدا وہاں طفل رشید
ہوگئی وہ رات سب پر روز عید
بسکہ تھا ہر شخص پر عیش و طرب
ایک شب قدر اُنکے گھر میں تھی وہ شب

کوئی صدقہ دیتی سر پہ سے چھوا
کوئی نظریں اپنی کرتی تھی ادا
لعل و گوہر سیم و زر بے انتہا
بینواؤں اور عزیزوں کو دیا

صدقہ ہے ہر درد و غم کا علاج
صدقہ سے بیمار کا خوش ہو مزاج
مال کے دینے سے جب جنت ملے
کیا ہو گر تو بات کو صدقہ کرے

جی کو قربان کر کتا وہ جان جان
خیمہ اندر میں گئے ہووے مکان

شور و غل جب اسکے سب ہو چکا
راگ و رنگ اور ناچ کو آخر ہوا
اُسجگہ سے جب ہوے سب ایک سو
رہ گئی وہ مادر طفل اُنکو

وہ جوان صالح دیا امتیاز
صدق دل سے پڑھکے سب وہ نماز
کرکے دروازیکو اس جانی نے وا
گھر کے اندر وہ نہ پایا تو گیا

تاکہ بیگم کو مبارکباد دے
شاد ہوری طفل کے ہونیکی وے
صحن خانہ میں ہوا جاکر کھڑا
چاہتا تھا یہ کسی کو دے صدا

تھا تامل میں کھڑا یہ ناگہاں
دیکھتا کیا ہے کہ اک مرد جوان
بیٹھی تھی جس گھر میں وہ عفت مآب
نکلا باہر اُس سے مثل آفتاب

نور چہرے سے عیاں مانند برق
سر سے پاتک رحمت ایزد میں غرق
سر پہ عمامہ عرب کے طور کا
گھر میں سے باہر کو آتا ہے چلا

دیکھکر اُسکے یہ بولا نوجوان
ہو گیا حیران و ششدر بدگمان
دل میں کرتا تھا تعجب سے خیال
غیر کا آنا ہے اسجا میں محال

پاسبان دروازے پر ہیں بیشمار
پہرا اور چوکی میں بیس ہیں ہشیار
اور مکان اسطرح کا ہے حصین
رخنہ جسمیں آنے جانے کا نہیں

آدمی کا ہو یہاں کیونکر گذر
پر پرندوں کا ہو جس جا سے نہ پر
دزد و اور عیار کا اس جا گمان
ہے خلاف عقل و فہم نکتہ دان

وہم کا بھی ہو نہ جس جا میں گذر
اُس مکان میں کسطرح یہ ہو بشر
یا تو ہے کچھ دیو یا کچھ ہے بلا
یا مجھے ہے خبط و مالیخولیا

پھر یہ کہتا تھا کہاں جن پلید
اور کہاں یہ شکل پاکیزہ سعید
دیو کی یہ شکل نورانی کہاں
یہ روش اور نور ایمانی کہاں

کب ہو یہ شکل و شمائل دیو کی
یہ ہی کچھ اسرار غیبی و خفی
گھر کے دیکھو تخت یہ آگے بڑھا
بھید اسکا تاکہ ہو کچھ پیدا

پاس جاکے اور ادب سے کر سلام
دست بستہ ہو کے پوچھا اسکا نام
نام کیا ہے آپ کا اور کون ہو
اسکی تم کہتے ہو اس جا جستجو

جب ہوئی سینہ مین الفت جاگیر
گر نہو ہے تو دلمین جب مال و جاہ
عشق فانی سے ہو یہ الفت کا ڈھنگ
جو شکم مست دل لگا فانی سے تو
یاد حق مین جو کوئی ہے چشم تر
ذات صوے مین ہوا جب تو فنا
کہ حسن کو تم ذرا تو یہ بیان

پیدا ہو رکھے ہوا پیتا تین شیر
کون ہو مملوک اور ہو کون شاد
عشق باقی سی ہو پیدا دلمین امنگ
دلکو پہر کر عشق ربانی سے تو
ہے وہ بیشک پادشاہ بحر و بر
تیرے قبضے مین ہو ارض و سما
دور جا پہونچی قطار کاروان
عشق کا ایسا ہوا دلپر عبور

عشق سے دنیا مین ہین سب کاروبار
کوئی مالک ہو تو کوئی ہو غلام
جو کوئی ہو عشق سے دنیا کی مست
دوستی کرتا ہی کیا معدوم سے
تو ہوا اسکا تو وہ تیرا ہوا
انجم و شمس و قمر جن و ملک
عشق کا ایسا ہوا دلپر اثر
منزلون ہی رہگیا مطلب سے دور

عشق سے ہین رات سب عالم کے کام
ایک کو ہو دوسرے سے کچھ نہ کام
کم ہے اسکے تئین جام الست
دل لگا اس قادر قیوم سے
وہ ہوا تیرا اگر تو کیا ہوا
علم مین تیرے ہو سب تسخیر و تنگ
داستان سے ہو گیا تو بیخبر

پیدا ہونا لڑکے کا امیر کے گھر پچھلے پہر رات کے وقت اور ملنا اُس جوان صالح کا منشی تقدیر سے اور معلوم کرنا اُس لڑکے کی قسمت کا حال جو کچھ خرابی اُسکی قسمت مین لکھی ہے

بعد آدھی رات کے وہ یاروار
مرغ بسمل کیطرح غلطان وہ تھی
جنتر و منتر فسون و ٹوٹکے
رنج جو ہوتا ہے قسمت مین لکھا
ہے جو کچھ پہونچا سو ہر تقدیر سے
ہوا اگر تدبیر ہر اک کارگر
جو کرے سو فکر و تدبیر لے فنا
قادر مطلق سمجھ اللہ کو
جب کسی شے کا نہ دیکھا فائدا
ضعف ایمان کا ہے یہ تیرے پسر
مردین اس جسم کا پردہ اٹھا
ہے یہ صحرا الملک وہ صحرا ہے جان
مضطرب ہو گر کرے ہے وہ دعا

دردِ زہ سے ہو گئی بس بیقرار
درد سے اُسکے ہوئی بیجان تھی
جو ہنر تے تھے سو اسپر کر چکے
کب دوا سے اُسکو ہوے فائدہ
کب وہ ملتا ہے مری تدبیر سے
تو شگفتہ دو جہان ہو ہر بشر
ہون وہ سب مالک اگر چاہے خدا
بے خبر مت بن ذرا آگاہ ہو
کی خطاب حق مین ولے التجا
غیر حق پر گر رکھے ہے تو نظر
قید جسمانی کو توڑے ہے یوقا
جسکا ہر ذرہ ہے مہر درخشان
اُسکو سن لیتا ہی جلدی کبریا

درد کے مارے نپٹ بیتاب تھی
کر لیے تعویذ و گنڈے بیشتر
کچھ دیے اُسکو نہ بخشا فائدہ
رنج و راحت سے بچا لے تنا
حکم حق سے ہر دو ہیں سود و زیان
اپنی خواہش پر اگر ہو بات کلام
جب نہو تدبیر تیری کارگر
الغرض جب ہو چکے مایوس سب
جس کسی کے فائدے کو ہے وجود
پردہ ظاہر ہے خامی کی دلیل
قید جسمانی ہر بلا سے گذر
کی ہر اک نے جان دے جب خروش
اضطراب دل ہے منظور نظر

رنگ پر جون ماہی بے آب تھی
پر ہوا کوئی نہ اُسپر کارگر
دم بدم وہ درد طغیانی پہ تھا
گر تقاضے تو ہر اک سے کی دوا
نوعیت تدبیر مین ہے خستہ جان
تو ہر اک دنیا مین ہو دلشاد کام
غور سے کر تجزیہ پیدا
مت تجھے اپنی کف افسوس
ہے اُسی سے سبکی مشکل کا
پردہ جبتک ہے پھر ہے تو
یار جا اور دیکھ صحرا سبز
آگیا دریا ہے رحمت کا بجوش
مضطرب کا ہو ہر کہنا کا

اہل دنیا کی ہے غفلت پر بنا
باخبر کو کام ہے دنیا سے کیا

جو کوئی اُس راہ کا ہے باخبر
کام سے دنیا کے وہ ہرگز دو کر

شفقت دنیا کا ہے یہ غفلت ستون
اسمیں ہیں پر جنگ و ظلم و کشت و خون

جب سرا یہ پردہ غفلت اٹھا
پھر ملائک کا بھی تو ہے پیشوا

منع سے یہ اور شائق تر ہوا
کی بہت سی پھر جوانے التجا

آدمی کی طبع پر ہے منع شاق
منع سے ہوتا ہے زائد اشتیاق

منع سے ہوتی ہے حرص و تیز
منع سے باہم ہیں سب جنگ و ستیز

ہوا یہ شر جن کام میں طبعاً نفور
منع کرنے سے کرے وہ بالضرور

مجکو اسپر یاد ہے اک طرفہ نقل
غور کرتا آدی کچھ تجکو بھی عقل

قاعدہ کلیہ اور خاصہ طبعی ہر آدمی کا ہے کہ جس بات سی منع کریں دل اسکا اسی چیز پر راغب ہوتا ہے اور وہی شے اُسکے ذہن میں مرتسم ہوتی ہے اور اسی پر تمثیل ہے ایک درویش عابد اور ایک مرد کی

کہتے ہیں تھا ایک بس مرد ظریف
صاحب تمکین و درویش و شریف

عابد و زاہد کریم و پارسا
متقی و نکتہ فہم و باوفا

ہم رحیم و ہم کریم و ہم حلیق
ہم شفیق و ہم خلیق و ہم ذلیق

رہتا تھا صحرا میں آبادی سے دور
اختلاط خلق سے تھا وہ نفور

طمع دنیا دی سے بالکل پاک تھا
کار حق میں چابک و چالاک تھا

تھی توکل پر فقط اُسکی گذر
رزق کی اُسکی خدا لیتا خبر

بسکہ باہمت تھا وہ مرد خدا
ہوتا جو کچھ اُسکی حاجت کے سوا

کرتا وہ تقسیم تھا جو نپہ سب
کچھ نہ رکھتا پاس اپنے روز و شب

جو کوئی ہوتا غریب خستہ جان
جی سے خدمت اسکی کرتا وہ جوان

اسلیے رہتی تھی اُسجا ایکدھوم
بینواؤں اور غریبوں کا ہجوم

ایک دنیا دار کے دلمیں گمان
یہ ہوا کیمیا گر یہ جوان

اس توقع پر کہ شاید دے بتا
خدمت اسکی کیے وہ لاتا بجا

اچھے اچھے گھر سے پکوا کر طعام
لیکے جاتا پاس اسکے صبح و شام

کرتا الفت اور محبت بے شمار
رہتا خدمت میں کھڑا لیل و نہار

جبکہ گذرے اسطرح پر چند سال
ایکدن اُسنے کیا اس سے سوال

آگیا آتی ہے گر کچھ کیمیا
نسخہ اسکا کیجیے بندیکو عطا

سمجھا اپنے دلمیں جب وہ مرد پیر
طمع دنیا میں ہے یہ بالکل اسیر

اسکو اب مایوس کرنا ہے برا
جاں فشانی اسنے کی برسا برس

اب اگر اس شخص کو دوں میں جواب
دلمیں ناحق اپنے کھاویگا پیچ و تاب

حکمت عملی ہے اسجا میں ضرور
یہ بلا اپنے پیچھے سے ہو دور

یوں کہا درویش نے تجھپر فدا
جی ہے میرا چیز کیا ہے کیمیا

تیری فرحت سے ہے میرے دلکو چین
تیرا کھنا ہے مرے بالراس و عین

آیا تھا جسمیں مرے بھی یاد یہ
دوں بتا تجکو بنا لینا طلا

لیک تھا از بسکہ راز مستتر
تھا ظہور اسوقت اسکا منحصر

نسخہ نقرہ بتاؤں یا طلا
کون شے درکار ہے تجکو بتا

جب تجھے درکار ہو سیم و زر
دم بدم میں اسقدر تیار کر

ہوکے خوش اُس شخص نے کی التجا
وہ بتا جس سے کندن ہو طلا

یوں کہا اُسنے اکھاڑا ایک چڑی
اس شہر کے بیچ میں ہے جو کھڑی

اس سے مجھے ہو لا مُنک کیمیا
شرط ہے لیکن یہ اسمیں اے فتا

جبکہ یاد و تو بتادی اس کے زر
ہو نہ ہرگز بندر کا ذرا دل میں خطر

اس اندھیری رات میں تنہا اکھو　کیوں قدم رنجہ کیا اے نیکخو
یوں حق تنہا اندھیری رات میں　سچ بتاؤ آپ ہیں کس گھات میں

ہے کوئی ہمراہ یار و غمگسار　اجنبی کا غور تو نہیں کیا ہے کار
غیر محرم کو ہے شرعاً کب درست　گھر میں جانا غیر کے یوں چالاک و چست

یہ تمھاری وضع اور یہ اتقا　حیف صادر ہو یہ فعل ناروا
بے اجازت اہل خانہ کے کہاں　گھر میں جانا غیر کے ہے اے میاں

ہے عجب ہو تم سے یہ فعل قبیح　دو جواب اسکا بآئین فصیح
اس فصاحت سے دیا اسنے جواب　گویا جھڑتی ہیں لبوں سے دُرِّ ناب

کرکے نام حق یہ اول ابتدا　حمد حق سبحانہ جل و علا
کی یہ پھر تازی زباں میں گفتگو　فاش مت کر راز پنہانی کو تو

حکم میں کچھ اور ملک غیب کے　دخل ان میں حکم ظاہر کو نہ دے
عالم ظاہر ہے محسوس حواس　اسکو تو کرتا ہے غائب پر قیاس

غیب کو کیا نسبت اس حاضر سے ہے　فرق ہے آپس میں مثال مردے
ہے شہادت ارض و غیبی ہے سما　حکم ہے اسکا جدا اسکا جدا

کب ہو جاری چرخ پر حکم زمیں　یہ کثیف اور وہ لطیف و بہتریں
وہ سراسر نور یہ خاک سیاہ　وہ لطیف و پاک یہ خوار و تباہ

ہے غلط تیرا قیاس اے بیخبر　اپنی کج فہمی پہ استغفار کر
امر حق سے ہے جو کچھ ہمنے کیا　اعتراض اس پہ کیوں تو لے بتا

حکم حق پر ہے ہمارا کاروبار　سنکہ اسکا دونوں عالم میں ہے خوار
میں ملک ہوں تابع حکم خدا　اور لکھا کرتا ہوں احکام خدا

ہوتا ہے پیدا جو دنیا میں بشر　قدرت حق سے مجھے ہوتی ہے خبر
حکم ہوتا ہے مجھے جا کر شتاب　لکھ تمامی عمر کا اسکے حساب

ہے جو کچھ قسمت میں اسکی خیر و شر　رزق و کسب و علم و جہل و خشک و تر
ضبط میں کرتا ہوں سارا ہو بہو　حال کو اس طفل تو کے مو بمو

منشی تقدیر ہے میرا قلم　حال میں لکھتا ہوں اسکا یک قلم
ہیں تعین میرے ملائک دس ہزار　میری مرضی پر یہی کرتے ہیں کار

کب مٹے میرا لکھا تدبیر سے　کون ہو عہدہ برآ تقدیر سے
ہے نبی کا قول قد جف القلم　میرے لکھنے پر اشارا اے صنم

کب مری تحریر اے جن و ملک　کز لک تدبیر سے ہوتی ہے حک
جمع ہوں گر اہل دنیا کی تمام　میرے لکھنے سے نہ ہو پھر عکس کام

آنا میرا حکم حق سے ہے یہاں　تا لکھوں احوال طفل از نکتہ دان
دیکھ کب سکتا ہے ہمکو ہر بشر　لطف حق ہے جو تجھے آیا نظر

تھا بہت از بسکہ تو با اتقا　رحمت حق نے دیا پردہ اٹھا
مختصر کرتا ہوں میں اپنے کلام　رخصت ہوتا ہوں میں تجھسے والسلام

سنکے سارا اس فرشتہ کا بیان　مضطرب اپنے ہوا دلمیں جوان
دلمیں آیا پوچھیے اس سے سوال　منکشف ہوتا کہ اس لڑکے کا حال

اسکی قسمت میں ہے کیا کیا کچھ لکھا　کیجیے اس راز پنہانی کو وا
الغرض اسنے فرشتے سے کہا　تم ہو مقبول جناب کبریا

تم پہ ہے انعام و لطف کردگار　لطف حق تمپر ہے ہر لیل و نہار
تم ہو مخصوصان درگاہ خدا　محرم راز جناب کبریا

مجھکو اے منشی تقدیر بشر　حال سے اس طفل کے آگاہ کر
اسکی قسمت میں جو کچھ تونے لکھا　من و عن وہ حال مجھکو بھی بتا

جو مقدر اسکی قسمت میں ہے دو　تیرے صدقے سے مجھے دریافت ہو
عجز پہ میرے ذرا کرکے نظر　دے مجھے اپنی کتابت کی خبر

یوں کہا اس سے ملک نے کیا کہوں　راز غیبی کسطرح افشا کروں
مجھسے کب ہووے خلاف امر کار　جب تلک ہو وے نہ حکم کردگار

تو نہ کر اس بات کا ہرگز خیال　اسمیں کب دم مارنے کی ہے مجال
راز غیبی مشتہر کب ہو بھلا　تو عبث اس بات کے در پے ہوا

مجھسے مت اس بات کی تفتیش کر　میں نہیں کہنے کا ہرگز یہ خبر
راز باطن کی کریں گر ہم خبر　کام دنیا کا ہو سب زیر و زبر

اب پدر اسکا اگرچہ ہے امیر
طائر دن کچھ جید پہ اسکی معاش
ہوگا نام اسکا جہاں میں ایک جوان
لیکے یہ جاتیں ملک غائب ہوا
لیک حیران تھا کہ کیا ہوگا سبب
دیکھیے نازل ہوا سیر کیا بلا
پھر یہ کہتا تھا کہ وہ رب قدیر
اسکے قبضہ میں ہے سب مال و منال
بعد اسکے جبکہ گذرا ایک سال
خلعت و سیم و زر و لعل و گہر
طفل کے اپنے پدر برقول کر
تھے فدا اپنے پہ مادر او پدر
خیر خواہی اسکی ساری مو بمو
کر دیا اسکا وظیفہ چار چند
اہلیہ اسکی دوبارہ بار دار
یاد آیا اسکو پھر وہ ماجرا
جبکہ پیدا ہو لیا اسکے پسر
یار آئے لکھنے جو حال پسر
دیکھتا کیا ہے کہ اک مرد جری
آگے جا کر پھر کیا اسنے سلام
عرض کی اسنے کہ اے بحر کرم
جسطرح پہلے ہوئی تھی گفتگو
میں لکھا کرتا ہوں احکام قضا
سکے ایسی یہ پھر ہو گرچہ ہم
اب میں پھر جاتا ہوں سوئے آسمان

بعد اسکے ہوگا یہ مفلس فقیر
پر مسند رادو ہنر خوش قماش
خلق میں مشہور ہوں از گوش جان
یہ جوان حیران و ششدر رہ گیا
جس سے یوں یکلخت حشمت جائیگی سب
جب سے ہو یہ حال اس فرزند کا
بادشاہوں کو کرے دم میں فقیر
کچھ نہیں دم مارنیکی وان مجال
ہٹ گئے یادہ امیر خوش خصال
اسقدر رکھتے کہ خیرہ ہو نظر
روز مسکینوں کو دیتا سیم و زر
رکھتے تھے ہر دم اسکو زیر و زبر
سنکے بس شادان ہوا وہ نیکخو
جان سے اسکا ہوا احسان مند
ہوگئی حکم خدا سے جلد بار
منشی تقدیر نے جو تھا لکھا
یہ پھر آ جا کر ہوا بیرون در
وہ فرشتہ جسکو بھی آوے نظر
باہزاران ناز و شادی و طرب
اس ملک نے بھی بعز و احترام
کیوں کیا ہے اسجگہ رنجہ قدم
پہ سنکر اس سے اسنے کی سب مو بمو
ہوں کہیں نائب منشی تقدیر کا
لکھنے میں حال اس پسر کا میں قلم
لکھ چکا جو کچھ ہے لکھنا اے جوان

ہے معاش اسکی بقدر جید پہ
پر نہیں خالی رہیگا اسکا دام
تجھسے میں کہتا ہوں رخصت و السلام
ہوگیا دلمیں وہ اسکے یقین
بے عدد سیم و زر و لعل و گہر
مال و ملک و دولت و فوج و سپاہ
کر دو جاہے بادشاہ ذو الجلال
جسکو چاہے دم میں وہ کر دے فقیر
دیکھکر فرزند کو خوش ہوگیا
کی عطا اسطرح کی بے انتہا
طفل پر دایہ بہت سی کی تعینا
اہل خانہ نے کیا ذکر جوان
مرد بجز سکے تعریف و ثنا
جانکر اس شخص کو مرد امین
تو بیٹے سب گئے اسپر گذر
دلمیں آئی اسکے پھر یہ آرزو
شور و غل جسدم وہاں سے کم ہوا
کرتا تھا یہ دلمیں اپنے گفتگو
گھر میں سے باہر کو آتا ہے چلا
ہاتھ رکھ سینے پہ اور کر کے خطاب
آپکے آنے کا اس گھر میں سبب
جب کہا اس شخص نے میں ہوں ملک
ہوتا ہر پیدا جو دنیا میں پسر
لکھنے میں آیا تھا اس لڑکے کا حال
عرض کی اسنے کہ جو کچھ ہے لکھا

ہیچ کر کے ظاہر کرے گا یہ پسر
کچھ نہ کچھ آویگا اسمیں لا کلام
ان اللہ قائم الکلام
جو کہا ہے اسمیں شک ہرگز نہیں
کسطرح ضائع کریگا یہ پسر
ایسی جلدی کسطرح ہو دیں تباہ
ایک دم میں چھینکر تاج و کلال
جسکو چاہے آن میں کر دے امیر
کی زیادہ حد سے خلعت پر عطا
صاحب دولت ہوا ہر اک گدا
یا نہ ہو تا تکلیف لڑکے کے تئیں
اسکی عصمت اور عبادت کا بیان
معتقد اسکا زیادہ تر ہوا
کر دیا سب گھر کے کاموں پر امین
در روزہ اسکے اٹھا کے پھر
اس ملک کی اب بھی کچھ جستجو
مانگتا تھا یہ دل و جان سے دعا
تا بجک بر آئی اسکی آرزو
درمیان صحن جب وہ آگیا
اس جوان کو جھٹ دیا جلدی جواب
کیا ہوا ہے مجھسے کہیے بات اب
رہنے کی جا ہے مری اول فلک
اسکی قسمت میں ہے جو کچھ خیر و شر
حکم سے اللہ کے ہے خوش خصال
اسکی قسمت میں مجھی بھی تو بتا

بوزنہ کا گر کہین آیا خیال ہے طلا کا اس سے پھر ملنا محال دلکو اپنے اسطرح سے جمع کر ہو نہ بندر کا ذرا دل مین گذر
چھین تطارہ کچھ بھی بندر کا نہ لا اس خیال بد سے تو دل کو بچا بیچ مین گر خطرہ اسکا آگیا ضعف ہے پھر ساری محنت ہو فنا
دست بستہ ہو سو مین نے یون کہا تھا نہ اسے اسقدر مشکل ہو گیا ہر سو لیکن آتا نہین مجکو خیال بوزنہ کا دلمین لے فرخندہ فال
شرط یہ کچھ اسقدر مشکل نہین مین بجا لاؤنگا اسکو بالیقین ہو کے خوش درویش سے رخصت ہوا اور وطن کا اپنے جھٹ رستہ لیا
تھا اسے درویش کا اتنا بس یقین اسکے کہنے کو یہ سمجھا ہو نہین اسکو وہ کیمیا گر جان کر ہو گیا اپنے دلمین ہر دم شاد تر
اس توقع پر کہ گھر مین ہے جا جسقدر چاہو بنا لونگا طلا اس خیال خام پر وہ خیرہ سر قطع کرتا تھا مسافت جلد تر
الغرض جا کر وہان بلا انتظار جان و دل سے وہ ہوا مصروف کار جب گیا صحرا مین وہ لینے دوا دلمین بندر کا خیال اسکے بڑھا
آیا پھر ناچار رٹ کر اپنے گھر منتظر اسکو رکھا وقت دگر جاتا تھا صحرا مین ہر شام و سحر لیک جب آتی تھی وہ بوٹی نظر
وہ ہمین آتا تھا خیال بوزنہ ہر قسم دلمین مثال بوزنہ جسطرح کرتا تھا اسکو دلسے دور تھا تصور کا زیادہ تر ظہور
پڑھتا تھا لاحول و استغفار کو تا خیال بوزنہ موقوف ہو لیک ان باتون سے کب ہوتا وہ کم تھا نہ فرق مین تصور سے عدم
منع سے پہلے کبھی وہ سالہا کچھ خیال بوزنہ دلمین نہ تھا منع کرنے کا ہوا ایسا اثر رہتی شکل اسکی سدا پیش نظر
اسطرح جب ہو گئی مدت بسیر تب یہ سمجھا ہے یہ اسرار دگر چھوڑ کر مین کیمیاے باطنی بوٹی کیون پیدا بس ہوئی وہ بوٹی
سیخ باطل مین مجھے درویش نے اسلیے ڈالا ہے تا غافل ہے ہے مجھے بھائی یہ سودا محال اس طلائی ظاہری پر خاک ڈال
مرد کامل نے ہیر لے امتحان کر دیا ہے تجھسے یہ نکتہ بیان کیمیا یہ کیا ہے اور کیسا خیال ورد کر تو نام پاک ذو الجلال
جب ہوا یہ قلب زر دم ہی رہی کیمیاے باطنی حاصل ہوئی ہو گئی اور بدر یہ نعمت سمجھ کر یاد دین اللہ کے یاد ہی کر
ہو گیا وہ فعل اسکا نہ ہنوز جو نہ سمجھے بات کو ہے مردود ان اسلیے تجھسے کہی مین یہ مثال تا کرے موقوف تو اپنا خیال
اور ہمیشہ پیر راغب ہو تو حکم پیر حق کی جو ہو جستجو اس سخن کی کچھ نہین ہے انتہا کہہ ملک کا اور جوان کا ماجرا
منتظر تیرے ہین دونون ہیر سے لے گئی یہ گفتگو بس دور تجھے

پوچھنا اون جوان صالح کا منشی تقدیر سے حال قسمت لڑکے کا اور بتانا اوسکا

پھر نہ تھا کہ فرشتہ ہی چارہ کہ خدا کیواسطے راز نہان
ہے تجھے ذات مقدس کی قسم جسنے پیدا کیے لوح و قلم ہے قسم تجکو بذات کبریا حال تو اس طفل کا مجکو بتا
پہلے تو کرتا رہا تکرار وہ پر قسم سے ہو گیا ناچار وہ دیر تک انکے رہی رد و بدل سنکے یہ پاکہ حق عز و جل
وہ فرشتہ ہو گیا اس سے خجل اور ہوا اسکا کرنے سے خجل جب فرشتہ نے لیا اس سے قرار کہتا ہون لیکن پر کرنا تو گذار
کھائی قسم تو اس جناب پاک کی ہو بیدار کان اور افلاک کی اور یہ ہر گز نہ دے حال وہ رکھیو اسکو دل کے اندر تو چھپا
ہو چکا جب خوب یہ قول و قرار تب فرشتے نے کیا راز آشکار مدت عمر اسکی ہے ہفتاد سال اسکی قسمت مین نہین مال و منال

گو کیا انکار اسنے بارہا
لیکن اُسنے اُسکو عاجز کر دیا

لیک اخفا پر بہت تاکید کی
فاش کرنیکی بہت تہدید کی

جب کیا ظاہر یہ اُس دختر کا حال
سخت یہ بدکار ہوگی ادھیال

ہے زنا پر رزق کی اسکی برات
مرد بن اسکے نہ گذریگی رات

ہون اگرچہ اور زانیہ مگر
ہوگی یہ اُس عصر مین سب سے بتر

ہین یہ اُسکے نصیبو نہین لکھا
فی امان اللہ کہہ غائب ہوا

یہ علامت دیکھکر ادبار کی
دل وچاٹ اُسکا ہوا یکبارگی

نفس کی خواہش کو یکبار ٹال
کام دنیا کا ہے سب خواب و خیال

ہوش کر غافل نہ رہ تو بھی جوان
پر ہی مکر و فن سے باز رہیان

دیکھکر تحریر کی تقدیر یہ مرد
ہوگیا دنیا سے دل یکلخت سرد

اب ہو تجھسے حج رب البیت کا
نفس کا کاٹے نہ جبتک تو گلا

کسطرح حرص و ہوا تجھسے ہو دور
ہو نہ جبتک قلب مین ایمان کا نور

قتل کرنا نفس کا دشوار ہے
یہ جوان مردونکا بھائی کار ہے

نفس کی خواہش مین لاکھون ہین جرم
بے مدد اللہ کے کب ہوئین کم

کار حق مین کسب کو ہے دخل کب
ہان مگر اُس شخص پر ہو لطف رب

گر خلوص دے تو ہر کام حق
تا کہ ہو دے تجھہ پہ کچھ انعام حق

ہے یہ نعمائے جہان پر فنا
بلکہ وہ نعماے باقی بے فنا

نعمت دنیا و لذت سربسر
خواب کی حالت ہے اس سے درگذر

حاصل دنیا ہے یہ نقش و نگار
تو مثال طفل نو ہے شیرخوار

اہل دنیا ہین مثال طفل نو
بالغ کامل ہے مرد عیب جو

دیر تک باہم رہی رد و بدل
دل گیا آخر فرشتہ کا پگھل

دیکھے خوابین بیچ مین سب جدید
اور بہت سے لڑکے پیچ شدید

سال اسکی عمر کی پنجاہ و پنج
ہین وے گذرینگے با صد رنج

فاحشہ بدکار قحبہ ہوگی یہ
رنڈیون مین سب سے یکتا ہوگی یہ

چکلے کے اندر رہیگی رات دن
یہ نہین ہیگی کی تمام دین

سنکے یہ احوال وہ مرد خدا
دل شکستہ اور غمگین تر ہوا

دلمین سمجھا اپنے آویگا وبال
تو قدم اس مخمصے مین سے نکال

کچھ نہین دنیا مین بوے راستی
ہر ہر اجزا مین ہے اسکے سو کجی

عزم کرکے حج بیت اللہ کا
جد و کد بیحد سے یہ رخصت ہوا

حج ظاہر کا ہے بھائی کار عام
حج رب البیت ہے مردونکا کام

نفس کا کٹتا ہے کب تجھسے گلا
جبتلک چھوٹی نہ تو حرص و ہوا

ہو نہ کیسو پاس خنجر آبدار
قتل ہو اسوقت نفس نابکار

جب کرے تو نفس کے برعکس کام
کام تیرا پھر تو بن آوے تمام

گر نہو دے جذبہ حق دستگیر
تو ہے اپنے نفس سرکش کا اسیر

جان دیسے کر اُسی سے التجا
درد کر کچھ دل مین پیدا درتپا

کوشش صدق دیسے تو باب کریم
تا کہ وا ہو تجھپہ وہ باب نعیم

نعمتین وہ ہین نہین جنکو زوال
ہے فنا جنکو وہ ہے خواب و خیال

خواب کی باتونکا کیا ہے اعتبار
آنا تو ہوتا ہے کیون مفتون زار

طفل تو نفسو نہ ہوتا ہے فدا
کچھ نہین پہچانتا اچھا برا

اس سخن کی کچھ نہین ہے انتہا
اس جوان کا آگے کہہ کچھ ماجرا

جانا اُس جوان کا واسطے حج کے اور سیر کرکے ملک کی آنا اُسی شہر مین بعد تیس برس کے واسطے دریافت کرنے حال اولاد اُس امیر کی

اُسکے جانیسے امیر خوش لقا
دلمین اپنے سخت آزردہ ہوا

جب ہوا حج کیلیے رخصت جوان
تھی زبان خلق پر آہ و فغان

تیری باعث مجکو بھی فرصت ہو
اس بسر کا حال ای فرخندہ خو
بولا وہ سنکر کہ ہی امکان کیا
بھید مین ظاہر کرون تقدیر کا

مین خلاف حکم مارون دم اگر
ہیبت حق سے جلین یک لخت پر
حکم دیتا ہی ہمین جو کچھ خدا
اک ذرا اس سے نہ کم ہونے سوا

کی بہت سی پھر جوان نے التجا
دیر تک اُنکین رہا یہ ماجرا
ہوکے عاجز پھر جوان نے دی قسم
یون کہا اے مظہر فیض اتم

ہے قسم تجکو خدا کی ذات کی
موجد افلاک موجودات کی
حال کچھ اس طفل کی تقدیر کا
اسکی قسمت مین جو کچھ تونے لکھا

سنکے نام پاک رب ذو الجلال
دل ہوا نرم اس فرشتہ کا کمال
عہد یہ اس سے فرشتے نے لیا
بھید یہ ہرگز کسی پر ہو نہ وا

کہتا ہون اس شرط پر مین راز کو
اور کوئی واقف اس سر کا نہو
دل مین اپنے رکھیو اسکو مستتر
مت زبان پر لائیو ہرگز یہ سر

ہو چکا جب ضبط وہ قول و قرار
جب فرشتے نے کیا راز آشکار
عمر کے اسکے ہین کل چالیس سال
بعد اسکے یہ کریگا انتقال

ہے یہی اسکے نصیبو نمین لکھا
ایک ہی گھوڑا پاس اسکے ہوئیگا
سو کسی سے کچھ نہین لینے کا یہ
خالی گھوڑے بن نہین ہے کا یہ

ملک ہو نہ جاہ و حشمت نہ سپاہ
ہو فقط گھوڑے پہ بس اسکا نباہ
ایک گھوڑے پہ ہے عمر اسکی بسر
ہو یاقوت و زمرد و لعل و زر

وہ ملک یہ کہکے غائب ہو گیا
رہ گیا تنہا جوان آسیمہ کھڑا
اسکے کہنے کا ہوا دل پر یقین
کہ گیا ہے جو یہ سب ہوگا وہین

آگیا اتنے مین ہنگام سحر
یہ ہوا مسرور اپنے کام پر
دھوم پہلے سے زیادہ تر ہوئی
اور دی داد و دہش دی خوشی کی

اک مہینے تک رہی وہ دھوم دھام
جمع خلقت نہایت اژدحام
جبکہ گذرا اسپر کامل ایک سال
حاملہ پھر وہ ہوئی نیکو خصال

جب ہوا درد ولادت آشکار
درد کے مارے ہوئی وہ بیقرار
شام سے نصف شب تک درد کا
رنج زائد حد سے بیگم کو رہا

نصف شب کے بعد بادرد و محن
دختر اک پیدا ہوئی غنچہ دہن
عادت سابق پر اٹھکر یہ جوان
پھر گیا گھر مین برائے امتحان

شاید آجاوے فرشتہ پھر نظر
پوچھون اُس سے حال دختر سربسر
ہوگئی موقوف جب وہ جستجو
تب زیادہ تر ہوا اسکو قلق

منتظر تھا یہ کہ کب آوے ملک
وعدہ عذر یہ تھا نہ چھپ جاوے ملک
انتظار مین ہوئی جب اسکو دیر
آگیا وہ جا نجیک یادش بخیر

نکلا اُس گھر مین سے اک مرد شریف
بس عجیب و بس غریب و بس لطیف
صحن خانہ پر وہ جب آگے بڑھا
مرحبا کہکر سلام اسنے کیا

پوچھا کیون آئے تھے تم ای مہربان
حال اپنا کیجیے کچھ مجھ سے بیان
واسطہ باعث سبب کچھ بات بھی
غیر کے گھر مین جو آئے تم خفی

غیر محرم کے جو تم گھر مین گیے
دو جواب اسبات کا جلدی مجھے
یہ تمھاری شکل اور یہ قفا
گھر مین غیرونکے پھرو بے دغدغا

تب فرشتہ نے کہا سن اے بشر
مین فرشتہ ہون نہین مجکو خطر
حکم پر ہیکا فرشتو نسے ہمین
رہتے ہین ہردم کراما کاتبین

مرد و زن پہچان تو بے شبہ و شک
ہین محافظ اسکے ہردم ملک
پردہ کب سکتا ہی کب انسے بشر
حکم انکا اور انکا ہے دگر

پیدا جب دنیا مین ہوے ہر طفل جو
اک ملک آتا ہی لکھنے حال کو
ہم ملک ہین کام پر تحریر کے
حکم مین ہین نسخی تقدیر کے

مجکو اب پہونچا تھا حکم ذو الجلال
جاکے لکھ لا عمر کا لڑکی کے حال
اسلیے آیا تھا مین ای جوان
تا لکھون حال ضعیف خستہ جان

ضبط مین حالات اسکے کر چکا
ہوگئے فارغ اب چلا سوے سما
کی جوان نے عرض مجکو بھی بتا
تونے کیا اسکے نصیبو نمین لکھا

اسکی قسمت مین جو کچھ ہے خیر و شر
ہے معین اسکی بھی مجکو دو خبر
رحم کر فرشتہ تو میرا سوال
کیونکہ لاتا ہے قول ذو الجلال

اسیر جو بیج گنہ رسے اور الم
بیواؤں اور محتاجوں کو زر
عرض کی یہ ملک کا سب ما حصل
سنکے یہ غصہ ہوا شاہ جہان
کر دیے مسمار سب اُسکے مکان
دیکھا پھر ہر ایک مکان کو کھود کر
کار کر رکھنا تھا جو نکلا بیکار
واپ کر وہ مال کو جو باغ باغ
آدمی جسکو سمجھتے ہیں سبھی
تم جسے سمجھے ہو ممسک اور بخیل
ہیں یہ وہی برعکس دنیا کے کام
اب بیادہ اس سے تکلیف ہے
بعد اسکے مرگ کی اہل و عیال
کر گئی زوجہ بھی اُسکی انتقال
جسکا خود انجام کرے تقدیر کا
ہیں امارت اس قسم کی بے عمل

اُسکا ہی ہر ایک کر دیا [illegible]
پیہم دو دیا تھا وہ تنگ و سیر
کھا گیا سو سو طرح کر و غل
اسیر کی آسودگی ہیں قید گران
ایک کا پوچھو نام و نشان
نکلے تا لعل و زر و سیم گہر
اسی سے ہی اہل کو تنگ و عار
جسکو دکھلانا ہو پشیمانی پہ داغ
ہر حقیقت ہیں ترا مقصد [illegible]
وہ بھی ہر جیسے سن اسکی دلیل
کہہ دیا یہ ایک تا سمجھیں عوام
مال [illegible] اسکا ہوا گفتہ ہر
قید سے سبکو بادشہ نے نکال
اب نہیں اولاد کا معلوم حال
کچھ نہیں کرتی وہاں تدبیر کار
تیک تدبیر جو ان بے خلل

تھا حاجی از بسکہ وہ مرد اسیر
جاسوسوں نے کر کے باہم مشورا
کر کے جھوٹے ملک میں واہلات
ضبط سب اُسکا کیا مال و منال
جاسوسوں نے یوں کیا پھر آشکار
جستجو ہر چند کی لیکن پتا
وہ کرے اس بیج کو زیر زمین
یہی اس مال کا آخر مآل
کیونکہ وہ سب مال پھر وہ لیگیا
خود نہ کھائے اور غیر کو دے اجی
قید کے اندر رہا وہ چند سال
قید کے اندر اذیت وہ اٹھا
پھر رہا قصبہ میں اسکے [illegible]
جب سنی حاجی نژاد کی داستان
مل گیا جو کچھ نصیبوں نہیں قلم
چھوڑ کر یہ گفتگو کہہ ماجرا

دے تھا ہر سال کو وہ مال کثیر
بادشہ کو کر دیا اور سیر خفا
ذلیل کر کے اور سیر نکالے فاضلات
بندی خانہ میں گئے اہل و عیال
ہے دفینہ اسکے گھر میں [illegible]
کچھ دفینہ کا نہ اُس گھر میں ملا
ہو نہ جسکو اپنے مرنے کا یقین
پہلے ہر [illegible]
کچھ نہ دانا [illegible] گیا
[illegible] میں کہیں اسی کو [illegible]
اس مصیبت میں مع اہل و عیال
دو برس کے بعد آخر مر گیا
چند مدت تک پھر در گھر گھر
درد دل سے کی بہت آہ و فغان
اک [illegible]
حال اسکے دختر و فرزند کو

ملنا اُس حاجی کا بعد تلاش اور جستجو کے فرزند کلاں اُس امیر سے کہ پیشہ صفّا و بیکا کرتا تھا اور دل تنگ ہونا حاجی کا تنگدستی سے اُسکی اور تدبیر کرنے حاجی کے بموجب لکھے تقدیر کے واسطے کشایش رزق کے اور کارگر ہونا تدبیر کا

ڈھونڈتا پھرتا تھا جا کو بکو
تھا قدیمی اُنکے گھر کا خیر خواہ
جسنے بتایا انہیں نام و نشان

اسکے فرزند کی کرتا جستجو
جسکی بھی اس غم سے تھی حالت تباہ
[illegible] معلوم پھر کچھ [illegible]

بعد مدت کے ملا ایک مرد پیر
واقعات حاجی کی تھی وہ پیر [illegible]
سنکے وہ حال گذشتہ [illegible]

تھا وہ ہمراز قدیمی اور امیر
کیونکہ مدت تک رہی تھی [illegible]
[illegible]

اسکے جانے تھا ہراک کو الم
کعبہ میں وہ ایک مدت تک رہا
دل میں اُسکے سیر کا آیا خیال
اُس فکر میں اُسکو تھی مد نظر
جانتی ہے خلق جسکو کیمیا
ایک دم کی صحبت مردانکو
دل میں تھی اُسکے یہی بس آرزو
کیا زن و فرزند کا اُسکے ہے حال
کیا کیا تقدیر نے اُنکے ظہور
ہو مروت سے بہت یہ بات دور
تجھسے بن آوے جو کچھ اے مرد نیک
کیونکہ فرماتا ہے رب العالمین
قطع کرے نسبتیں با صد تعلق
نہ وہ گھر دیکھا نہ وہ دولت سرا
اسنے جو جو دیکھے تھے اچھا مکان
ہے ہمیشہ اس جہاں میں انقلاب
ہے یہاں گاہے چنین گاہے چنان
حال پر اپنے ذرا تو غور کر
ایک مدت تک رہا پھر تو صبی
بعد اسکے پھر کہولت میں رہا
ہے فنا اک دم میں تجکو اور بقا
اس مکان کا دیکھکر نقشہ عجب
ہو گیا بالغرض اگر اسکا مکین
دیر تک وہ اس تامل میں رہا
کیا ہوا وہ اور کیدھر ہے وہ گھر

دیکھیے جسکو وہی تھا شاد و خرم
پھر مدینہ میں بذوق دل گیا
شوق سیاحی ہوا اسکو کمال
جستجوے مرد کامل سر بسر
صحبت درویش ہو وہ ای ثنا
بہتر از طاعات یکصد سال ہو
اس امیر نیک کی کر جستجو
کیا ہوے وہ اُسکے سب اہل و عیال
صدمہ گذرا کیا اُنپہ کیا اور فتور
گر کرے محسن کی خدمت بے قصور
گر نہ ہرگز آپکی خدمت کمین
آپ قرآن میں یحب المحسنین
پہونچا آخر شہر میں وہ مرد حق
اصل میں نہ فیلی تہ کچھ رہا
اُن مکان کا بھی نہ تھا نام و نشان
گاہ دو توڑ کا بنگاہ ہی شیخ وقت
ہے حباب بحر سب کا جہان
رکھ تغیر اور تبدل پر نظر
ہو گیا پھر تو مراہق اے اخی
شیخ شیخوخت میں کیا عاجز ہوا
مستمر تجھے ہے تو تن کو صدا
رہگیا حیران وہ مرد غریب
لے گیا کون اُن مکانو کے مکین
پوچھا پھر اہل محلہ سے پتا
حال سب اسکے مجھے دو کچھ خبر

نہر لیمین طے کرکے جلدی پار بیٹھے
غرض اکثر اُس مکانین کی بسر
ہم عربیا ہم روم ہم ترک و خطا
اس تمنا میں پھرا تھا جا بجا
صحبت کامل کی تھا اُسکو طلب
جبکہ گذری سیر کرتے بیست سال
چلکے پھر اُس شہر میں کیجے مقام
زندہ ہے یا مر گیا ہے وہ امیر
تھا وہ دل اور جان سے مجھپر فدا
مجھپہ ہیں احسان اُسکے بیشمار
انکو چلکر کچھ تو تو تلقین کر
باندھکر اسباب پر اپنی کمر
اُس محلہ میں گیا جا کر تمام
نہ وہاں وہ ایوان خاص نہ عوام
دیکھ اُس نقشہ کو حیران ہو گیا
ایک صورت پہ نہ رہا اسکا قیام
کار دنیا ہے سراسر بے ثبات
تخم [illegible] تو اولی تخم خویش
بعد اُسکے تو جوان پھر تو ہوا
اور بہت مدت فقیر و مبتلا
ہے تجدد مثل کینہ بے خبر
دل میں کہتا تھا کہ یا رب وہ مکان
کچھ زمانہ بھی نہیں گذرا طویل
تھا فلانا جو امیر نامدار
نام اُسکا سنکے ہر اک نے کہا

پہونچا بیت اللہ وہ فرخندہ پے
بعد مدت کے سوا حکم قدیر
سیر کرتا رات دن سب جا پھرا
تا ملے درویش کامل کا پتا
اسکی برکت سے ہو تو خود منتخب
آیا ہندوستان میں پھر وہ خوش خصال
تا کرے وہ دریافت حال اُنکا تمام
کیا ہوے وہ اسکے اطفال صغیر
کیجیے حق اُسکا بھی کچھ چلکر ادا
کچھ تو اپنے سر سے تو اُنکو اتار
حال سے اب اُنکے مت رہ بیخبر
جھٹ گیا اُس شہر میں کرکے سفر
رہتا تھا جس جا امیر نیک نام
نہ محل تھا نہ نہ دروازہ نہ بام
ہے یہی دنیاے دون کا ماجرا
ہے تغیر اور تبدل میں مدام
جو ہے جیسا ابتدا میں آخر کو مات
یہ کئے پیدا پھر وہ طفل حزین
کیا جوانی میں تیرے کام اے فتا
لیک وہ مخفی ہیں تو تجھپر ہو کرم
آدمی بگڑے اور تو ہوش کر
آیا جو ہو کچھ نہیں نام و نشان
مدت سی سال ہے عرصہ قلیل
کسطرح اسکا ہوا آیا یان کال
کیا کہیں جو اسپہ گذرا ماجرا

پہونچے کب اسرار کو ہر بوالہوس
ہوگئی تو ہشیار کیون ہوتا ہے
یون کہے
اصل سے اپنے جو کوئی ہے جدا
الغرض یہ اس جوان سے جب ملا
سرگذشت اپنے دریتا انکے گھر
ہوکے رخصت جانا بیت اللہ کا
یون بیان آئین شستہ سے کیا
وہ جوان بھی پھر ہوا کچھ چشم نم
رہتا تھا جس جا مین بارے وہ جوان
جو میسر اسکو آیا تھا طعام
رات کو وہ حاجی بیت الحرام
اس جوان پر ایک کھانا تھا الگ
شام کو لاتا پکڑ کر جانور
ایک ہفتہ جب ہوا اوس جا بسر
عارف کامل اسے وہ جان کر
معتقد جب دل جوان سے ہوا
مجکو بھی ہمراہ اپنی لے فتا
مین بھی دیکھون آج کچھ سیر کا
اسطرح بیدل کا اپنے درد و غم
کسطرح کرتا ہے صید جانور
اک ذرہ ہو کر نہ اسکی برخلاف
تو بہت چیزونکو سمجھے ہے برا
گھر نہین تو جاتا یا بن کا
ہین بہت سے قند اور حلوای تر

اصل در زمین کب ہے کوئی بھی کس
جان تیری سا علا ترین شاہ
ہو یہ دنیا جیفہ و طالب کلاب
حیوانی کو رکھے ہے سو لوا
پوچھا سارا اسنے اس سے ماجرا
الفت عشاق و اخلاق پدر
سیر کرنا مدتون تک جابجا
وہ جوان مرہون منت ہوگیا
دو گھڑی تک رو کے یہ فقوی بہم
لے گیا مہمان کو وہ وہان
لایا اوسکے سامنے با احترام
کرتا تھا ورد و وظائف مین تمام
کسطرح اوقات کرتا ہے بسر
پیچ کر اوقات کرتا تھا بسر
اسکی صحبت کا ہوا اسمین اثر
چست باندھی اسکی خدمتمین کمر
ایکدن حاجی نے اس سے یون کہا
تاکہ دیکھون مین صحرا کا مزا
تاکہ فرحت سے دل باغ و بہار
سیر ہے صحرا کی ہو شاید کہ کم
مین بھی دیکھون آج کچھ تیر ہنر
گو خلاف عقل ہو وہ کام صاف
اسمین مضمر ہے بہت سا فائدہ
تو ہر اک شے پر نہ کر تو اضطراب
جسکے کھانے سے ہو ہیضہ اسکے بسہ

ہر نجاست مین ہے کس کا رزق یار
اُڑ کے تو جا بیٹھ سب کے ہاتھ پر
اسکا طالب ہو گئی مت مثل کلب تو
چھوڑ کر اس گفتگو کو اے خبیر
اپنا بھی احوال و قصہ یک قلم
اسکی پیدایش کا قصہ مو بمو
اسکے ملنے کے لیے آنا یہان
رقت قلبی سے ہو کر بیقرار
کر کے صبر و شکر وان جا بسر
شست و شو کر وا کے اسکے دست و پا
نوش و نوش نے بہم کھانا کیا
دل کو بھی کرتا تھا وہ یا خدا
دام لیکر دوش پر وہ نوجوان
جو میسر اسکو آتا رات کو
دیکھکر اوقات پیر کہ وان
رہتا وہ خدمتمین حاضر لا کلام
دل مرا یون چاہتا ہے اے پسر
شہر مین رہتا ہے دل اپنا رکا
ہو رہا ہے غنچہ تصویر دل
دیکھکر گلگشت صحرا اور شکار
لیکے چلنا ہے مرا اس شرط پر
سیر کے کہنے کو بدل لا دی بجا
اور جیسے سمجھے ہے تو ریحان زد
گو کہ ہو ظاہر مین کوئی شے تیر
ہین بہت سی تلخ اور کڑوی دوا

نقرہ و گوہر سے کیا ہو اسکو کار
اس نجاست جہان سے کر گذر
اصل کی اپنے ہو کچھ جستجو
لکھ ذرا تو حال فرزند امیر
اس جوان نے کہدیا کیف و کم
اول و آخر کی ساری گفتگو
کھینچکر تکلیف و رنج بیکران
رو پڑا آخر کو حاجی زار زار
مل گئی آپسمین جون شیر و شکر
اور بچھایا پاس اپنے بسترا
دل بہت خوش اس سے حاجی کا ہوا
شغل باطن مین بدل مصروف تھا
صبح کو صحرا مین جاتا تھا جوان
آگے اس حاجی کے رکھتا لا کے وہ
معتقد دلمین ہوا وہ نوجوان
دست بستہ رات دن مثل غلام
جائے تو جسدم پئے صید جانور
مین بھی دیکھون چلکے جنگل کی بہار
سیر ہے یا مثل گل شاید کہ کھل
کچھ تو کم ہو ویگا دل کا اضطراب
جو کہو نہین تجھسے وہ بھی کام کر
گو کہ تو سمجھے نہ اسکا مدعا
اسمین مخفی ہین ہزارون درد کا
اسکے رکھ انجام پر اپنی نظر
جس سے رنج باطنی یکلخت جا

جب ہوئے واقف بحال یکدگر
مل گئے آپس میں جون شیر و شکر

کرکے آپس میں بہت سی قیل و قال
پھر کیا حاجی نے اُس سے یہ سوال

اسکے فرزندونکا جو معلوم حال
ہو مجھے اے صاحب فرخندہ فال

مین بہت دیدار کا مشتاق ہون
دیکھون انکو تو اگر ہون زندہ ہون

جب گیا مین چھوڑ وہ اطفال صغیر
دلمین وہ الفت ہی میری جانگیر

رہتا تھا دلمین یہی اکثر خیال
دیکھلون آنکھون سے اپنی انکا حال

لیکے یہ دونون ہوئے پیچھے ستم
سخت اس صدمہ سے تھا دلپر الم

جو کہ تھا دونون کو اُسدم اضطرار
رنگ پہ یون کب ہو مجھسے بیقرار

مرغ بسمل کیطرح تڑپے تھے دو
کیا کہون اسوقت کے احوال کو

وہ ہی جانے اس تڑپنے کا مزا
درد دل سے جسکو ہو کچھ ذائقا

درد دل سے آدمی کو ہے شرف
درد دیگر کچھ نہین ہے ناخلف

درد کے خاطر بنا ہے آدمی
ورنہ کیا حیوانین تجھسے ہی کمی

درد جس دلمین نہو وہ دل نہین
مشت گل ہے وہ دل نکہہ اسکے تئین

درد دل سے اور کچھ بھی ہے مراد
نے یہ درد ظاہری و وجع الفواد

درد دل وہ ہے کہ ہو تو محو حق
ہو نہ کچھ اسکے سوا دلپر تعلق

دلمین دنیا کی نہو کچھ آرزو
چھوڑ کر سب کو ہو تو یکسو

جب ہوا تو جان سے محو نگار
در رہ و ریحان ہین تمامی سنگ خار

رنج سب راحت ہون تلخی مثل قند
غم ہو لذت بخش طبع دردمند

یون کہا جب پیر نے با درد و آہ
حال اب انکا سراسر ہے تباہ

ایک تو ہے اُسکا فرزند کلان
صید گیر بیابان و طائران

ہے چھوٹی مارونکی کوچہ مین مقام
ہے یہ طرز و طور یہ ہی اُسکا کام

آہ یہی معلوم بس کچھ ہے تئین
اس سے آگے علم تو مجھکو نہین

ہو گا ظاہر اس سے اور نکا پتہ
مین نہین کچھ حال اُنکا جانتا

الغرض بعد از ہزاران جستجو
پھر کے اُس کوچے کی اندر سو بسو

یوسف گم گشتہ کا پایا نشان
مل گیا ناگاہ اُس سے وہ جوان

کچھ نہ کہنی کی ہوئی دلمین خوشی
مفلسی پر اوسکے کچھ دلتنگی

دیکھا اُن کو دیکھکر ژولیدہ حال
آیا دلمین اُسکے وہ پچھلا خیال

یا تو وہ تھی کثرت مال گھر
یا یہ محتاجی کہ زانو پر نظر

یا تو وہ سنجاب و کمخواب و حریر
یا گزی کی کہنہ چادر ہیں فقیر

یا تو وہ دیبا و اطلس کا فرش
پھوس پر یا بستر اور خورد و نوش

یا تو سونے کے جڑاؤ وہ پلنگ
یا زمین ہے اور سونے کی بھی تنگ

یا تو وہ اسپ سوارے باد پا
یا پیادہ خود وہ پھرتے ہے جا بجا

تھا نہ جس پا پر گمان آبلہ
اب ہوا افسوس کان آبلہ

جس کف پا کو تھا برگ گل سے ننگ
دست غربت مین وہ ہے اور خار سنگ

کچھ نہین ہم نارسیکا یان مقام
پہونچی کب حکمت کو اسکے فہم عام

عین حکمت ہے جو کچھ کرتا ہے وہ
عین حکمت ہے جگہہ پر ہے وہ

پہونچی اس حکمت کو کب عقل بشر
ہین حواس خمسہ اُس جا کور و کر

جو وہ کرتا ہے سو حق ہے اور صواب
گو ترا گر مشکلے ہی ہو لاجواب

عقل تیری گر نہ پہونچے اے پسر
بیکے عاجز دل سے استغفار کر

فعل پہ اُسکے نہ کر تو رد و قدح
امر حق ہے لائق تعریف و مدح

کام برعکس طبیعت اے فتا
علت وہی کی ہے اچھی دوا

جانی کب تو اُسکا فائدہ
جب تلک حاصل نہو تجکو شفا

تو کہے تو صبر و حنظل کو برا
جبکہ استسقا تر اُسنے کیا

جب ہوا اس بات کا تجکو یقین
رو دے آگے آگے قند و انگبین

مال و زر ہے تو تو ہے دے سے خدا
تھی کا بھی نقصان ہے اُسمین فنا

گو دیا تجکو نہ حق نے مال و زر
جان سے اپنی تو ہے تو بے خبر

مین نے دیکھے ہیں بہت سے مالدار
وزر و قرانوکی ہاتھون سے نگار

اور بہت باغ دل کو گشت مین
دیدیا پہانسی اُنھکو تیغ دشت مین

فقر و فاقہ مین ہے حکمت بے شمار
جانتا ہے اوسکو نیکن کردگار

خالی کب حکمت سے ہو فعل حکیم
جانے وہ دیتی ہے جنھین عقل سلیم

پیر کے ارشاد پر کرکے نظر / یوں عیان تھا اوڑا پھر جانور
جانور صید ہا دیے اسنے اوڑا / دن وہ سارا انتظاری میں گیا

بیٹھے بیٹھے ہوگیا وقت غروب / تھا یقین دم بھر میں لیجائیگا وہ
آگیا ناگاہ اتنے میں ہما / دام میں بے ساختہ وہ آپھنسا

ہوگئے فرحت سے سنسان تماشا وہاں / شکر کے سجدے کرے تھے وہ جوان
اک قفس کے بیچ اسکو بند کر / آیا وہ لیکر ہما کو اپنے گھر

نقل ہما کا شہر میں ایسا ہوا / شاہ تک اس بات کا چرچا ہوا
شہر میں اس بات کی تھی دھوم دھام / اسکے در پر ہوگیا اک اژدحام

ہے ہما از بس مبارک جانور / ہوگیا مشتاق سنکر ہر بشر
سیکڑوں خلقت وہاں بے اختیار / دیکھنے کے واسطے آئی تھی یار

ہم امیر و ہم وزیر و ہم گدا / اس ہما یوں تھے کل پہ ہوں تجھے فدا
ہر بشر سے سنکے تعریف ہما / مستعد لینے پر اُسکے شہ ہوا

الغرض وہ چند لیے دیکر طلا / اس ہما کو شاہ جھٹ سے لے لیا
مدت یکماہ تک یہ ہم سدا / صید کرلاتے تھے دونوں یار کا

مول لے لیتے تھے اونسے بار وا / دیکے قیمت بیش و کم بہر شکار
پیر کی تدبیر سے وہ نوجوان / فقر و فاقہ سے ذرا پاکر اماں

سب لباس ظاہری کرکے درست / کار دنیا میں ہوا چالاک و چست
گھر بنایا لیکے اک اچھی سی جا / عقد شرعی اک عفیفہ سے کیا

اسپ تازی اک لیا اور دو غلام / سب کیے آراستہ ظاہر کے کام
گھر کے اندر اک مردانہ مکان / بیٹھنے کو اپنے بنوایا وہاں

جب کہا حاجی نے اس سے اے جوان / ابتدا پھر دوسرا حالی کہاں
اسکی بھی پھر دیکھنے کی آرزو / کچھ نہ تھا اسکا بتا اے نیکخو

تجھ سے ملکر دل نہایت خوش ہوا / دیکھوں اب اسکا بھی احوال کیا
اور تھا شمشیر کا اپنی نشان / کسطرح ہو اور کیسے ہے وہ کہاں

دونوں کے احوال سے آگاہ کر / تاکہ میں انکی بھی لاکر خبر
اور نصیحت تجھکو میں کرتا ہوں چند / وہ تیرے حق میں ہیں کیسے سود مند

سلہ حق میں دلا تو ہو جست / امر شرعی میں نہو جی آگاہ سست
چھوڑیے مت پیشہ صیاد کا / صید کی رکھیے ہمیشہ جستجو

اور پیشہ میں نہو گا فائدہ / حق میں تیرے ہے یہی کچھ کیمیا
گر کریگا اور کوئی پیشہ کو تو / منتفع اسمیں نہ ہو گا کچھ

یاد رکھنا اس نصیحت کو مدام / ہوگی میں ہم سے رخصت السلام
سنکے گھبرایا بہت وہ نوجوان / دیر تک کرتا رہا آہ و فغان

عجز سے دو چار دن اسکو رکھا / ہوکے پھر ناچار رخصت کر دیا
وقت رخصت کے مفصل کہدیا / بھائی اور شیرہ کا بھی ماجرا

پیر سے پھر عہد مستحکم کیا / میں کرونگا وہ جو تونے کہا
وہ ہی ہے انکا وتیرا اے پسر / پر نہیں کرینگا اُس سے درگذر

فرق کچھ اسمیں نہو گا ایکمو / ہے بجا جو کچھ کہ فرماتا ہے تو
پیر کے کہنے پر تو بھی کر عمل / تانہ آوے دین میں تیرے خلل

کیونکہ ہے وہ واقف راز نہان / عقل تیری اسجگہ پہونچی کہاں
عقل وہ ہے جو کہ ہوے اصل جا / عقل جزوی کچھ نہیں ہے فائدہ

عقل جزوی سے ہے یہ باہم شور و شر / عقل جزو سمجھے اسے ہے بے خبر
عقل وہ ہے جو کہ ہے تکمیل معاد / جس سے مٹ جاتے ہیں سب شور و فساد

عارف کامل کو اپنے پیر جان / سال و سن میں ہو گو وہ نوجوان
گو وہ پیر عمر در رہ سے بے خبر / جان تو اسکو جوانوں سے بتر

کام ہے اس راہ میں آگاہ کا / ہے شہنشہ بھی گدا اس راہ کا
پیر رہ میں انبیا و اولیا / نیل انکھیں کی اور پیر تو اے فنا

انکے کہنے پر کرے گر تو عمل / عارف کامل ہو پھر تو زر بدل
پیر ہے راہ خدا کا راہبر / پر خلاف انکے کسی جا تو مگر

کیمیا ہے پیروی مرشدان / رکھ قدم انکے قدم پر اے جوان
ہے خیال غلط کیا ہی کاملان / تو بنا ہے چشم جان طالبان

امر حق مین خلل تو ہرگز نہ کر
مین نہین کرتیکا کچھ اسکے سوا
شہر مین صحرا مین جاکر دو ترا
جال مین آجاوے مرے باز اگر
اور آئے دام مین گر جانور
سوچتا تھا اپنی دلمین نوجوان
باز پیدا ہو یہ کو ہستا نہین
گرچہ آئے دلمین خطرے بیشمار
کام یہ گرچہ خلاف عقل تھا
دو گھڑی کے بعد آنے جانور
مرغ جو آتا تھا دیتا تھا اوڑا
دام مین طاؤس زرین آپھنسا
پیر کی ہیبت سے یہ خاموش تھا
کی اشارت پیر نے کچھ دم نہ مار
کیونکہ تھا تقدیر مین اسکے لکھا
غیب سے ناگاہ اک باز سفید
باز کے آنے سے وہ مرد جوان
دلمین کہتا تھا الصمد کچھ دیا نہ
اپنی قسمت مین تو یہ بہتر تھا
عیش و عشرت مین کیا شب کو بسر
شکر آئے ہر طرف سے بازدار
سب کو گھیرا کھڑے ہوئے دونون ان
پھر جوان سے مرد بانی کی کہا
آج بھائی کیجیے تو صید ہما
جسکو مشکل کام سمجھے ہے بشر

پہونچے کب اس نکتہ کو فہم بشر
پر خلاف اسکے ہوے یہ امکان گیا
دام پھیلایا کہ پکڑے جانور
اور پکڑونگا نہ ہرگز جانور
صید پر اسکے نہ کرتا تو نظر
باز اس صحرا و جنگل مین کہان
آئے کیونکر باز اس صید افگن
لیکن اسکے پاس تھے قول و قرار
لیک وہ پاس ادب سے چپ رہا
زاغ و گنجشک و کبوتر یا بٹیر
دو پہر تک وہ یونہین کرتا رہا
اسکے کہنے سے دیا اسکو اڑا
سوچتا تھا دلمین یہ ہے بھید کیا
باز اب ہم پھر یہان [illegible]
جانور کا صید پیر زادہ تھا
ہوگیا آن جال مین فی الفور قید
جی مین حیرت سے تھا تو وہ لا بیان
مین کہان اور وہ اس طرح کا بیان
کچھ تصرف مرد حاجی کا ہوا
آگیا آخر کو ہنگام سحر
دیکھکر اسکو وہ لایا سے شکار
وہ جوان اور وہ ضعیف آئے
ٹھیر کر حق سے اسکو پکڑونگا ہما
آوے گر کچھ اور دیکھو تو اجرا
ہے خدا ایسے کہ وہ آسان تر

الغرض اس جوان نے یون کہا
پختہ کرکے آج یہ قول و قرار
یون کہا حاجی نے اس سے اے پسر
یا الٰہی بھیج باز صید گیر
دام کو صحرا مین کر تو جلد وا
باز کے رہنے کی جا کوہسار
باز کا ہر جال مین آنا محال
دم تماشا آج ان نے کچھ دکھا
دام صحرا مین بچھا کر منتظر
بار کر چھو کر دیا آہستہ اڑا
الغرض جب سارا دن آخر ہوا
تھا جوان کے دل پہ لیکن یہ اثر
غافل اس تاثیر کے دلبر ہوا
تھا اسے تقدیر کا معلوم حال
ہو نہ پایا اسنے رتبہ دیکھ کر
باز کو دیکھا جو دونون نے تھا
باز کا ہر بال مین پھنسا [illegible]
[illegible]
وہ جو ترک کا صید [illegible] ممکن
باز کا آنا [illegible] ہوا
[illegible]
جا کی آبادی [illegible]
[illegible] نہ تو ہرگز نظر
عرض کرتے ہین ہما کو شکار
مین ہما زاغ اور جا ایک سے

ہے ترا ارشاد یا اکمل کیمیا
دونون صحرا مین گئے پھر بہر شکار
دل مین تو اپنی خدا سے عہد کر
کر دعا میری قبول اے سمیع
باز مین بھیجا دیکھے سب اوڑا
آدمی کا صید جنگل مین ہو گذار
اب تو دھیان اسکے [illegible] خیال
اسکے کہنے پر عمل اسنے کیا
[illegible] ایک جا پہ ہو کر منتظر
جو کہا تھا پیر نے وہ ہی کیا
مرغ ہر اک آشیانے کو گیا
رات کو پھر کر بہم بیٹھے آج ہم
سمجھا وہ اسکے دل کا مدعا
[illegible] معجزہ دکھا
رات وہ آیا کہ اب [illegible] شفق
[illegible]
فی الحقیقت [illegible]
[illegible] جو باز اگر [illegible]
باز کو لیکر [illegible] آیا جوان
[illegible] ایسا ہوا
[illegible] قیمت ملی
جال پھیلا [illegible] جانور
[illegible] جانور
حاجی [illegible] پروردگار
دیکھ [illegible] تو بھی دیا پردہ اٹھا

دست بستہ رات دن رہتا کھڑا / اُسکی خدمت کو سعادت جانتا
ایکدن حاجی نے پوچھا اے پسر / کسطرح اوقات کرتا ہے بسر
مجھکو کہہ کیا ہے تیری وجہ معاش / کسطریقہ پر ہے اس جا بود و باش
عرض کی اس نوجوان نے ہے پدر / حال کی میرے جو کچھ تفتیش گر
ہے یہاں نواب اک جاگیردار / ہے ملازم فوج اسکی دس ہزار
دو برس سے کچھ زیادہ تر ہوا / میں سوارون میں یہاں نوکر ہوا
ملک میں ہے میرے گھوڑا اک سرنگ / وہ بھی قسمت سے ہے لیکن کہنہ لنگ
نوکری کی شرح اس جا ہے قلیل / پانزدہ ملتے ہیں مجھکو اے خلیل
خرچ میرا اس سے لیکن ہے دو چند / اسلیے میں قرض میں ہوں پابند
ایک میں ہوں گھوڑا اور سائیس ہے / ملتے ہیں گر بیس بھی مجھکو روپے
ہے فقط اونپر ہی سارا کاروبار / اسلیے میں ہو گیا ہوں دیندار
جان سے اپنے ہوا ہوں میں یہ تنگ / بنیے مجھسے کرتے ہیں ہر روز جنگ
کچھ نہیں بن آتی اب تدبیر کار / دیکھیے اب کیا کرے پروردگار
ہے عنایت پر فقط اُسکی نظر / بیچ اس گھوڑی کو مت باہر کر
بیچ کر تو قرض کر سب کا ادا / اسپ تجکو اور دیگا وہ خدا
جسکا ہر جاندار پر ہے دمبدم / سو طرح کا لطف و احسان و کرم
کچھ نہیں انبار میں اُسکے کمی / گر کرے اُسپر توکل آدمی
صدق نیت اُسکی دل میں چاہیے / پھر جو کچھ درکار ہو تجکو سو لے
صد حسد جو ہو تجھ میں تجھپر ہے یہ / تیری گستاخی کی یہ تنبیہ ہے
کار حق میں عقل کو بیدخل کیا / سونپ تو سب کام اسکو دے دیا
منہ سے کہتا ہے سدا نعم الوکیل / آپ ہے پھرتا دربدر ہوکے ذلیل
ہے تناقض تیرے قول و فعل میں / اسکو سمجھا کسکو ہم جھوٹا کہیں
جو کہے منہ سے کرے اسکے خلاف / تیرا یہ کہنا ہے بیجا کذب لاف
اسپہ یاد آئی ہے مجھکو ایک نقل / کہتا ہوں تا اسکو سمجھیں اہل عقل

یہ حکایت موید اس بات کی ہے کہ جو بات آدمی کو معلوم ہو چاہیے کہ اُسپر عمل کرے نہیں تو وہ علم لغو ہے

پور ادہم سے ابو یوسف سوال / یہ لگے کرنے کہ اے فرخندہ فال
کی فقیری تمنے اول اختیار / ابتدا میں تمنے تحصیل [illegible]
پہلے تو کچھ علم کی تحصیل کر / تاکہ امر حق کی ہو تجکو خبر
راہ حق کو بعد اسکی کیجیے طے / فرض ہے تحصیل علم اے نیک پے
ابن ادہم نے دیا انکو جواب / عرض سن لے میری اے عالیجناب
میں کیا تھا علم کو اول شروع / اور کیے استاد کی جانب رجوع
مولوی نے لیکے بسم اللہ اخی / یہ حدیث اول مجھے تعلیم کی
حب دنیا کی ہے بنیاد ہر خطا / ترک کیجیے اسکی راحت اور مزا
چھوڑدے اسکی محبت جو کوئی / سو میں کامل بلاشک ہے وہی
جب سبق استاد سے میں لے لیا / اب بجا لانا مجھے واجب ہوا
سلطنت ظاہر کی گو میں چھوڑ دی / دل کے اندر سے نہیں الفت گئی
اسپہ جب کر لونگا میں پورا عمل / تب پڑھونگا اور [illegible]
ہوں میں اس پر ہی ابتک مبتلا / جب نکلتی ہی نہیں میرے دلسے جا
ہو نہ جبتک علم کے اوپر عمل / علم کب ہو وے ہے بے رد و خلل
نفس میں ہے جب کیا دنیا کی جا / گر نہو وے شعلہ عشق خدا
شعلہ عشق خدا ذو الجلال / ہے بغیر از جذبہ حق کے محال

آسمان دین کے وہ تھے نجوم ماہیان بحر مواج علوم

پوچھکر بھائی کا سب نام و نشان سیر ہوا اُس شہر کی جانب وان

جو کہ اول بار دیکھا تھا وہی پاس آکر اسکے بولا ای اخی

مرد حاجی نے کہکر اور نقال دے جواب اور اس کے کی نقش ال

کیا سبب ہے کیوں قدم رنجہ کیا دشت میں آنے کا باعث کیا ہوا

کردیا میں بار مخفی کو جو وا یہ ملی اس بات کی مجکو سزا

پھر کے میں کمسار میں تکلیف بھر بار آتا ہوں پکڑ کر تیز تر

بھید ظاہر کرکے میں لقا پیر کا اس بلا میں اور مصیبت میں پڑا

کہکے یہ غائب نظر سے وہ ہوا حاجی بیت الحرام آگے گیا

الغرض وہ قاصد ہزاران التجا حاجی بیت الحرام رخصت ہوا

باندھکر جب یہ گراتی ہوا دیکھا کیا ہر کہ نشے قضا

السلام ای حاجی بیت الحرام السلام ای صاحب عالی مقام

کیسے اے اب کاتب حکم قضا کس طرف کو قصد اب تمنے کیا

آہ پھر کر جب ملک نے یوں کہا کہدیا تجھسے یہ ہی حکم قضا

حکم حق اب یہ ہے مجکو باکلام باز کو لاکر رکھوں میں زیر دام

دام میں اُس نوجوان کے باز کو بند میں رکھتا ہوں با صد جستجو

اب یہی ہر روز ہو بندیکا کام تیرے باعث سے ہے یہ رنج دوام

ایک کا تو ذکر خیر آخر ہوا اب سنو تم دوسرے کا ماجرا

پہونچنا اس مرد حاجی کا واسطے تلاش دوسرے بیٹے اُس امیر کے جس شہر میں تھا اور ملاقات کرنی حاجی کی اُس سے اور تدبیر کرنی کشایش رزق کی اُس سے

سٹر نکو بے ہیبت یہ کرکے طے پہونچا آخر شہر میں وہ نیک پے

تھے اسے معلوم سب نام و نشان صبح کو اٹھتے ہی یہ پہونچا وہان

اسکے رہنے کا مکان دریافت کر پاس اسکے پہونچا یہ نیکو سیر

پاس بیٹھا اُس جوان کے با ادب گفتگو میں ہر طرح کے کھولے لب

الفت و اشفاق کا اپنے بیان سب مفصل کردیا اُسنے عیان

جانا کعبہ کا اور کرنا سیر کا ابتدا سے انتہا تک سب کہا

راہ میں صدہا اذیت اور جفا اسکے خاطر سر پہ کی ہیچ بلا

دست بستہ ہو جوان نے یوں کہا دے خدا اس لطف کے تجکو جزا

ہو اگر تن پر مرے ہر مو زبان تو بھی تیرے شکر کا کب ہو بیان

لایا اوسکے واسطے جاکر طعام پاس رہنے کو دیا اپنی مقام

اعتقاد اسکو بھی حاجی کا ہوا جان و دل سے ہو گیا اسیر فدا

پہونچا یہ بستی کے اندر وقت شام شہر میں اک جا کیا اُسنے مقام

تھا ملازم جس جگہ ابن امیر پہونچا اُس جا آخرش مرد دبیر

اور جوان سے کرکے اول سلام اسطرح پوست تھیں ال نام

اول و آخر کا بالکل ماجرا من و عن سارا بیان اسنے کیا

اسکا پیدا ہونا اپنے روبرو اُٹھانا اور ادر پدر کا ہو بہو

اسکے ملنے کے لیے کرنا سفر سوطرح کی رنج و کلفت کھینچکر

سب کہا اسنے مشرح ماجرا وہ جوان احسان مند اسکا ہوا

پرورش کی تمنے میری حال پہ دے عوض اسکا تجھے رب البشر

الغرض تھا جس جگہ اسکا مکان لے گیا یہ مرد حاجی کو وہان

کندرے جب ان اسکو چار روز دیکھیکر وہ اسکی دل کا درد سوز

دیکھکے اوقات کو اسکے جوان جانتا تھا اسکو نیتا نہ زبان

وہ ہزار اور نقد کا توڑا دیا
چاپلوسی کرکے وہ گھوڑا لیا

اگلے دن حاجی نے اوس سے پھر کہا
گھوڑے تو نے [illegible]

روپئے تو پہلے قیمت کم سے کم
پھر نہ لیجیے اس سے زائد اک درم

یہ جوان و چار جا بازار گیا
ڈھونڈھتا گھوڑا پھر آیا جا بجا

چست و چالاک و جوان و باد پا
صورت و سیرت کے اندر دلربا

یہ کیا آخر کو بعد از گفتگو
سات سو سے کم نہ ہوگا یہ کبھو

سخت سست اسکو بہت سا جب کہا
یہ جوان ناچار پھر آیا چلا

دیکھکر اتنا بہت گھوڑے کا حال
آیا دلمیں مرد تاجر کی خیال

ہو یہ سبب اسکی خوشی کا وبال
دیکھیے کیا اس سے اور بدتر ہو حال

دست بستہ ہوکے آئی وہ خطا
عفو کروا کر وہ گھوڑا دیدیا

لیکے اس گھوڑے کو آیا وہ جوان
خوش بہت دلمیں نہایت شادمان

اسطرح ہر روز اک گھوڑا لیا
نے تھا یہ وہ فائدہ دیتا تھا

الغرض چالیس دن میں بے نزاع
ہو گیا اسکو بہت سا انتفاع

پیر نے جب اس جوان سے یوں کہا
گوش دل سے سن نصیحت تو ذرا

لغو ہیں یہ کار دنیا سر بسر
کچھ کم و بیشی پہ مت رکھنا نظر

لیجیے مت تو ایک گھوڑے کے سوا
ایک میں تجھکو رہیگا فائدا

ایک گھوڑے کی تجارت تو کبھو
کیجیے مت موقوف اے فرزند خو

خالی گھوڑے سے نہیں ہے کام تو
بھولیے مت میرے کہنے کو کبھو

اسکا اطمینان ہے آرام و خوشی
سنکے اسکی جی کو بھی فرحت ہوئی

ہے کہاں کس شہر کس جنجال میں
مبتلا ہے کس بلا کی جال میں

دیکھنے کا اسکے ہے مجھکو خیال
طبع کو رغبت ہے ملنے کی کمال

سنکے یہ اک دل سے کھینچی آہ سرد
رہ گیا حیران و ششدر چہرہ زرد

عمر نے مہلت نہ دی ان اسکو کچھ
ہوکے وہ بیمار وقت سے مر گئی

سمجھا حاجی دل میں تھے یہ اس جوان
حال کو دختر کے کرتا ہے نہاں

عمر کے بھی اسکی سارے سن و سال
اسکو تھے معلوم ہر جہت کمال

دیکھکر گھوڑے کو اپنے نوجوان
ہوگیا [illegible]

کی جو قیمت لے اسکی [illegible]
سو [illegible]

گر نہ مانی اٹھا تو بیٹ آئے
کچھ خیال [illegible] دلمیں لائے

ایک گھوڑی کو کیا اسنے پسند
[illegible]

جب کیا قیمت کا مالک سے سوال
[illegible] نال

سو روپے لگا یہ پایہ تو خوش
[illegible]

آن بیٹھ کر یہ تو آیا اپنے گھر
[illegible]

میں کہا تھا اس جوان کو جو بڑا
[illegible]

آدمی دو چار سے ہم [illegible]
[illegible]

جب نکالا تو اس گھوڑی کو آ
[illegible]

کہنے سے حاجی کے اسکو جلد
[illegible]

جسطرح کہتا وہ پیر [illegible]
[illegible]

کام میں تجھ [illegible]
[illegible]

امر شرعی میں مکرر تو خطا
[illegible]

خانۂ دنیا ہے یہ نقش و نگار
[illegible]

گر زیادہ ایک سے تو نے لیا
[illegible]

تو لے یہ اسپ [illegible]
[illegible]

بھائی کا بھی [illegible]
[illegible]

پھر کہا حاجی نے آ کے جوان
[illegible] بیان

کسطرح اوقات کرتی ہے بسر
[illegible]

باپ کو بیٹے کے لکھنے سے خط
کچھ [illegible]

پھر دیا [illegible]
[illegible] شباب

حال اسکا کچھ [illegible]
[illegible]

کیونکہ [illegible] قسمت میں [illegible]
[illegible]

تھے جو کچھ دختر کے [illegible]
[illegible]

اپنا میں جو کام تھا سب کر چکا — جذبۂ باطن ہے یہ کار خدا
بے عمل کو علم گو ہو وین ہزار — پشت خر پہ ہو کتابوں کا وہ بار
ورنہ کیوں اوقات کرتا ہو خراب — کھینچتا ہے مفت رنج بے حساب
تو ادھر کا ہے نہ بالکل ہے ادھر — یہ بلا اب دیکھیے جائے کدھر
اب نہ تو دنیا کا ہے نہ دین کا — لائق ارشاد و نہ تلقین کا
اس سخن کی کچھ نہیں ہے انتہا — قصہ باقی ماندہ اب ہمکو سنا
توسن فکر اور جانب کو چلا — روک باگ اسکی ذرا بہر خدا

علم سے مقصود ہے کرنا عمل — ہے وہی عالم جو ہیگا باعمل
علم پڑھنا ہو تو پڑھ تو اے فتا — جو کہ ابراہیم ادہم نے پڑھا
پڑھ سکے کیوں ہو علی کا تو بنا — کام کا گھر ہے نبی تو کھانے کا
پڑھتے ہیں تو کار دنیا ہے بپا — حق کو بے عملی سے رنجیدہ کیا
دیر سے ہے مرد حاجی منتظر — تو لگا اب لکھنے راز مستتر
منتظر سننے کی ہیں اہل نظر — ہے توجہ تیری خاطر کے کدھر
سامعوں کے شوق پر کر کے نظر — پورا اس قصہ کو تو جلدی سے کر

تاکید کرنی حاجی کی واسطے بیچنے گھوڑے کی اس جوان کو اور بیچنا اسکا بموجب کہنے حاجی کے

الغرض حاجی نے پھر تاکید کی — بیچ تو گھوڑے کو جلدی اے اخی
جانی رہنے کا نہیں یہ تیرا جوان — گھوڑا اک اسکو ملے گا بیگمان
دیکھ اس اسرار کو وہ نوجوان — ولیکن آیا اسکی لینے امتحان
اسکے گھوڑے بیچنے کا ماجرا — روبرو نواب کے آخر گیا
گرچہ وش ورا ہے گو یہ ہے فقیر — آخرش یہ شخص ہے ابن امیر
پر ہم جو نواب کو کچھ آگیا — گھوڑا اپنا بیچنے کا اسکو بھلا
اسلیے خوشدل ہو گیا بارے جوان — شکر حق کرتا تھا وہ بسر برآن
پھر کہا حاجی نے اس سے اے جوان — بیچ اس گھوڑے کو بھی تو بیگمان
حکم میں اچھے وہ جوان باوفا — اسکا کہنا جانتا تھا کیمیا
اتفاقاً آگیا اک کاروان — تاجر اسپان یکتائے زمان
یہ خبر سن کر کے حاجی اور جوان — سیر کرنے کو گئے ملکر وہان
کی بہت تاجر نے گھوڑے کی دوا — جب ہوا مایوس وہ مرنے لگا
پاس تاجر کے گیا یہ نوجوان — اور کہا اسنے کہ اے فخر زمان
لے لیے اوسنے مصیبت جانکو — کھینچکر لایا یہ اسکو اپنے گھر
تھا عرب کے نسل کا وہ بادپا — شہر میں گھوڑے کا شہرہ ہو گیا

حال اسے معلوم تھا تقدیر کا — اسکی قسمت میں ہے اک گھوڑا لکھا
تھا اسے اس بات کے اوپر یقین — اسلیے کہتا تھا بیچ اسکے تئین
بیچکر گھوڑے کو قرض اپنا ادا — اب جوان نے اسکے کہنے سے کیا
ولیکن وہ سمجھا امیر نامدار — تنگ ہو کر یہ کیا ہے اسنے کار
گو سوار و نہیں ہے نوکر کیا ہوا — نہیں اسکا سبب لیکن ہے سوا
گھوڑے کو اپنے مع سامان بھی دیا — بھیجا اسکو پاس با صد امتیاز
مرد حاجی کا نہایت اعتقاد — ہو گیا اسدن سے کچھ حد سے زیاد
فکر کر کہنے پہ میرے تو عمل — اور دیگا وہ خدائے عز و جل
اسکے کہنے پر عمل اسنے کیا — یا زدہ صد کو وہ گھوڑا بک گیا
اسپ صد ہا پاس اسکے باوفا — مستقل بستی کے اوپر آگیا
ایک گھوڑا تھا نہایت بے بہا — گرگری سے سخت وہ بیمار تھا
جب کہا حاجی نے اس سے اے نسیم — تو خرید اسکو خدا کے نام پہ
سو روپے لے اور گھوڑا مجکو دے — میرے قسمت سے مرے یا وہ جیے
اوس جوان نے قول و اقرار اسے کیا — ہو گیا دم بھر میں چنگا اور بھلا
آیا وہ نواب کے ایسا پسند — اسکے بدلے اک دیا گھوڑا اسمنا

شب کو ستی تھی جہان سمجھا
ہمت باطن کے وا مرد خدا
گاہ کی اور کہربا کی گفتگو
دلکو دیتے ہیں ہزار دن سمرہ
یہ وہ مقناطیس ہے جس سے عمر
مدت یکماہ تک لیل و نہار
تھا مگر عابد اسے اثر یا رسا
صبح سے وہ شام تک رجھار بار
رفتہ رفتہ وہ لین کے اعتقاد
گو نہ تھا ظاہر کا پیغام و سلام
گر نہ ہو تو معنوی پیوستگی
دست بستہ بیٹھے وہ حاضر مدام
سب ملایا خاک میں ناموس و ننگ
اجنبی ناگہ ہو ذکر اسیر
کیونکہ وہ کرتی تھی شغل ناگہار
پیر سے کرتی تھی ہر دم التجا
تھی کشش یہ مرد حاجی کی کہ پیر
آدمی کرتا ہے جو ہمت کا کام
دھیان اپنا تو ذرا ادھر لگا
خوف فقر و ننگ رہیسے تجھے
ہے تیری نامردی و کم ہمتی
تاج گر منظور ہے تیرے فرق پر
زور ہمت میں ہزار دانہ تھا
زور جان تیرا اگر ہو آشکار
زور جان سے ہو رہی معراج تھا

لی وہان بیٹے کو اسنے اپنی جا
دلکو اسکے اپنے جانب کھینچتا
کچھ کرے دریافت گر غیب کو
کون سمجھے اسکو غیر علم الٰہ
بت پرستی چھوڑ آئے دین پہ
یاد حق میں وہ رہا مصروف کار
اعتقاد اسکی بھی کچھ دل میں ہوا
آتی اسکے پاس با صد انکسار
مرد حاجی کا ہوا حد سے زیادہ
تھے دل و دنوں کے آپس میں کلام
اسکے دکھ کو کیوں نہ اسکو جھگا
اسکی خدمت میں رہا جان و کلام
ہوں معاش ظاہری تو کچھ نہ تنگ
کرنا اس نے تہیہ پیر دستگیر
ذکر سے مایاب آئے تھے عار
کر مرید اپنا تجھے پھر خدا
جو ہوئی عورت کے دیر کا گر
عیب سے وہ امر ہو نہ التزام
مرد سے حاجی ہمت [illegible]
حسب حال الفت خو تھی جب
مکر و حیلہ آپ سے سبب ہو گیا
پہونچی اس تیر کے مکر کا خبر
جانور ہیں اور عجب بھی ہوا
قتل کیا ہو تو اکھاڑ کے کوہسار
زور جان سے آگ ہو بستان تیرا

کی نہ کچھ حضرت سے حاجی نے کلام
کرتا ہو آہن سے جو آہن ربا
مہر گویا قوت سی ہی جو کلام
کاملون کا وہ ہے مقناطیس غیب
یہ وہ مقناطیس ہے جس سے بلال
پیر کی ہمت ہوئی کچھ کارگر
دست بستہ ہو کے با صد التجا
اسکی صحبت کو غنیمت جانتی
گر نہوتی دل کے اندر دلکو راہ
گفتگو دلکو نہو گر دوست بار
تیر مارے اگر لیلی کے تو
مرد عارف [illegible] یہ کہتے بار بار
تعلق الفت [illegible] پیر حورش کشش
لیک یہ پوشیدہ کرتی تھی [illegible]
معتقد حاجی کی نہ دل سے ہوئی
اولاً کرتا رہا انکار [illegible]
ہمت مردان سے آخر کار کر
کام کب ہو تجھ میں گر ہمت نہو
مرد بنتا آدمی کا ہے سوا
ترک سے دنیا کی کب تابع ہو ندر
کیمیا وہ تھا یہ پا گر ہے مردمی
وہ کرامت اور بزرگی [illegible]
زور تھا پھر گیا [illegible] روز جہان
زور جان [illegible] تسخیر کار
زور جان سے ہو عصا کا اژدہا

لیک تھا مصروف باطن سے تمام
خلق ظاہر بین اسے سمجھے ہو گیا
سمجھے کیا اس راز کو فہم عوام
چاہیے جسکو کھینچ لے بیشک وہ
چھوڑ ظلمت کو ہوا بدر کمال
دل پہ صورت کی ہوا ظاہر اثر
لائی وہ آداب کورنش کو بجا
کہنا اسکا جان و دل سے مانتی
بن ملے ہوتی زلیخا کیوں تباہ
بیچ لیلی سے مجنون کیوں نگار
گر نہ کیوں مجنون کے جا رہے ہو
حق میں کچھ مشورے کر دعا
حال اسکا پوچھا [illegible] پیش
[illegible] ہو بدنام [illegible] اسکا ادب
[illegible] اسکے اجتہد محبت کی [illegible]
لیک آخر ہو گیا نا یار بھی
مرد [illegible] بہت جلد تر
فتح کب ہو [illegible] گر دیا تھو
[illegible] لا نصون [illegible] خیال
گر ہمت تجھ میں کچھ ادنا کا
کام خیر میں خوف [illegible] آدمی
گر اسے حاصل کرے [illegible] مرد ہے
جسکے [illegible] آسمان
زور جان سے ہوتا ہے شق القمر
زور جان [illegible]

کاتب تقدیر نے اول بیان
حال اسکا گرچہ ہے ناگفتنی
ہے چھپایا راز غیروں سے بجا
تو نے سمجھے ہے یہ زیر نقاب
کر نا چار ہوا افشائے راز
بھائیو نکو جان سے کرنا ہے ننگ
رنڈیوں میں چکلے کے ملکر سدا
ہے فلانے شہر میں وہ بدمعاش
سنکے اسکا حال پیر رہنما
باندھکر جلدی کمر حاجی چلا
مرد حاجی سے فرشتے نے کہا
تیری منت اور سماجت سے کہا
میں کیا جو بھید کو قدرت کے وا
ہیچ پھر کرتا ہو غلطی اس بات کو

کر دیا تھا پیر پر راز نہان
پیشہ سب مشغولیں ہے اسکا دیا
ایک جان اک دل تو جو پیدا ہو گیا
تجھ پہ وہ روشن ہے مثل آفتاب
اس جوانی بعد صد فکر و رائے
توڑنا وہ شیشۂ ناموس ننگ
ناچتی ہو شہر میں وہ جا بجا
اپنے باپ پر فقط اسکی معاش
دل میں اپنے سخت آزردہ ہوا
وہ فرشتہ دوسرا اسکو ملا
تجھسے میں جو راز مخفی کہا رہا
ہو گئی تجھسے یہ اسکے ہے جزا
اس مصیبت میں پڑا ہوں مبتلا
اے جوان کو تا نہ اسپ نکو
وہ فرشتہ کہکے غائب ہو گیا

چشم نم ہو کر یہ حاجی نے کہا
مجھ پہ بالکل حال ہے اسکا عیان
میں جو سن لوں اور جانتے تم بر ملا
ہے بیان جسم بار زنکا کب مقام
حال بدوضعی کا اسکے موبمو
ہونا اوسکا ملک رس سو خوار
رات اور دن رہنا مشغول زنا
نام اسکا اور رہنے کا مکان
آخرش بعد از ہزاران التجا
اس سے کی حاجی نے بہر تفتیش حال
ابھی جو ہے اک ماجرا تقدیر کا
حکم حق ہے ایک گھوڑا ڈھونڈھکر
کاروان اسپ کو ترغیب دو
صبح سے تا شام گھر گھر پھر کر
حاجی بیت الحرام آگے گیا

بھائی طمطاق سے کہیں حکم خدا
مت چھپا تو عیب مجھسے اے جوان
نیک کو اور بد کو مجھسے مت چھپا
کام میں حق کے ہے کیا دخل عوام
ہے تا وہ بدنام اسکا کو بکو
اور کرنا رات دن بیہودہ کار
سب مفصل اسنے حاجی سے کہا
پیر کے اوپر کیا بالکل عیان
حاجی بیت الحرام رخصت ہوا
اور کیا اسنے یہ آنی کا سوال
روز پیدائش کے جو افشا کیا
مجھکو پہونچانا ہمیشہ اسکے گھر
لاتا ہوں اس شہر میں تدبیر سے
تیرے خاطر سے یہ مجھپر بار بار

اب بیان ہے احوال دختر کا اس امیر کی کہ پیشہ زنا کرتی تھی اور طوائفوں میں چکلے کے رہتی تھی اور پہونچنا مرد حاجی کا بہت تلاش اور تجسس سے اسکے پاس اور فہمایش کرنا حاجی کا اس دختر کو اور تدبیر کرنی اسکی جمعیت اور فراغت کی حکمت عملی سے مطابق تقدیر دختر کے

الغرض بعد از ہزاران جستجو
آخرش سب کی بہت اسکی تلاش
پھریں مانند کل سو جا سے جا کر

پہونچا اس شہر میں وہ نیکخو
اسکے تھی تمیز جو بدمعاش
ہو پریشان و طپان لا انبساک

ہو رہا تھا اوسنے دختر کہلتیا
سی کی بستی میں تھا طبلان بانگ
دیکھا اس دختر کا یہ طرز و طریق

دیکھتا بہر تماشا حاجی جا بجا
سیدہ نہ تن کی نہ انشا کی کچھ خبر
پھر حیرت میں ہوا حاجی غریق

دلمیں تھا اس مرد حاجی کی یقین
مرد ہیں شب کو یہ سمجھی تھی نہیں

کیونکہ تھی قسمت میں اس زن کے لکھا
یہ ہے خالی ترا اک شب بے زنا

دیکھو رہے گے اگر یہ ایک شب
غیب سے ہوگا کوئی ایسا سبب

ہو یہاں بیشک گذر اک شخص کا
پانسو دے اور کرے اس سے زنا

کوئی مٹتا ہے لکھا تقدیر کا
تو عبث پابند ہے تدبیر کا

بھیجدیگا کوئی ایسا آدمی
کیا خدا کے ہے خزانہ میں کمی

اعتراض کرنا اس عورت کا مرد حاجی پر کہ یہ بات بر خلاف عقل ہے

سنکے عورت نے دیا اسکو جواب
ہے ترا ارشاد سب حق و ثواب

تیرا فرمانا سراسر ہے بجا
پہونچی اسکی تہ کو میری عقل کیا

تیرے کہنے میں نہیں مطلق قصور
پر یہ میری فہم سے ہے بات دور

آٹھ آنے پر مری اوقات ہے
کون دے میرے تئیں اتنے پہ دے

تیں برس سے ہوئی اس جا بسر
جانتا ہے مجکو حضرت ہر بشر

آٹھ آنے کے سوا اے نیکخو
پورا محلہ میں نہیں دیکھا کبھو

کرتی ہوں سیکڑوں تازہ زنا
آٹھ آنے جب گرہ سے ہوں میں پانا

غمزہ و ناز و ادا و مکر و فن
مستی اور سرمہ و کاجل بانکپن

کنگھے و چوٹی و دوپات و نہی
جیسی ہیں چالاکی و عشوہ گری

ملکے پنڈے کے تئیں عطر و پھلیل
اک پہر میں کرکے سو سو طرح کھیل

کرتی ہوں تک سنگار کو اپنے میں درست
بنتی ہوں مثل عروس نو کے چست

آٹھ آنہ کے سوا اسپر کبھی
ایک دمڑی بھی نہیں دیتا کوئی

چکلے کی سبھی میں جتنی نوجوان
پھیکا ہے سبکو ان ادنی دردکیان

پانسو مبلغ تو ملنے ہیں محال
پانچ میں بھی مجکو ہیں صد ہا خیال

بحث ہی منظور مجکو نے جدال
ہے غرض اس گفتگو سے عرض حال

آئی ہوں کرکے لیکن مشتمل
کرتی ہوں ارشاد پر تیرے عمل

جواب دینا مرد حاجی کا اس عورت کو اور مضبوط کرنا پانسو روپیہ پر

سنکے حاجی نے کہا اے بیخبر
بحث عقلی سب یہاں ہے درگذر

کار حق میں دخل بندے کو ہے کیا
موجد اسباب و علت ہے خدا

جسکو تو سمجھے ہے مال بے بہا
ہے وہاں ذرے سے کم وہ ادتقا

لعل و یاقوت و زر و سیم و ذرر
خار و خس سے بھی وہاں ہیں بیتر

ذہن میں تیرے جو کچھ ہے محال
سہل ہے وہ پیش حق ذوالجلال

ہے عبث اس بات کا خطرہ تجھے
ہے وہ مالک جسقدر چاہے سو دے

پانسو کیا ہیں وہاں لاکھوں بھی کم
اسمیں تو مطلق نہ ہو گر بار دم

پانصد و پنجاہ ہزار و پنج لک
ہیں وہاں یہ کمتر از خار و خسک

چشم و گوش و عقل و ہوش و دست و پا
ہے ہر اک اعضا بدن بے بہا

دم کو تو کھوتا ہے ہر دم رائیگان
ایک کی قیمت ہے یہ سارا جہان

اسطرح کے جو کہ کرتا ہو عطا
ہیں جہاں پانصد روپے یہ چیز کیا

دم بخود ہو اور کچھ تو دم نہ مار
جو کہا ہے جا کے ہو مشغول کار

ہے خموشی حق میں تیرے کیمیا
ہوگا خاموشی سے تجکو راز وا

بند کر اس گفتگو سے تو زبان
پختہ کر تو دل کو اندر وہ گمان

حق تعالیٰ کیطرف سے جو یقین
دل کے اندر ہو تو ہوتا ہے وہیں

نیک بندے کے یقین میں زور و شک
کرتے ہیں ہر لحظہ لوح دل کو حک

ہیں یقین کے گرد جو رہتے بیشمار
لیک دنیا اسکا میں کہتا ہوں یار

خنجر پر کین و تیغ آبدار
کھینچیں ہیں تیر نسل پر ہر دو ہزار

آتش سوزاں میں پھینکے تجکو یا
اور تو ہووے معلق در ہوا

تو بھی ہے تجکو نہ آئے خیال
غیر ذات پاک رب ذوالجلال

نور جان ہے اس حق خانہ کا / خلق کو معلوم ہوتا ہے لگا / روز جان وہ کہ جس مصطفیٰ / دم کی دم میں بیت اقصیٰ میں گیا
تو بھی گر کچھ آشنا ہے جان سے / تا کہ ہو بہ تجھے ایمان سے / انتہا لکھا نہیں ہے یہ سخن / منتظر عورت ہے بیعت کی حسن
منتظر بیٹھی ہے وہ تا ہو مرید / ہو گیا تو اس سے فرسنگون بعید / اضطراب دل پہ کر اسکے نظر / ہے وہ اب پھر ہٹ کر اسکی تو خبر

مرید کرنا حاجی کا اس عورت کو اور تعلیم و تلقین کرنا اور تدبیر کشایش رزق کے اس عورت کے مطابق لکھنے تقدیر کے کرنی اور کارگر ہونا اس تدبیر کا

الغرض بعد ہزاران التجا / مرد حاجی نے مرید اسکو کیا / وقت بیعت کے سبق وعظ و پند / حق بین تھا جو اسکا وہ سود مند
پیر حاجی نے اسے تعلیم کی / کم ہوئی فی الجملہ اوسکی بدرگی / سب سکھائی اوسکو ارکان نماز / ہم خشوع و ہم خضوع و ہم نیاز
می کے پینے سے بھی وہ تائب ہوئی / سمجھے وہ پانچوں بنا اسلام کی / فعل بد جو تھے سارے جز زنا / اسے حکمت سے کیے بالکل فنا
جا سکا تھا یہ جو چھوٹے گا زنا / اسلیے اسکا نہ وہ مانع ہوا / جا سکا تھا پیر [illegible] مستمر / ہے جانتا اسکی زنا پر مستقر
تھا لکھا قسمت میں جو اسکے زنا / مانع اس بات سے نہ وہ انکا ہوا / جانتی تھی دل سے وہ اسکو برا / لیک تھی مجبور از حکم قضا
کام ہو جو حکم سے تقدیر کے / پھر وہ کب موقوف ہو تدبیر سے / پیر نے اک روز اس سے یہ کہا / پیشہ تیرا اگرچہ ہے برا
ہے زنا پر منحصر تیری معاش / بات میں تجکو اسی کی ہے تلاش / دون تجکو بتلا اس سے اسلاح / جس میں تجکو بہت ہو فلاح
رزق کی تنگی میں ہو اگر / کم ہو فعل بد کبھی آلودگی / گر کرے تو میرے کہنے پر عمل / رحم کچھ تجھ پر کرے عز و جل
پیر کہنے پر اگر تجکو ہو تو / رزق کی تنگی نہ ہو پھر گر کبھو / سنکے یہ ولیں ہوئی مسرور / یوں لگی کہنے کہ اے فخر زمن
کر اسے جو تیرے فرمانے کی ذوق / کب ہے مجھے گو کہ جو ہو عشق و ذوق / ہو سلامت [illegible] ہے کام / پیر کہنے سو وہ کچھ [illegible] کم

نصیحت کرنی اس حاجی کی عورت کو کہ بغیر پانسو روپے کے کسی کے پاس نجاوے

خوب و ہمیان جب سب ہو گئی / اس سے تب پیر حاجی نے کہا / [illegible] / [illegible]
جب کہو نگی اسکے بستر پر قدم / تو گی بیشک خرچ نہ کر کسی کم / ہو اگر لا اب تیرا کوئی بستر / اسے گر کم دیگا تو انکار کر
گر کوئی دے پانسو ایک کم / اپنے حجرے سے نہ رکھ باہر قدم / کوئی کیسی ہی تجھے ترغیب دے / اب تو خرچی کم نہ لے زنہار لے
صبر کرنا میں ہو گا کچھ حرج / صبر کر ہے صبر مفتاح الفرج / پاس آنے والوں کو تو منع کر / منع کا ہر با تجھپر اثر
منع سے بدلی ہو حرص مرد تر / منع سے ہوتی ہیں جنگ و [illegible] / منع سے مشکل ہو دے [illegible] نظر / منع ہر چیز کو تجھے ثمر
منع جس شے سے کرو انسان کو / طبع راغب اسکی ہو اور بھی / اس لیے تو اس سے اسکو منع کر / تا کہ رغبت خلق کی ہو بیشتر

یہ ارادہ کرکے دلمیں یک قلم
شہر دل کا عمل کیا اور رزم کم

ایک گوشہ میں مصلے کو بچھا
کرتی تھی تنہائی میں یاد خدا

یا مجیر و یا مجیر و یا مجیر
یا بصیر و یا بصیر و یا بصیر

ہر گھڑی ہر دم دگر پیشت یاد
ہے گنہگاروں کا تجھسے ہو نباد

گو کہ میں بدکار نافرجام ہوں
بدطریق و بدعمل بدنام ہوں

اپنے خالق سے بصد درد و نیاز
دل کا ظاہر کرکے ہر سوز و گداز

آدمی جب غم سے ہو کر بیقرار
مانگتا ہے کچھ دعا با اضطرار

کر رکھے ہر وقت تو اسپر نگاہ
تو نہ آئے کچھ بلائے جان کاہ

عادت معہود پر کر کے قیاس
آئی اک دلالہ اسعورت کے پاس

چلنے میں تاخیر اپنے مت کرے
آج تیرا جو معین ہے تو لے

آج کہہ کسواسطے ہے تو اداس
تن پہ کیوں میلا کچیلا ہو لباس

لائی ہوں پیغام یار مہربان
چھوڑ خاموشی کو تو ہو شادمان

آٹھ آنے پہر ہوں میں کب سے یہ
رزق حق قدرت سے مجھے دیگا آہ

پھر نہ آنا پاس میرے تو کبھو
منقطع کر مجھسے بیلے آرزو

قہقہہ دلالہ نے سنکر کیا
اور لگی کہنے تجھے کیا ہو گیا

حیلہ کروا اپنا بی بی تو علاج
فقر میں تیری سوا سوء المزاج

ہے یہی بیماری باطن کا حال
سہل ہے اول میں تو اسکا زوال

روکے گر تو نفس کو باجد و کد
چھوڑ کر تیر و قہر سب فعل بد

جب گئی وہ عادت بد اے لبیب
صحت باطن کی ہوے تجکو نصیب

مت سمجھنا تو اسے دق ظاہری
مرکے ہو جا آدمی جس سے بری

پھر بھی تن بعد مرنے کے ہو دور
نار دق باطنی کو ہو ظہور

ایک شعلہ نار باطن کا فقط
بحر عالم کو کرے دم میں فنا

بے گشتند اسکا آب چشم یار
در درد دل سے تو سدا رہ اشکبار

تھا وہ دنیا کے دلی کا ماجرا
تو نہ پہونچا پائے سوئے سما

الغرض دلالہ اٹھی ہنس گئی
اس جوان سے جا کہی یہ بات کی

کرکے وہ موقوف سب اپنا سنگار
ہوگئی مشغول یاد کردگار

اضطراب دل سے با آہ و فغان
اسکی یہ تسبیح تھی ورد زبان

اے خداوند الجلال و مہربان
دستگیر عاجزان و ناتوان

بخش میری مرض باطن کو شفا
گر کریم ہے حاجتیں میری روا

ہے یہ دونکا کون جز تیرے کفیل
ہو سکے کس کام کا نعم الوکیل

ورنہ بر درد دل کا جو منظور نظر
اضطراب دل و بیان ہے کارگر

اپنی رحمت سے وہ کرتا ہے قبول
بات یہ کام کی اسکو نہ بھول

گردش گردون دن دو ور آفتاب
ہوا ہوا عالم پہ ظلمات نقاب

یوں کہا زن نے کہ اٹھ اے خستہ جان
تجکو بلواتا ہے مخفی وہ جوان

تیرے ملنے کا ہے اسکو اشتیاق
تو بھی اسدن ہے جو صحبت [illegible]

اسطرف گوشہ میں کیوں خاموش تو
کر رہا ہے جو کہ خفیہ گفتگو

زن نے سنکر یہ دیا اسکو جواب
میں دیا وہ چھوڑ فعل ناصواب

دی اگر شے کوئی با صد رد ہے
تو کرو ان میں مرکب یہ کو ہے

ہاں مگر دے کوئی مبلغ پانسو
رکھیے ایسے شخص کی تو آبرو

مانیا ہے پاسیا ایا جنون
ضبط دوا بخود لیا ہے یا جنون

آہ یہ کر مرحمت گریاں ہوا
پھر کسی شے سے نہو کا فائدہ

گر آئی دل میں تو عصیان [illegible]
تو بسبق دل [illegible]

نفس نے غیبت بھی فعل بد کیا
عادت بد ہو دونو تیرے وہ چھپا

جیکہ مسمر ہو دہ دو خورشید
ہو دو بیماری قرآنے مستند

ہے بیان اس ق کی اسوق ہوا
بعد مرنے کی تو جینا دوا

ہو یہ اس آتش کا بس جوش و خروش
جس سے ہو جاوے گھٹا دوانکا ہوش

آب آنسو نکا ہے اس ق کی آمد
گر شفا چاہے ہے تو آنسو بہا

ان کا در مشتاق چلکے میں جوان
جیسے وہ ذکر تو دنکا گمان

عالم ظاہر کی ہے وہ گفتگو
لیلیا باطن یہ اسکو کچھ نہ تو

جیسا اس شخص نے سب جا ان زن
عشق سینہ میں ہوا پر شعلہ زن [illegible]

دلمین ہو اسوقت تجکو یہ یقین
گر نہ جھپکے ایسی حالت مین پلک
جب نہیں ایسا ہو تیرا ایمان چست
ہو عقیدہ آدمی کا جبکہ سست
اُس سے بالا تر ہے پھیر حق الیقین
ہین یہ سب صوم و صلوٰۃ ظاہری
خوف ہو دلمین نہ کچھ ذوق ای پسر
ہو یقین دلمین ترے راسخ اگر
ہے کھڑا گویا خدا کے روبرو
دیکھکر اُس شاہ کا جاہ و جلال
رحیم ہے جب آسکے آجاوے خیال
خود خدا سے جب کرے تو گفتگو
ہو یقین سے گر تری کچھ دلمین نور
جب تو جانے کیا ہے یہ صوم و صلوٰۃ
گر نہ تھا ملب سامنے حاضر نہیں

قتل کی میری انھین قادر نہیں
ہو گمان و وہم جب خاطر سے حک
ورنہ بھائی ہے ترا اسلام سست
گوشت کھانے ہو کب ایمان درست
ہے وہ حق انبیاء و اصفیین
ارث جدی تر کہای دلربا
اسلیے ظاہر نہین اسکا اثر
جو کرے تو اُسکی ظاہر ہون ثمر
کرتا ہے مالک سے اپنی گفتگو
ہو تغیر رنگ مین تیرے کمال
رنگ چہرہ کا خوشی سے ہو بحال
کیا زیادہ اس سے زیبا اور ہو
خطرے بالکل ہون سب سینہ سے دور
کیدن ہوئی پھر نہ حق حج و زکوٰۃ
لغو ہے تیری نماز ای مرد دین
اس سخن کی کچھ نہیں ہے انتہا

لغو ہین انکے ارادے یہ سبھی
ہو نہ مطلق دل لگے اور اضطرار
جنکو ہم سمجھین ہین دلمین معتبر
ہے سوا اس سے بھی پھر عین الیقین
رتبہ دنی سے فرسنگون بعید
جو عمل دیکھے ہے کرتا اور کو
عادتاً ہے وہ نہیں اسمین مزا
جب کھڑا مسجد مین ہو بہر نماز
روبروے مالک جبار کے
قہر کی دہشت سے اسکے بجو رنگ
ہے نماز خاص معراج انام
نیک تو سمجھے ہے تحریک مرین
جب حضور قلب و استغراق ہو
گر نہیں حاضر وہ شاہ مستطاب
بحر حیرت مین ہے پڑی دو زبان
اب بیان کر تو وہ زن کا ماجرا

جو خدا چاہیگا بس کا دہی
جب ہوا تو بندۂ پروردگار
پورا ایمان بھی ندا اسمین نہین
دخل کب اُسما مین ہے تیری نہین
تو یقین سے ہے بلا شک ای رشید
نقل اسکی تو کرے ہے ہو بہو
گر یقین پیدا ہے تا او الف
دلمین پیدا ہون عجب و لولے
باتین سنتا ہے شہ قہار کے
زرد ہوا کیا رگی چہرہ کا رنگ
کیونکہ ہے وہ شاہ کا دربار عام
اسلیے لذت تجھے اسمین نہین
چھوڑنا اُسکا نہایت شاق ہو
تو کرے ہے پھیر تا کسکو خطاب
تو نکال اسکو ذرا چلکر حسن

اب بیان ہے آنا ایک تاجر کا اُس چکلے مین اور دینا پانسو روپے کا اُس عورت کو اور بلانا بڑے شوق سے رات کو اپنے پاس

عرض کی عورت نے اے فرخندہ خو
ہے یقین دل کیا اپنا درست
مجھسے کی جب تلک حالت بیان
آئی وہ زن القصہ بعد از گفتگو
ایک ہفتہ مین تو یہ از نہان

فرق مجھ سے کچھ نہو گا ایک مو
اور کمر باندھ تو رہی کہتی ہے یہ چست
جو بہتی کی ہین نہیں اس حکم کو
ایک دن ہنر کے مکان ایک سو
آشکارا ہو گا کر تو امتحان

سعی تو کرنی ہمارا کار ہے
گو خلاف عقل میری ہے یہ کام
مجھسے مین ہے روا مردار بھی
دلمین لیکن کر رہی تھی قیل و قال
پھر ارادہ پختہ دلمین کرکے سست

ہو نہو اسکا خدا مختار ہے
کر سکے ہے حق تعالی التزام
ہو وہ جائز کر کرے بدکار بھی
دیکھیے اس امر کا کیا ہو مآل
ہو گئی اس امر ہی کی وہ سست

بازِ شہوت نے کیا اُسکو تباہ
ہو ہے جب نارِ شہوت شعلہ زن
جب نہ شعلہ اک کا ہو جا فرو
ایک دلالہ سے تاجر نے کہا
جب کہا دلالہ نے وہ ماجرا
طرز طور اُسکا نہایت ہو درست
ایک شب کے دی مجھے پانسو اگر
تا دو زن کوئی یہان اُسے نہین
جا کری دریافت اُسکے حال کو
ساتھ دلالہ کے تاجر نے نقیب
دیکھنے کو تیرے بھیجا ہے نقیب
کر کے استفسار یا زن کے جواب
لغو ہے تیری یہ ساری جستجو
تنگ مجکو ای پوا ہر دم مکر
مین بدل ہوتی ہون اُسے ایک سو
جیسی ہو مین اُس فعل سے بہت تنگ
جاتی ہون مین یہ بکر و دغا
کر خدا کا خوف ہو دم اسکے ڈر
دیکھکر اُسکو خفا بولا نقیب
ہے یہ دلالہ سراسر بے قصور
تو نہ ان سے کر ذرا اُسپے رنجو
آپ ناحق اُسپہ ہوتی ہین خفا
ہے ادھر مشتاق تاجر تو ادھر
اسپہ کبھی اپنے نکلو سے عیان
غدر ان دونون سے پھر زن نے کیا

غلبۂ شیطان ہے ہو سدی باد
نفی رہو قالبوں تیرے یہ بدن
سمجھے پھر تو خیر کو اور شر کو
زن کوئی اچھی شکیلا جلد لا
ایک عورت ہے نہایت دلربا
کام مین اپنی بہت چالاک و چست
ہووے صحبت سے مری تب بہرہ ور
تا کہ ہو آکر تمہارے ہمنشین
طور طرز و شکل قیل و قال کو
کر دیا ہشیار و دانا و لبیب
گر خدا چاہے کھلین تیرے نصیب
تو محبت کر تیرا اتنا اضطراب
پانسو مین نجاؤنگی کبھو
کیون پھر کر جرئت جا اپنے گھر
دیدم مکتگہ بہی مجھے جستجو
نام سے اسکے مجھے آتا ہے تنگ
تو مجھے دیکھ کر جل اُٹھی ہے کیا
سمجھے مجھے ایسی بے معنی کر
ہے تری رونٹی تیری اُٹھ جیب
کہنا اسکا کذب ہے مطلق ہے وہ
مین نہ لے لاتا ہون صحت بیزار
مین پیام وصل کرتا ہون وار
بخطا ہے ہے مین پیغام بر
بندۂ الفت ہین تملو مہربان
بخشنا تم جو ہوئی مجھسے خطا

نارِ شہوت سے بچین ہین مرد و زن
زورِ شہوت سے بچے بس ہم کو روگر
جو بچا اس سے ہوا بیشک ولی
ایک عورت شہر مین ہو خوبرو اتنا
خوب سیرت پاک طینت نیک خو
لیکن اُسنے آج کھائی ہے قسم
شام سے اب تک یہی تھی گفتگو
جب سنا تاجر نے یہ قصہ عجیب
آگے پھر بھیجے کہے وہ ماہ جبین
جا کے دلالہ نے اُس زن سے کہا
کھول دل دے کر ذرا اس سے کلام
مین نہ تیری ہون کچھ نہین دھندا
ہے محبت دیکھنا اور کھانا
فعل بد ہے جو کوئی ہو دیکھین
کون تاجر اور ہے کیسا نقیب
یہ جو آیا ساتھ تیرے مرد وا
ایسی باتین کیون تو کرتی ہے بھلا
خیر ہے چل دور ہو مجھسے پرے
یہ تیری شکل اور شستہ گفتگو
جو کہتی ہے بلا کم اور کاست
ہے تیرا مشتاق تیرے دیوان
ہے مثل شہوت نے تیرے خیال
اب ذرا سو قوت غصہ کیجیے
شک یہ دل ہے ہے کہ نرم دل
یہ تھا عیب و قدرت کا ظہور

کو روگر کر دی ہے یہ سب کے تئین
دین اور دنیا سے ہو جائے بخیر
ہو گیا پرہیزگار اور متقی
خوش ادا خوش شکل خوش قد خوش بیان
نکتہ دان نکتہ سنج و بذلہ گو
پانسو ملنے سے مین لونگی نہ کم
کم نہ لونگی پانسو سے وہ کبھو
بھیجا زن کے پاس فوراً اک نقیب
قابل صحبت ہے اپنے نازنین
آنے کا تاجر کے سارا ماجرا
اُس نے یاد دسعہ کو لازم دوا
شکل و صورت تجھکی قدی روی
تیرا آنا ہے فقط جھک مارنا
اسکو بھی پکڑی ہے رب العالمین
کو شہ عزت ہو اور تیرا نصیب
تیری دم [illegible] کوئی ہے بھلا
[illegible]
[illegible]
چاہیے [illegible] خلق کو
[illegible] فرق نہین ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] ہو نازو ال
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پھر ہوا حارث زیادہ اشتیاق ہو گئی طاقت جو تھی دل سے طاق

یہ کہا دلالہ سے جا جلد تر ایک دو پر تو نکرنا کچھ نظر

دس روپے تک تو تجھے ہے اختیار جتنے لے دے کر اُسے لا ایکبار

کام دنیا کے ہیں سب مکر و فریب ہو دغا و جھوٹ ہے بس اسکو زیب

کچھ نہیں ہے اسمیں بوئے راستی ہر ہر اجزا میں ہے اسکی سو کجی

قتل غیبت دزدی و ظلم و جفا کفر و فسق ظلمت و حرص و ہوا

جمع ان اجزا کو کرے ایک جا نام اس معجون کا دنیا دھرا

سمجھ لے تو ابھی اسکا مآل میں کروں تجھسے کہاں تک قیل و قال

گر لکھوں تفصیل سے اذکار کلام تو ہو ہرگز نہ یہ قصہ اختتام

سو کچی نوبت رفتہ رفتہ اس نہیں تھا جواب اسکا فقط لفظ نہیں

ہے حقیقت نفی کی اثبات فعل گو نہیں ہے یہ بدیہی بر ذات فعل

گر نہو گا زید وہ ہو گا عمر ہے ثبوت فعل ضرب بے خبر

جب دسوں کو کر دیا اُسنے نہیں تب ملیں گے پانسو اسکے تئیں

دس کے کھونے سے ہے پانصد بنان ہو نہ پائے تو عطا مثل رہبان

راہ حق میں گر نہ ہووے تو فنا ہے ترا نقصان کلی اے فتا

تو اگر راہ خدا میں ہو فنا دیگا کیا کچھ عوض میں بے بقا

شوق اسکا گرچہ تھا حد سے فزوں پانسو تھے لیک طاقت سے بروں

مفلسی لیکن یہ مجبور رکھا بے سر و سامان و بے مقدور تھا

آتا تھا ہر لڑکے دلمیں یہ خیال ملیے اُس سے تا کہ ہو کام حال

جب تو آیا دلمیں کچھ زان کے یقین تو لیا ارشاد مرشد کا نہیں

جو کہ اٹھا آنہ بچے تھے کبھی دیے بیچے میں ہر ایک شب کے سو رہے

دیدیا پانصد روپے خوش دلمیں ہو اور باقی تو جو سب گنگ و گو

پانسو اب تو کہاں ہیں قسم تو نگی خرم وہی اس سے بھی تم

لے کے بہا کر سب گئے سیاہ ہم الغرض اسعد اختر جانا نہ زر

اتصل چلنے کی تھی ادھر جانا ہمرا اُس نے ان آیا وہاں پھیرا کیا

بھیجا پھر دلالہ کو عورت کے پاس کرکے منت اور سماجت بے قیاس

جس طرح آوے اُسے لے آئیے جو وہ مانگے تو وہی دو آئیے

اضطرابی پھرے کرکے نظر لائے مجھ تک تو ایسا کر کر

مخبر صادق نے فرمایا کہ زہو ہوئے حاصل اس سے دنیا کے تھو

ہے ضرور جو کرے اسکی تلاش حب دنیا ہے بلائے جان تراش

کذب و بہتان و فریب و افترا بخل و طمع و تہمت و شرک و زنا

ایک خیر اسکا ہے زہر جانگداز تو ہے طالب سبکا باللہ یا نیاز

جاکے پھر دلالہ نے تقریر کی کیسے کیسے طور سے ترغیب دی

فن وہ اپنے خرچ سارے کرچکی لیک عورت نے نہ اسکی ایک دی

ہر نہیں کا لفظ گرچہ نفی کا پانسو کا لیک وہ اثبات تھا

زید نے مارا نہیں تو کیا ہوا مارنی کا فعل تو ثابت ہوا

تھی نہیں ان کی بھی دس کے ایفا طالب پانصد تو بھی وہ ہو گیا

تو دسوں جس انتہا کر حق میں فنا تا عوض اسکا لے بے انتہا

محنت و کم تر ہو اسکی و جہات سمجھ کب اعلی کو بندہ کا گمان

دے ہزار اسکے عوض لطف خدا ایک وہ تا گر زمیں میں تو فنا

لائی دلالہ پیام پاس کو ہو گیا تا جیا ہر دو وصل جو

خرچ کرتا سب یہ اسکے نام پر پانسو ہو تو دیے اس پاس اگر

شہر میں اسباب کا چرچا ہوا پر اسکی وصل کا چرچا ہوا

دو دیدم آتے تھے ہر سو پیام سو روپے تک ہو چکی نوبت کلام

ہے یہ مرغیب اسرار نہان میں کہاں دس روپے دینے کو کہاں

سوچکر دلمیں پانزاں کے جواب ہے جو دس وصل جان پانصد جناب

جسکو آنا ہو سو لاوے پانسو ورنہ وہ اسمیں کسی کچھ گنگ و

گذری ان باتوں کی اندر مدت شب پانسو کہاں رہی عورت طلب

قدرت حق نے یہ سب ٹالا ہر سبب ایک تاجر آیا وہاں اور ہوا

اُسکے ہمراہ تھی معروف کا اور ہوا شہوت سے تاجر بھرا

مین ہیون اندہی اور تو ہو راہبر
جو کبھی مرشد کے کہنے کے خلاف
جو وہ کہلاوے اسکو ہو وہ نوش جان
اختلاط خلق ہے تجکو تو سم
حکم ہو بیمار کا نوع دگر
یعنی جو تجکو کری بندہ گمان
سست تجھکو کرے وہ خفار کرکر نشان
ہو ولیکن جسیت اسکا اعتقاد
امتحان مین جو ہو ثابت قدم
تو سمجھتا ہے جیسے زر خطیر
کم تجھے دے کوئی یا نقد سو اگر
اپنا سب اسباب ظاہر کر درست
گو کر ہے تو اس بلا مین مبتلا
جب تلک مین ہو باب یہ توبہ کا وا
پھر اگر صادر ہو استغفار کر
الغرض اپنے مکان مین آکے زن
تجھسے ہو بد فعلی و خیرہ سری
گذری زاری مین ان گذرا تمام
مستی وہ کاجل سی ہو کر وہ درست
پر سرہ بیٹھی وہ رشک پری
سو طرح پیغام آئے خلق کے
ناگہان ارد ہوا ابن امیر
سیر کرتی تھی کھڑی زن بھی نہان
قدرت حق ہے جو کچھ چاہے کرے
لغو کی یوسف کی کہانی بہا

ہاتھ مین تیرے ہے اپنا خیر و شر
ہو وہ مرد حقیقت و رہ دولت
تیری جد پر ہیزی ہے نقصان جان
اختلاط اسکا ہے تالیف اہم
اپنے اوپر کر قیاس اور کر نظر
مین جو ہی کرتا ہون قدرت سے عیان
مین اسی وہ نیچ مین ڈالون بیگمان
دلمین جو مانگی وہ ہی پاوے مراد
سو بجا وہ مطلب کو اپنے پیش کم
ہے زیادہ و ورد کر وہ دان حقیر
تو کبھو مت ملتفت ہو جی ادھر
کار حق مین وہ دے چالاک و چست
دل سے لیکن چاہیے اسکو برا
ہے ندامت سو گنہ کے فائدہ
رہ تو اپنی کام سی تو بخیر
خوف ہو حق کے وہ موہ لوہ زن
تجھسے ایسا حلم بتر پر دری
آگیا اتنے مین سر وقت شام
و دربانی کی لیے سامان سب
اپنے دکھلاتی تھی شان دلبری
لیک آسنے اک قلم سب دیکے
اس سرا کے پاس با فوج کثیر
آگئی اسکی سواری ناگہان
جسکے ۔ لاکھ چاہے جب پھیر دے
دل زلیخا کا کیا ناگہ لگا

گر نہیں چاہے کوئی تنہا مین رہے گر
آپ پر مت کر قیاس اصفیا
تجکو ہر شہر مین ہو لازم احتیاط
اختلاط اسکا ہے تالیف قلوب
یون کہا حاجی نے اے عجمی
اسکو گر بخشش کا ہو راسخ یقین
تجھے ہی زر اقیو ہر گر یقین
اسمین کرتا ہے دلے وہ امتحان
دلمین اپنے جیسٹ کر تو اعتقاد
وہ ہین مین تیرے بہت ہین یا نسو
لے روپے اور جا کر اپنا کام کر
شب کو صادر ہوا گر تجھسے زنا
گو گنہ دن مین کرے ہفتاد بار
وقت توبہ صدق نیت شرط ہے
اور تلافی خون کی جا انکی
ہے لگی کہنے کہ اے میرے خدا
کر کے تو اپنی خدائی پر نظر
کرکے وہ آراستہ اپنا بدن
اور اجوڑا ایک شبنم کا بنا
پھر اک اسکا جان سے شایق ہوا
گذری جب انکار مین تھوڑے سے رات
متصل آن جا کے ادھر اکیا
دیکھا گر زن کو وہ ابن امیر
کر دیا مجھکو لیکن پر خدا
پھر آئی وہاں سے زن چلی

لغو کا چاہو تو رستہ دے بتا
تو ہو مذوق اس کے پانی ہو مرا
کب فرو کرتا اسکو اختلاط
تجکو خلوت اور تنہائی ہو خوب
یاد رکھو تو عند ظن عندلی
مین تجھکو نگا بیشک یوم دین
رزق کی ہرگز کمی اسکو نہین
چاہیے تجکو بندہ جانیم جان
صدق دل سے مانگ پھر اپنی مراد
ہین وہ بانڈری ہے کم اے نیک خو
سیر کے کہنی پر دے رکھنا نظر
دن کو تو توبہ سے کر اسکو فنا
جب کرے توبہ تو بخشے کردگار
گو گنہ صادر ہو تجھسے پے بہ پے
خاطیون کیواسطے رحمت نبی
تجھسے ہو یہ فسق تجھسے یہ عطا
فعل یہ ہی میرے یارب در گذر
بیٹھی اک موڑھی پہ وہ غنچہ دہن
جیسے سورج پہ ہو کالی گھٹا
حسن پہ اسکی ہوئی خلقت فدا
قدرت حق کی ہوئی یون ان روداد
شہر مین اک شور و غل برپا ہوا
ہو گیا دام محبت میں اسیر
حسن اسکا گرچہ کچھ ایسا تو تھا
تختہ آدھر اسکو ہوئی دینے لگا

تھا سبب اس فعل کا یہ قدرتی — دیکھنے والے کے دلمیں کچھ گئی
ہے مسبب ہر سبب کا کردگار — غیب سے کرتا ہے اسباب آشکار
تو جو کچھ کرتا ہے سارے کاروبار — ہیں فقط تقدیر کی یہ اعتبار
کر اسباب آ استمداد تدبیر سے — خوف کیا ہوتا تجھے تقدیر سے
شوق سے تو کام میں تدبیر کر — پر توکل دل سے رکھ تقدیر پر
کسب کو رزاق تو اپنا نہ جان — ہے اسیکا یہ بھی رزاقی کی شان
گر نہ دیوے زور جسم و دست و پا — کسب تو ظاہر کرے کیونکر بتا
جو کوئی اس راہ کے ہیں راہبر — انکی رہتی ہے مسبب پر نظر
پھر دیا کیسلیے موسی کو راہ — مچھلی کیونکر رکھتی اپنی کو نگاہ
غار کے اندر محمد مصطفے — کافروں کی حس سے کیوں مخفی رہا
ہیں یہ سب اسباب قدرت کے ظہور — گر موثر انکو سمجھے ہے قصور
یاد آیا مجھکو انکا اشتیاق — اب ٹھہرتا ہوں نہیں تاب فراق
کی بیان سب اسکی شانیں پیر نے — شکل و صورت میں تھی بہتر سنگ سے
ایک سے ایک اسکا ہے مرغوب تر — کیسے کیا شیریں زبان تھیں خوب تر
پہلے بھی ناچار تھا جو پایمال — سنکے یہ باتیں ہوا آشفتہ حال
اب وصل یار سے نار فراق — بھڑکی جب کم ہوا وہ اشتیاق
زن کی پیدائش ہوئی ہے مرد سے — ناقص اسکے باطن کو کرے
ناقص العقل انکو ہے خاطر کیا — مرد سے نسبت ہو کیسی انکو تا
عورتوں میں خوب ہے پوشیدگی — اسکو اسکے ساتھ ہو وابستگی
مرد سے ہے عقل کا زن کے کمال — ورنہ زن کو ہے خرابی بال
پر زن سے مرد کو کہنا بجا — اسی کی گویا ہے بیعت دیا
کی نماز ہو گر ادا اسے نماز — با خشوع و با خضوع و با نیاز
خود نکلتی ہو وہ زن رات کے — پیر مرشد کی گئی خدمت میں کہ
دست بستہ ہوکے پھر کہنے لگی — جستجو جو کچھ خطا مجھسے ہوئی
تھا ترا ارشاد بالکل کیمیا — جہل سے میں کچھ نہ سمجھی مدعا

تھا لکھا تقدیر میں اسکے زر تا — غیب سے اسکا سبب ظاہر ہوا
زور کو چھوڑ کے تاجر کا دیار — کھینچکر لائی اسے تقدیر کار
تیری حیا سے ہو اگر ہوتی درست — تو نہ ہوتا کام تیرا کوئی راست
تھا اگر ہوتی نہ حجت تدبیر کار — ہو مطابق اسکے گر تقدیر یار
ہو دوی کا سبب حیثیت نہ کا — کسب کو سمجھے وسیلہ زاد کا
گر نہ دی وہ فہم یا ذہن و ذکا — کسب کرتا کیا ہمارا یہ بجا
تو جو ہو پیدا اسباب خراب — ہیں سبب ظاہر کے باطن کے حجاب
ہوتی گر اسباب ظاہر کارگر — آگ کیوں گل ہوتی ابراہیم پر
کوہ کیوں داؤد کو دیتی پناہ — پشہ کیوں نمرود کو کرتا تباہ
غار کے اندر پیمبر کو دو مار — دشمن سے کرتا نہ کیونکر دلفگار
کہتا میں کچھ اور راز مستتر — ہے تری زن گر ہوئی منتظر
الغرض پہونچا وہ با پیغام پیر — جاکے تاجر کو مفصل دی خبر
غمزہ و ناز و ادا و حسن بتان — چشم و گوش و عارض و لب ورد ہا
مشتہر رفتہ ہوا اسکے ہو بہ حال — گلشن خوبی کا ہے جو تو نہال
با انسو دیکھ غرض اسکو ملا — پھر وہ در وہ وصل ہو زن کے ہوا
سو دل دھیان تھا ہو اسیر فدا — درد دل کے مرد کی زن تھے دوا
یہ بھی ہے انعام و الطاف خدا — ذکر ہے قرآن میں اسکا جابجا
احمقی سے میں ہوا اسیر فدا — خشم و غصہ مرد کا سب اٹھا
سمجھے اسکی ظلم اور جور و جفا — احمقی سے اپنے حق میں کیمیا
کیونکہ میں زن کو تھی خط اجماع — مرد سے صد باطرح کے انتفاع
ہوگیا جس وقت ہنگام سحر — ہوکر رخصت آئی عورت اپنے گھر
ہاتھ اٹھا اور مانگ کرتی ہے دعا — لائی سجدہ شکر کا پھر وہ بجا
رکھکے وہ سارے روپے زیر قدم — صدقے اور قربان ہوتی ہے مدام
میں حماقت سے جو کی تھی گفتگو — جہل سے ہو نہیں سکا کہنا کو
تجھسے جو روشن ہو مثل آفتاب — جیسے ہیں اسیر ہزاروں کے نقاب

نظم کی ہے اسلیے یہ داستان
یہ تری قسمت مین کاتب لکھ گیا
چلیہ یکا سانگ تو عالم کو جان
منہ سے تو کہتا ہو قادر کو دولے
فی الحقیقت ہو اگر بنیا خدا
ہم لیں وہ اگر بیٹھا امیر
ہین زن دنیا بھی ابار عذا
منو تعجب ہو اوصاف خدا
ہو اگر ایمان کچھ تجھمین بو
حال تیرا ہین یہی اے مرد وفا
ہے یہی بہتر کہ کیجیے بیان
غور کر دیکھین کہ تو ہو وہ امیر
طبع تیری جفت ہو اے بیخبر
غلبہ جس خصلت کا ہوگا ای پسر
دو پسر ہین عقل و روح اے جوان
عقل گمرہ دنیا کے ہو جنجال مین
چھوڑ کر عصفور دنیا مرد کار
پوچھ حکمت تو کبھی کوئی پیر سے
ترک کریگا پیر کی خدمت سے ننگ
پیر اس ہو کے ہین اصحاب رسول
حضرت پیغمبر شمس الضحی
انکے افعال خصائل پر نظر
ہو کوئی سنی گر کرے انکے خلاف
کر رہی جو کچھ اماموں نے کیا
نفس کو تو دختر زانیہ جان

تاکہ تو بھی سمجھے کچھ راز نہان
حک ہو وہ تدبیر سی امکان کیا
کل ہو جسکے ہاتھ مین وہ مہربان
ہی سنا قصہ قول تیرا فعل کے
کیا ہو جرات کیون ہے گستاخی بنا
ہو وہان بہشت سے تو رندہ حقیر
آنسے کیونکر کہہ سکے ہو تو زنا
جب گناہ و فسق ہو ہی مبتلا
کر مطابق فعل کو اور قول کو
کر دیا رمز و کنایہ مین گدا
حال ہین غیر و نکی سب راز نہان
اور شاہنشاہ ہو رب قدیر
جس سے پیدا ہوئین دختر اور پسر
دختر واجب ہے تراشش کل ہے
دختر این نفس جگر دل اپنا ہو کو بان
ہو جو بیمار روح بد تر جال مین
کرتا ہو یہ معافی کا تکرار
تاکرے آراستہ تدبیر سے
روح کا گھوڑا رہیگا کمہ تنگ
ایک سو ایکسو ہو زیادہ بر عدول
سبط پیغمبر علی مرتضی
جو حدیثو نمین ہے دل سے غور کر
تو وہ سب دنیا ہو زور روان
ورنہ یہ شیعہ بنا تیرا ہے کیا
فعل بد تیرا ہو راغب ہو زمان

مت ہو نازان اپنی تو تدبیر پہ
ہو جو کچھ حق مین ترے حکم قضا
ہے تری مقصود کی او پر نظر
منہ سے تو کہتا ہو گر حق کو علیم
بیٹھا جو خلقت کے پیچھے شاہ اگر
کب لگا وی اسکے تو بانہہ کو بات
گر سمجھتا ہو خدا کو تو بصیر
تجھمین ہرگز کچھ نہین ہی باکی بو
منہ سے کہتا کچھ نہین ہے کارگر
کیا زن فرزند اور کیسا امیر
منتر وہ سمجھے گا جو فرزانہ ہو
جنگ وہ کیا ہو کہ سب دنیا کی کام
ہین خصائل تجھمین جو کچھ نیک بد
چاہیے تفصیل اسکی کہہ تجھے
صید دنیا کا ہو بس صید حقیر
روح ہیری اسپ پیر کو ہو سوار
پیر کے کہنے پہ تک کراد رو
پیر کے کہنے کو لا دل سے بجا
پیر کا کہنا سراسر ہے بجا
ہین ہدایت کے فلک کے وے نجوم
آلی سب اولاد و اصحاب کبار
شیعہ او سنی بنتے ہو گذر
شیعہ ہو کر کرے برعکس کام
منہ سے کچھ کہتا ہو کرتا کچھ اور ہے
نفس کا جو کام ہو سو بد ہی

سونپ دے ہی سب کام کو تقدیر پر
ڈھونڈھتا تو انکے تقاضا ہو دوا
صانع اصلی کو ہے بے خبر
فعل بد کرتا ہو پھر کیون ای لئیم
کر سکے کب تو زنا اے خیرہ سر
کر سکے ہو کب زنا تو اسکے سات
تو زیادہ خس سے بھی ہوتا حقیر
سچ کہنے کو مرد پھر دل سے تو
ہو نہ جبتک قول کا دل مین اثر
ہے یہ حال اپنا ہی اے مرد خبیر
احمقون کی واسطے افسانہ ہو
جنمین تو مصروف ہتا ہو مدام
ہو کے دامنگیر یہ مثل ولد
لقمہ ہی مولوی ہین دیکھ لے
طالب دنیا ہے مردہ باز گیر
سو و تدبیری ہو لیکن وہ ہر حال
جب پسر ہو وہ اسپ تیز رو
پھر فلک پر اپنی گھوڑی کو اڑا
ایک ذرہ ہو مخالف یا سزا
جس جس معرفت بحر العلوم
پیر راہ دین ہین اے مرد کار
پیروی پر انکے رکھ اپنی نظر
ہو وہ شیعہ یا سنی بالکل تمام
تھا معاذ اللہ کہتے اونکا طور
نفس تو ترک کے لائق گردن زنی

کہتا تھا دم دم مین پھر کر وہ وام
نام کیا ہر اُسکا رہتی ہو کہان
پاس جب بستی کی جائے رات کو
سنکے اُسکا حال وہ شیدائی ہوا
چین عاشق کو بھی ہوتی ہو کہین
کب ہو تیری دلمین جب دل جا
صبح کو تجتی ہو نوبت کی وہان
ہو کر رخصت زن بھی اپنے آئی گھر
الغرض اسطرح شب کو بالدوام
پھر کوئی ہر شب کو آ دی تھا عیان
کیونکہ ہر شب زن کی قسمت مین زنا
اپنے رہنے کے لیے زن نے وہان
پاندیین دو چار خدمت کیلیے
آتش و زر لبقت و مشجر ادلا
دمبدم ہوتی تھی سوجی سحر فلا
گو کہ کی منت سماجت بشیار
ہو گیا دل اُسکا غم سے پاش پاش
جب نکل کر شہر سے حاجی چلا
پھر ملک سے پیر نے تفتیش کی
جب فرشتہ نے جواب اسکو دیا
حقتعالی کا ہوا مجھپر عتاب
کر کے سو تدبیر مرد مالدار
کیونکہ ہر شب اُسکی قسمت مین زنا
جب سے اس عورت نے کھائی ہو قسم
راز غیبی پوچھکر تو نے کیا

چھپ گیا کیونکر زیر انبار داد
پیشہ کیا ہی کیون کھڑی تھی یہان
پانسو پہلے روپے لیتی ہو وہ
پانسو دیکر لیا جھٹ پیلا
جب تیین مین شوق کو دیکھو نہین
میل خاطر ہو اگر سوئے الہ
راہیے مقصد ہوا وہ نوجوان
معصیت سے سب کے لیکن چشم تر
آتا تھا کوئی نہ کوئی داد و یار
پانسو سے جس زن کو وہ جوان
تھا بلا تاخیر و مہلت کے لکھا
خوب ہوا یا تکلف کا مکان
مول لین تا اُسنے خاطر خوش کیے
دل نے جو چاہا وہی اسنے کیا
مرد حاجی پر ہمیشہ دلربا
لیک حاجی نے نہ مانا زینہار
دمبدم کھینچے تھی آہ جان خراش
وہ فرشتہ تیسرا حاضر ہوا
کسلیے پھرتے ہو صحرا مین اخی
راز ناگفتہ کو تجھسے کہدیا
اور ملا مجھکو یہ کار ناصواب
لاتا ہون ہر روز اُس بستی مین لا
حکم حق سے مین نے اول تھا لکھا
پانسو سے مین نے لو نگی شب کو کم
اس بلا مین مجھکو ناحق مبتلا

آخرش دلالہ سے تفتیش کی
حال دلالہ نے اُسکا ایکبار
آٹھ آنہ پہلے تو معمول تھا
جب تیین آوی نہ وہ زر کے چمن
عشق کا گر تجھمین بھی ہووے اثر
رات کو وہ دونون مشتاق وصال
ہو گئی سیج محل مین سے بدر
لیک تب بدلتا ہر قسمت کا لکھا
صاحب قسمت امیر نامدار
دیکے مبلغ پانسو اُسکی تیین
مدت اک ماہ جب ہوئی بسر
فرش و چھت سے کر کے درست
زیور اور پوشاک گونا گون بنا
رہتی تھی عورت ولیکن صبح و شام
کر کے آخر چند بند دلپذیر
رخصت اُس سے جب ہوا وہ مرد پیر
غم کے ہاتھوں سے ہوئی وہ کوٹ پوٹ
بر طریق سنت خیر الانام
تجکو اس جنگل مین کیا ہو گفتگو
تھا مقدر اُسکی قسمت مین جو یار
لاتا ہون ہر روز مین کر کے تلاش
تاکہ دیوے اس زن کو وہ یا نصف دے
لیکن جو کرتا یا اقتدار راز
جب سے ہی مجکو بھی یہ حکم الہ
حال یہ کہکر ملک غائب ہوا

یہ جو زن بیٹھی تھی اُس حالکو تجھے
کر دیا سارا مفصل آشکار
ہو کے تائب بڑھ گئی اُسکی بہا
شوق سے اُسکے جوان تھا نوروزن
کام سے دنیا کی تو ہو کور و کر
وصل کا پیتے رہے آب زلال
مشتری در زہرہ با شمس و قمر
گو کہ نین ہوتے رو تو دے بہا
یا کوئی تاجر بہت سا مالدار
اُس سے ہوتا تھا سدا خلوت گزین
اور ہوا حاصل بہت سا مال و زر
چھپر کھٹ اور ڈوریکا سب سامان جہیز
سب لباس آراستہ اپنا کیا
پیر کی خدمت مین حاضر بالدوام
زن سے پھر رخصت ہوا وہ مرد پیر
دام غم مین ہو گئی عورت اسیر
بال اپنے سر کے سب ڈالی کھسوٹ
مرد حاجی نے کیا اُسکو سلام
کیجیے کچھ ہم سے بیان احوال کو
کر دیا وہ مین نے تجھسے آشکار
اک امیر نامدار و خوش قماش
اور روپے دیکر زنا شب کو کرے
سیلے بر مجھپہ یہ رنج و رانا
پھرتا ہون اس جستجو مین۔ تباہ
اور حاجی حرم آگے چلا

سو ہر اد ر قطع کرکے یہ سفر — راہ میں ہوتا ہے اسلئے بے خبر
ہے وطن اے بےخبر سونے کی جا — تو وطن کی راہ لی پانوں اٹھا
ہر تجھے در پیش وہ خوابگاہان — جسکا ہو سکتا نہیں ہرگز بیان
اس وطن سے ہے مراد اصلی وطن — نے دمشق و مصر و دہلی و ختن
نی عراق و یزد و بغداد و یمن — کعبہ و یثرب ہرات و نی دکن
یہ وطن ہیں خیرہ دنیا ہے دنی — کب پسندیدہ کرے انکو نبی
ہے وطن کی حب ایمان کا نشان — وہ وطن ہے اور اے مرد جوان
اس وطن کو جاتے ہیں بے وطن — وہ وطن ہے اس وطن کا بیخ کن
ہے وہی اصلی وطن اے بے وطن — تو مسافر ہے یہان پس خستہ تن
وہ وطن ہے جان بلکہ جان جان — جان جان کیا بہتر از جان جہان
یہ جہان کیا ہے کہ جسکی جان ہیچ — وہ جہان جس سے بشر حیران ہو
ہر بشر کا اسجگہ کیا مرتبا — فہم اسجا میں ملک کا بھی نجا
کیا فرشتہ ہے کہ مارے دم وہان — ذنگ میں اسجا پہ عرش و فرشیان
ہے وہان نے عرش و کرسی ملک — نے زمین و اسمان شمس و فلک
اس وطن میں بھی دوئی کا سر قدم — میں بھی رکھہ سکتا نہیں آگے قدم
ہو فنا فی اللہ جی بے جی ہوا — مثل قطرہ بحر وحدت میں ملا
آب کوزہ آب جام و آب برف — آب باران آب سیل وہ چاہ ژرف
بحر سے جبتک جدا ہیں کر تمیز — ملگئے تو ایک ہیں سب اے عزیز
بارمیت اور میت لے بسر — صاف اس تیتے کی دیتا ہے خبر
تجکو یہ بننا ہو حاصل اگر — دم یہان مت مار تکبر کو در کر
اسلئے کہتا ہے وہ خیر البشر — تو مسافر کیطرح کر یان گذر
دیکھ مت دنیا کی دل سے لگا — تو مسافر ہے یہ عالم ہے تیرا
تجکو کیا اسکی پرستی سے ہے کام — ہو وطن کیطرف اپنے تیز گام
اس سرا کو چھوڑ کر وہ جستجو — جس سے ہو تیرے وطن میں سرخرو
اس وطن کی گر نہیں جب اے پسر — ہے ترا ایمان سست اے بے خبر
راہ کے اندر ہیں لٹیرے رہزن ہتیار — تیز چلا ہے تو رہ تو ہوشیار
کھول آنکھیں ہوش کر غافل نہو — رکھ ہمیشہ راہبر کی جستجو
اس وطن کی ہے بہت خونخوار راہ — جو چلا تنہا ہوا خوار و تباہ
اپنی خود رائی سے اسجا در گذر — کر تلاش اچھا سا کوئی راہبر
ورنہ ہو شیطان تیرا پیشوا — قعر دوزخ میں تجھے دیگا گرا
دیکھا ہو جو راہ تونے بارہا — جا اگر تنہا تو اسکو بھول جا
خواب میں بھی راہ جو دیکھا نہین — ہن فلادر کی دہی ہو طلمی کہیں
راہبر اس راہ کے ہیں انبیا — ماسوا ان بحر ذات کبریا
برزخ جامع ہیں بیشک انبیا — نی خدا اور نی خدا سے یہ جدا
گر نہ ہوتی ذات میں حق کی فنا — نفی ہاری بارمیت کی ہے کیا
گر نہوتا فعل انکا فعل حق — ماہ کیون انگلی سے ہوتا دو شق
اصل سے اپنی ہوا ہے تو جو دور — ہے تقلبات ظاہر کا غرور
ہو تو اُئی ہی بجز اصل الاصول — آپ بنتا ہے ظلوم اور جہول
آپ سمجھتا ہے وہ تجکو امین — خود رکیون کرتا ہے تو اتنا یقین
وہ امانت جسکی اے مرد خدا — کانپتے تھے بوجھ سے ارض و سما
تشنہ رہ حیران تجھے غور — خائف و لرزان تھے سب کون و مکان
اس امانت کا ہوا حامل بشر — تو خیانت اس امانت میں نکر
وہ سمجھتا تجکو کہتا ہے امین — تو بنا ہے آپ خائن مرد دین
وہ کرے ہر جا بجا تیری ثنا — آپکو بھی تو نہیں پہچانتا
آپ کا بھی گر نہیں تو آشنا — کنہ کیونکر غیر کی تجھ پر ہو وا
خاک تیرے علم اور تدریس پر — آپ سے ہے تو ہے غافل بے خبر
اتنی مدت تک کیا تحصیل علم — لیک کچھ سمجھا نہ تو تحصیل علم
علم کیا ہے اور ہے کس کام کا — تو رہی جہل مرکب میں رہا
تو تو ہے نا تراشیدہ کبھی ہے — سنگ آہن تا ز نادیدہ کبھی ہے
پڑھ چکا توضیح و تلویح و شفا — مسند و کشاف و کنز و ملتقی

جب تو دنیا شہوت حرص و ہوا نفس ہے دن رات اسمین مبتلا
پیروی تو مرشد کامل کے کر تا بدی کچھ کم ہو اسکی ای پسر

بحر وحدت مین نہو گر تو فنا دور کب ہو نفس سے میل زنا
بوجھ لیکن کوئی حکمت پیر سے کم ہو تا اسکی بدی تدبیر سے

جسطرح حاجی نے زن سے ای فتا نسبت سابق زنا کم کر دیا
صحبت کامل ہی ایسی کیمیا ہو مس تیرہ ترا انس سی طلا

ہے مس تیرہ ترا قلب سیاہ صحبت کامل سے گر پاتہ کاہ
قلب مین تیرے نہین کچھ نور اگر تجھسے سو درجہ ہے بہتر گاؤ خر

تاج کر منا کو کیون کرتا ہی خوار ہو نشین اگر ہے تجھمین ننگ و عار
اس دوئی کو حرف کو دل سے اٹھا آپ کو کر راہ مین حق کے فنا

ہو وہی وادر تری سمع و بصر گنت سمع پر ذرا کر تو نظر
ہو نہ جبتک محو ردی گلعذار سر غیبی کب ہون پر آشکار

ای خدا اے قادر عرش بلند توڑ میری قید جسمانی کے بند
کر طفیل پر قلب کی میری نظر داد کو میری پہونچ ای داد گر

روح کا میرے یہ نہین ہو حال ہی ہویدا تجھپہ سب ای ذو الجلال
اتنی وسعت پر بھی یہ کہ زمین میری نظرون مین تنگی سے کم نہین

گوکہ مین سمجھون ہون روحانی الم لیک تجھ تک کب پہنچ سکے ہین ہم
تیری منزل گاہ عرش لا مکان جسم میرا خاک تیرا اوج کہان

تو بری ہی فہم و وہم و ادراک سے انس کیا تجکو ہو تیرہ خاک سے
لطف تیرا ہان مگر ہو چارہ گر کر دی خاک تیرہ کو ہم سنگ زر

ہو خاک جسم ہو از کیمیا دل ہو رحمت سے تیری کان طلا
وہ طلا اور کیمیائی ہی کچھ اور کر مری کہنے مین کچھ تو بھی تو غور

وہ طلا ہی نہین اس سے خوف ہے یہ طلا گردن کا تیری طوق ہے
کیمیای باطنی کی کر تلاش مت ہو مصروف و پابند معاش

ذکر حق ہی روح کی طیب غذا تو ہی خاک کی خاک پہ ہی تو فدا
مال و لحم و شحم و قند و بے ثمر خاک ہین سب خاک ہی تو درگذر

ف بیان اسکا مضمون کا سابق مین گذرا ۱۲

بیان ہی معنون اس حدیث کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل رہ تو دنیا مین مانند مسافر کے یا گذر کرنیوالیکے یعنی الفت محبت کسی سے مت رکھ

کر تو یون اوقات دنیا مین بسر جسطرح ہو ہی مسافر در سفر
جھگڑا اور قصہ کسی سے تو نہ ہم بغض و کینہ دل مین نے کا دنس کہہ

کچھ غم گشت و نہ کچھ فکر بنا منزل مقصود کو جائے چلا
قطع مین منزل کے وہ مصروف ہے نی کسیکا خصم و نے مالوف ہے

تہر سو الفت نہ کچھ جنگل سے کام ہو وطن کا اپنی طالب بالدوام
رات دن جاتا ہے وہ سوی وطن کھینچتا ہے کلفت و رنج و محن

بلکہ وہ تنہا ضعیف و ناتوان عاجز و زار و نزار و خستہ جان
دلمین کچھ عجب وہ نہ پندار و غرور نی تکبر نے تجبر نے سرور

نی کسی سے جنگ نی کچھ شور و شر ہی یہی منظور کر قطع سفر
ہی یہی دلمین خیال اسکے نہان ایک دم کیواسطے تو ہی یہان

تجھپہ سختی گر کرے کوئی بشر اسکو بھی آزردہ و ناخوش نکر
ہر وطن مین بھی تجھے ہر دم سفر آمد رفت نفس پر غور کر

ہر نفس مین منزلین کرتا ہے طے کاروان عمر تیرا پے بہ پے
آنکہو ہر دم مسافر تو سمجھ ہر نفس کو سانس آخر تو سمجھ

خواب بیداری مین تجکو ہی سفر اس سفر سے تو ہی مطلق بیخبر
ہر نفس تیرا ہی بھائی ایک گام بعد طول عمر کرتا ہے تمام

سانس تیری تیز آرہ ہے بچے قطع نخل عمر مین مصروف ہے
تو مسافر ہے سرہ ہر دم روان تجھپہ کیا غفلت ہے اور خواب گران

فیض کو صحبت کی یہ وجہ اتم
لے لیا اصحاب نے بے کیف و کم

عابد و زاہد ولی پارسا
سب مین اصحاب نبی کے خاکپا

مالقی اُنسے ہین گو رتبہ مین کم
پچھلون کی نسبت مین یہ خیر الامم

صحبت کامل ہے یہ از کیمیا
جسم خاکی کو کرتے ہے وہ طلا

کیمیا کرتی ہے تانبے کو طلا
اُنسے حاصل تجکو ہو قرب خدا

ہر لب دریا مکان جان فزا
دیکھکر اُسنے جمایا بسترا

کیون نہ وہ جنگل مین ہو گوشہ نشین
گنج ویرانی مین ہوتا ہے دفین

ہر جہان ویرانہ ظاہر مین ہین
جہان تو گنج معانی ہو وہین

اسکے مقدم سے ہوا صحرا وہان
جلوہ گاہ قدسیان ہر دم یہان

مور مار و ضیغم و گرگ و نہنگ
ماہی و دراج و طاوس و کلنگ

جب وہ ذکر یاد کرا اللہ کا شروع
ہوتا تھا جوش طیر کو دلمین خضوع

جو ہوا صحبت مین اُسکے بار آ
تھا اگر وہ رد ہوا وہ آفتاب

پایا جو صحبت سے کچھ دل پر اثر
آتا وہ خدمت مین اُنکی بیشتر

کرکے ترک غنا کے اور بیہودہ عمل
بیشتر دن ہوتا حاضر بے خلل

سنت سے اُسنے کہا جو رد ہوا
اسکا کہنا تھا گویا حکم قضا

تھا یا دوست بے شہ کو اعتقاد
جسم دو ہستو ہین لیکن اتحاد

ہین وہ جملا ایک گو ہین جسم دو
وہ دو دلو نکو جیسے باہم ربط ہو

اصل ہے ہر ایک کی نور احمدی
شمع کو ہر اک کی روشن جیسے دی

ہے اُسیکے نور کا سب مین ظہور
تو جدا سمجھے یہ تیرا ہے قصور

پاس اُس درویش کے تھی اک دوا
اک تھی اوسمین وہ کھاتا سدا

روبرو شاہ جہان کے بار ہا
کھائی تھی لیکن حقیقت نے وہ دوا

ضعف دل سے ہو گیا ایسا ضعیف
رنگ زرد و ناتوان بس نحیف

آگیا اُس حالت مین شاہ نامدار
پاس اُس درویش کے زار و نزار

دیکھکر درویش نے یہ ماجرا
رکھ کے اک برگ شجر پر وہ دوا

اور دو نور اک کاغذ مین دی
پھر بہت درویش نے تاکید کی

پہونچی کب تک انکو انکی پیر ولی
گو کہ ہو کیسا ہی پاک اور متقی

کیونکہ علم و فضل و زہد و اتقا
انکے صدقہ سے اس امت کو ملا

اس طرح درجہ بدرجہ لے فنا
حشر تک جاری رہیگا سلسلہ

کیمیا کرتی ہے اسکو شکل زر
وے کرین ہین خاک کو رشک قمر

پاس دارالسلطنت کے اک فقیر
آکے صحرا مین ہوا رونق پذیر

رات دن صحرا مین وہ مرد خدا
یاد مین اللہ کے وہ مصروف تھا

جاتا جنگل جو ہے آباد بے بشر
ہے وہ ویران معانی اے پسر

وہ مکان ظاہر مین گو ویران تھا
جو ہر معنی کی لیکن کان تھا

گرد اسکی رات دن وحش و طیور
رکھتے ہر دم مجمع یوم النشور

تھے غرض صحرا مین جتنے جانور
جان و دل سے تھے فدا درویش پر

رفتہ رفتہ شہر مین چرچا ہوا
جان و دل سے سب ہوئی اسپر فدا

ذکر اسکا سنکے شاہ کامران
اسکی خدمت مین ہو حاضر وہان

پا ادب درویش سے کرتا سلام
فیض لیتا اونکی باتون سے مدام

قوت تھا درویش کا برگ شجر
یا کوئی کوہی و صحرائی ثمر

تھی یہ عادت اُسکی صد بار دیکھکر
معتقد اُسکا ہوا ہر اک بشر

ہے وہ بھائی اتحاد معنوی
نفس واحد جسکے ہین لاکھون تن

معنون مین ہین متحد سب اولیا
سلسلہ ہر ایک کا گو ہے جدا

ہے وہ دل ہر اک مین خالی ہی
در نشانی نور پاشانی وہی

ہولے تو چشم دل سے دور کر
تاکہ سب واحد سمجھے اور ین نظر

تو دکر جنگل مین سے برگ و ثمر
رکھ کے اُسپر کھاتا وہ وقت سحر

ہو گیا ناگہ ز تقدیر آہ
مرض جسمانی سے لاغر بادشاہ

ضعف دل سے پھر ہوئی سستی بہ
گذرا اُس حالتمین اُسپر ایک ماہ

تاکہ بیماری سے حاصل ہو شفا
درد و رنج اُس مرض کی برکت سے جا

دے کے کھلا اُس شاہ عالیجاہ کو
فائدہ تام مرض جسمانی سے ہو

تین دن تک جو تو پرہیز کو
کوئی بدپرہیزی بھی ساتھ ہو

صدرا و قاموس و شمس بازغہ ۔ درمختار و ہدایہ مذکرہ
ایک نکتہ بھی ہوا لیکن نہ وا ۔ پہلے تو جیسا تھا ویسا ہی رہا

کیا ہوا توضیح سے واضح تجھے ۔ کیا ہوا تلویح سے لائح تجھے
قلب کو تیرے شفا سے کچھ شفا ۔ ہو گئی حاصل تو ہمکو بھی بتا

کیا سند مسند سے حاصل کی بتا ۔ کشف کیا کشاف سے ظاہر ہوا
کنز سے کیا گنج پایا اے جوان ۔ ملتقی سے کچھ بھی پایا وصل جان

صدرا پڑھ کر ہو تا صدر الصدور ۔ صدرہ پڑھکر صدر تو ہوے دور
تو نے قانون محبت سے پڑھا ۔ قاعدہ باطن کا بھی کچھ حل ہوا

ختم شمس بازغہ ساری ہوئی ۔ پہ سیاہی دل کی ویسی ہی رہی
پڑھ چکا تو درمختار اے پسر ۔ جیب میں اک بھی نہیں سلک گہر

دیکھا تو نے گو کہ سارا تذکرہ ۔ ذکر قلبی پر نہ کچھ جاری ہوا
منیہ و علنیہ و غایات المرام ۔ نور الانوار و مسلم کی تمام

لیک کچھ مطلق نہیں دل پر اثر ۔ مقصد اصلی ہے کیا تو غور کر
گوش جان سے پنبۂ غفلت نکال ۔ کہہ چکا ہوں پہلے ہی پڑھنے کا حال

ابن ادہم کی حکایت یاد کر ۔ دلکو دینے علم سے آباد کر
علم وہ ہے جس سے ہو دور رعون ۔ ہے وگرنہ وہ فسانہ بافسون

علم وہ ہے جس سے ہو نور و صفا ۔ ورنہ ہے تضیع اوقات کیا
علم وہ ہے جس سے ہو دیدار یار ۔ ورنہ وہ ہے اک حجاب استوار

علم سے ہو دلمیں نور اور روشنی ۔ علم کب ہے جس سے ہو کبر و منی
علم سے ہو عجز و فقر و انکسار ۔ علم حقانی سے ہو دل کو قرار

علم سے پیدا ہو گر دلمیں غرور ۔ علم شیطانی ہے ہو اس سے نفور
علم سے دلمیں نہو گر کچھ فراغ ۔ بیل سے بدتر ہے وہ مست الاغ

گر پڑھا ہے علم کر آ سیر عمل ۔ دام غفلت ہے نہیں تو زیر عل
علم وہ ہے جس سے ہو تو باخبر ۔ موت ہر لحظہ ہے پیش نظر

موت تیری گر رہے ہر لحظہ یاد ۔ کب ہے تجھے شوق عصیان و فساد
موت ہے سب لذتونکی بیخ کن ۔ موت کو رکھ یاد ہر دم اے حسن

موت سے ڈرتی رہیں ہیں جو مدام ۔ کب وہ کرتی ہیں خلاف شرع کام
موت کی طالب ہیں مردان خدا ۔ موت انکو ہے حیات جانفزا

جسم کی ہے روح پر قید گران ۔ جسم کو وہ جانتی ہیں رائیگان
توڑتے ہیں رات دن وہ بند جسم ۔ جی کو چاہیں ہیں نہو پابند جسم

گوش جان کو کھول غافل دل لگا ۔ یہ حکایت تاکہ دے تجھکو مزا
جان و دل سے سن تو یہ داستان ۔ تاکہ تو سمجھے طریق راستان

قصہ بادشاہ اور ایک درویش کامل کا کہ موت کو ہر لحظہ یاد رکھتا تھا اور تنبیہ کرنا بادشاہ کا

اس سے پہلے کہتے ہیں اک شاہ تھا ۔ دین و دنیا اسکی سب ہمراہ تھا
صاف طینت پاک خصلت نیکخو ۔ لیگیا تھا سرورن سے اپنے گو

مال و دولت جاہ و حشمت سیم و زر ۔ رکھتا تھا تیغ میں سب سے بیشتر
اسپ و فیل و اشتر و گاوان خر ۔ تھے حساب و حد و عدو سے بھی بدر

ہو فریدون جیسا کہ انکو در بدر ۔ فخر ہے اہل جہان کا اے پسر
تھا وہ شاہنشاہ بس صافی نہاد ۔ اہل باطن سے بھی رکھتے تھا اعتقاد

جان و دل سے طالب درویش تھا ۔ رقت قلبی سے بس دل ریش تھا
گو کہ تھا اعلیٰ برین شاہ کامران ۔ طالب درویش تھا لیکن بجان

سنتا جس جا وہ فقیر باخبر ۔ باندھتا اسکی زیارت کو کمر
جو کہ ہے جویای کامل اے بسیر ۔ صحبت عاقل ہے جنت کا ثمر

ہو بیا شک کھل چشم خانمان ۔ تھا کیا یہ کاملان دعا رسان
صحبت کامل ہے نورانی تو دل ۔ صحبت جاہل ہے ظلمانی ہو دل

ہو تغیر کی یہ صحبت کا اثر ۔ ہیں ہو جسے اسکی تک یہ ثمر
طبقۂ اول ہم خیر القرون ۔ کیوں کہ صحبت ہے تے صحبت میں قرون

بی محل پاکر یہ اپنے امتحان
متصل ولیکن ہوا شاہ زمان

کر ہو وے رحمتِ حق دستگیر
لب بھی اُسنے امیر و ہم فقیر

آتشِ شہوت ہے جزو ناریان
لیک جزو آگ دوزخ ایجوان

نارِ دنیا ہووے پانی سے فرد
نارِ شہوت آپ سے وہ چند ہو

نارِ شہوت کی کشندہ جوع ہے
رکھ صیام نفل تو بھی پی ہے

منکشف ہوں یہ گر سرِ غیب
جسم کو مو تو ساحب معنی ہین غیب

...ع لکو زنگ سی تو پاک کر
خود بخود ہو نورِ حق کا جلوہ گر

بعد مدت کو کیا شہ نے سوال
مرد عابد سی کہا ای فرخندہ حال

کر لیا مین خوب اُسکا امتحان
پیر صد سالہ ہوا اُس سے نوجوان

اُسکے زاہد نے نکالی وہ دوا
شہ کو اک خوراک سم دی کھلا

کان مین لیکن بیرا ے انتباہ
یون کہا درویش نے ای بادشاہ

بعد ہفتہ کے مریگا بالضرور
تو ہے یا گنج لحد یا خاک گور

پیر ولکو تجھے از بس آتش تھا
اس سبب یہ راز مخفی کہدیا

...ی امان اللہ شہ گھر کو اپنے جا
اُس سفر کا کر مہیا زاد لا

...ہ بہت یہ لطف و انعام خدا
باب تو یہ اُسکی رحمت ہے وا

...وت کا آیا ذہن مین دانتقا
قطرہ خون بھی گویا تیغ تھا

...نا اُس عابد کا اُسنے بار ہا
آزمایش کر لیا تھا از قضا

...ح سے محفوظ کی جو یہ سبق
اُسکا کہنا ہو سراسر صدق حق

تھر اکر گر پڑا وہ خاک پر
ہو گیا جیسا کہ مردے سے بتر

...ے شہ کو اٹھا کر اُسکے گھر
بھید کو دل کے دلی سب بیخبر

...خیال اِلّا ملک سروری
نی تلاش صورت جو روبہی

...الم سے وہ رات ساری تا سحر
عجز و زاری مین بیگمی شہ کی سبھی

...رتی تھیں سو طرح نالہ و نیاز
اُسے آنکھیں بھی نہ کی اُس شب باز

...قش لیتا ہوں جو مین مدام
ایکدم ہفتہ مین سے ہوتا ہے کم

...گی آنکھوں کی اندر نوک خار
بستر نازک شال سنگ زار

وہ شبِ تاریک اور وقت خلا
ایک جا ہی رہنا زن اور مرد کا

پنبہ و آتش کا رہنا ایک جا
ہے خلافِ عقل بے لطفِ خدا

نار ظاہر جیسکے آگے گرد ہے
سامنے اُسکے یہ بالکل سرد ہے

نار ظاہر ہووے سردی مین رکون
نارِ شہوت اُس سے ہو ہر دم زبون

نارِ شہوت سے بچی ہین مرد وین
مرد ظاہر اُس سے بچتے ہین کہین

زنگ عصیان سے ہے لوح دل سیاہ
مصقلہ اُسکا ہے ذکرِ لا الٰہ

ہے بہ بدنامی باین قلب سیاہ
دلمین جا ہے ہر کہ ہو نور الٰہ

جو دوا پہلے مجھے کی تھی عطا
اُسمین سے کچھ اور دی بہرِ خدا

وہ دوا کرتی ہے کار کیمیا
کیمیا ہے ہر وہ سو دردی سوا

نصف پھر اُسمین سے دی پھر شاہ کو
حسب مرضی تاکہ کھا اور شاد ہو

جمعہ کے دن تو کریگا انتقال
سات دن باقی ہین ای فرخندہ فال

سات دن باقی ہین چھپا ہو سو کر
لیک مت کہنا کسی سے یہ خبر

ورنہ یہ کچھ بات کہنے کی نہ تھی
اپنی نادانی سی ظاہر ہو گئی

سیف قاطع وقت ہے مہلت قلیل
تو بھی جلدی کر نکر تو ہے بین وصل

شاہ کی دلکو ہوا از بس قلق
رنگ چہرے سے اڑا اُسکے بی قلق

رنگ سوی شاہ جو تھا رشکِ ورد
ہو گیا وہ زعفران کیطرح زرد

اُسکا کہنا تھا گویا تیر قضا
کب نشانی سہر کرو تھا وہ خطا

لیک تھی اس بات مین نہ رخنہ ...
پھر لگا ہی شاہ نکتہ دان

موت دو ز ... گی مین ہو ...
دو قتا تیری ہے رشک صد بقا

دو پہر کے بعد آیا جبکہ ہوش
اور ہر کچھ دلمین تھا جو ترح و نش

رغبت زن نی خیال خواب ...
چشم گریان اور دل سے غم ...

سیکڑون غنچہ دہن والا بر ...
عشوہ سنج و گلعذار و خوبرو

ہر نفس ... مین تھا اُسکو خیال
ہے یہ بیجا ذہین کا وبال

اُسکے لیے ہر دم ...
... تھا ... ل کی دعا

گر کوئی لقمہ غذا کا لی لیا
صبر و تحمل کا دیا اُسنے مزا

تجکو لازم ہے بہت سی احتیاط
کیجو زن سے بھی نہ ہرگز اختلاط

تین دن کے بعد تجکو اختیار
ہو جو چاہو کیجیے اے عالی وقار

ہو گئی رخصت شاہ آیا اپنے گھر
جب دوا کا بھی ہوا ظاہر اثر

دلکو اُسکی بار کچھ فرحت ہوئی
اور غذا کی طرف بھی رغبت ہوئی

جتنی وہ کھاتا تھا صحبت میں غذا
اُس سے دونا و چہار اُسدن کیا

ضعف و سستی و کثافت یکقلم
اُسکے اندر سے ہوئی یکلخت کم

ہو گیا وہ دم کی دم میں تندرست
جسطرح صحبت میں تھا چالاک و چست

شام تک کھانیکو کھایا تین بار
کچھ نہ معدے میں ہوا معلوم بار

رات کو یہ غلبۂ شہوت ہوا
ضبط النفس آخر نہ اُس سے ہو سکا

جتنے تھی اہل حرم سب پر عبور
کر لیا آیا نہ قوت میں فتور

تین دن تک کھائی جو نسخہ دوا
پہلے سے وہ چند قوت میں ہوا

ایک دم ہوتا نہ بی زن کے قرار
اور شہوت سے ہوا بے اختیار

آیا پھر یہ شاہ کے دلمیں خیال
تین دن میں ہو گیا میرا یہ حال

اس دوا کو روز کھاتا ہے گدا
زن سے پھر کسطرح رہتا ہے جدا

کسطرح کرتا ہے وہ شب کو بسر
ہو سکے کب ضبط شہوت اسقدر

اس جگہ اُسکے پاس کوئی ایک حور
رات کو آتی ہے چھپی با لغرور

ہے یہ شہوت اسطرح کی بارہا
رہ سکے بی زن کے یہ امکان کیا

کیجیے کوئی ایسی تدبیر جلی
جس سے ہو ظاہر یہ راز مختفی

کر کے شہ نے دلمیں اپنے توڑ جوڑ
اک کنیزک کو دیا خدمت میں چھوڑ

گلعذار سرو قد خوبہ مین
سیم تن شکل پری و نازنین

آفت دوران بلائے روزگار
شعلۂ آتش میان غیبہ زار

رنگ و رو غارتگر صبر و شکیب
زاہد صد سالہ کو دیوے فریب

آپ پہ درویش کو کرکے قیاس
سمجھا دلمیں اور وہ نلحق شناس

آپ پر مت کر قیاس اولیا
گو کہ صورت میں ہوئی یکسان تو کیا

وہ صحیح الجسم تو بیمار دق
خر ہیں جو پھیرے گلے میں طوق رق

سیر گلشن میں وہ تو زندان میں بند
وہ شہ مسند نشین تو مستمند

خود کہاں یہ ریسمان وہ آسمان
تو کہاں نور مجسم وہ کہاں

الغرض آنے لگی وہ رشک ماہ
خدمت درویش حق میں گاہ گاہ

سیدہ و پاکیزہ و نادر طعام
لائی اُس درویش کے خاطر مدام

کر کے نک سک کو درست اپنے سدا
وقت خلوت کے وہ آئی بارہا

کر لیا اسطرح کے راز و نیاز
تاکہ مائل ہو وہ مرد پاکباز

ایک مدت ہو گئی آخر بسر
مرد عابد نے نہ کی اسپر نظر

تھا جو وہ بت روی گلعذار
جس سے ہیں یہ حسن سارے مستعار

اسکے بھی ایسی تجلی پر نظر
سامنے جسکے ہو یوسف چہرہ گر

حسن یوسف کیا ہے نور مہر و ماہ
سامنے جسکے ہیں کم از برگ کاہ

ہم تجھین کچھ راز باطن کی خبر
حور و غلمان پر ہو کب اُنکی نظر

حور و غلمان کیا ہیں اُنکی روبرو
جام وحدت سے ہوا ہو مست جو

عکس دل کا شاہ کا اُسپر پڑا
پا لیا عابد نے اسکا مدعا

آئینہ ہے مومن کامل کا دل
پر حذر اُس سے کو اسے پا بگل

دلمیں اپنے کچھ خیال بد بلا
اہل دل پر راز دل کا سب کھلا

گو نہ وہ ظاہر کریں تو کیا ہوا
یہ سمجھتے ہیں دلونکا مدعا

گر ہو وہ حال دلکا دیدہ ما
آئینہ مومن کا پھر مومن ہے کیا

گر سمجھتے وہ نہ تیری حال کو
کیون نبی فرماتا لفظ اتقو

دیکھتے ہیں نور حق سے اولیا
سب خیالونسے تو دلکے ہیا

صیقل کر آئینۂ دل کو مدام
یا خیال بد ہو بیشک لا کلام

حرم سوء الظن کے معنے ہیں یہی
جان پر درویش حق کو تو ولی

دور کر دے نہ تو پاس ادب
تجھپہ نازل ہو نہ ناحق کا غضب

راز مخفی دلمیں عابد نے رکھا
کچھ نہ ذکر اسکا شہنشہ سے کیا

حال اُسپر گو عیاں تھا مو بمو
لیک نا واقف بنایا آپ کو

ہو چکا اک سال جب کامل بسر
کچھ ہوا حیلہ وزن کا کارگر

پیغمبر خدا صلعم سے اور اسمین تمام احوال دوزخ اور اہل انکی کا ہے اور وہ حدیث نہایت ہولناک اور دہشت ناک ہے ترجمہ حدیث سے مطلب حدیث کا معلوم ہوتا ہے بسبب طول عبارت حدیث کے لفظ بہ لفظ نہین لکھی

ہو انس ہے یہ عبارت ای عزیز
ہو حکایت یہ بہت ہی ہولناک
رنگ چہرے کا مثال زعفران
با دل پر درد و با جان حزین
کس سبب پھرتی ہو ایسی سانس بھر
مجکو تم اس امر سے آگاہ کر
بولا یون جبریل اے فخر رسل
دیکھکر اس دوزخ جانکاہ کو
اس سبب ہے رنگ سارا تن کا زرد
تبکے حضرت نے کہا اے زندہ دم
بولا جبریل سنکر یا نبی
دھونکا اس سے نہو کم یک نفس
برگ کے مانند رنگ اسکا ہوا
دھونکتی تھی پھر اسے کہون ملک
شام کو جسطرح نزدیک افق
جسطرح ہون سرخ گلہای انار
دھونکو پھر انکی تیلین اتنے ہی سال
رنگ دوزخ کا ہوا اس دم سیاہ
شعلہ و چنگاری و انگار شرار

غور کر اسمین جو تجکو ہے تمیز
جسکے سننے سے جگر ہو چاک چاک
خوف سے زار و نزار و ناتوان
سخت غمناک و ہراسان و حزین
رنگ کیون اسوقت ہے جبریل زرد
راز مخفی سے مجھے دے تو خبر
باعث ایجاد ہر اک جز و کل
اڑ گیا یک لخت میرا رنگ رو
اسکی دہشت سے ہو لب پر آہ سرد
کہہ انکا حال سب نے کیف و کم
جبکہ دوزخ قدرت حق سے بنی
تا کہ مدت ایک ہزار اسپہ برس
صاف و شفاف و سفید اور ہوا
رات دن بے مہلت و تاخیر و درنگ
جیسے یہ ہوتی ہے سرخی فلک
اس سے بھی سیاہ ہے دوزخ کی آگ
حکم کا لازم ہے میری امتثال
اسکو قائم مثال درد آہ
اسکا سیاہی مین نہایت سخت نار

ہے روایت یہ نہایت جانگداز
ایکدن جبریل پیغمبر کے پاس
غم کے ہاتھون سے نہایت بیقرار
پوچھا پیغمبر نے اے پیک خدا
کیا بلا ایسی کوئی وارد ہوئی
حال تیرا دیکھ میرا رنگ فق
آج فرمایا تھا حق نے اے اخی
دیکھکر دوزخ کو جا کے ہولناک
اسکی دہشت سے مرا یہ حال ہے
حال سے اسکے مجھے آگاہ کر
پہونچا اسدم سبکو حکم کردگار
ہو گئی جسوقت مدت منقضی
پہونچا پھر بعد اسکے حکم کردگار
ہو گیے جب وہ ہزار آخر تمام
اسطرح سرخ اور نکلین تھے شرار
جب وہ میعاد معین اختتام
کہکے سب لبیک تھے مصروف کار
اب بھی ہے آگ کا دوزخ کی رنگ
ظلمت شب جسکی آگے گرد ہی

گوش دل سے سن تو راوی سے یہ راز
مسجد نبوی مین آئے بحواس
چشم گریان خستہ جان دل فگار
محرم راز جناب کبریا
جیسے ہے یہ حال تیرا اے اخی
ہو گیا اور سخت ہے دل پر قلق
کھول دو دوزخ کے دروازے ابھی
ہو گیا دہشت سے سینہ چاک چاک
کیا بیان اسکا کرون اے نیک پے
تا کہ خائف اس سے ہو ہر اک بشر
رات دن دوزخ کو دھونکین بیشمار
رنگ مین دوزخ تمام آخر ہوئی
پھر کہا دونو ہی مدت تک کہا
ہو گئی اک لخت دوزخ سرخ جام
ہون فنا جس سے ہزارون لالہ زار
ہو چکی پھر حکم پہونچا لا کلام
تیسرا بھی ہو چکا آخر ہزار
دل سیہ والی سی ہے از لب تلک
رنگ ظلمات ثلثہ سے رہی

اُس موا کا بھی ذرا مطلق اثر — کچھ ہوا ظاہر نہ شب کو شاہ پر
موت ہی سب لذتوں کی بیخ کن — موت مغروروں کی ہی غرہ شکن
تین دن اُس پر مثال ہیں سال — گذرے اور غم سے ہوا اشکل ملال
ہوگیا دلکی طپش کا جو اثر — نور حق دلمیں ہوا کچھ جلوہ گر
صاحب عرفان و کامل ہوگیا — خوف مرگ اُس مرد کا مرشد ہوا
موت کا پھر جی سے وہ شایق ہوا — جانتا تھا اس فنا کو وہ بقا
زندگی اور موت ظاہر سے گذر — تو بنا ہی جس لیے وہ کام کر
اپنی کج فہمی سے تو ہو لے پسر — عاشق سیم و زر و لعل و گہر
گر نہ چھوڑیگا تو چھینیگے بزور — تو ہی یا کنج لحد یا خاک گور
اپنی تو انجام کو بھی یاد کر — کب تلک محو تماشا لے پسر
جمعہ کو یہ مرگ کا شائق رہا — دن اسی امید میں آخر ہوا
جب سمجھا تھا یہ کچھ رمز نہان — جز عابد کے نہو گا یہ عیان
شنبہ کچھ دن جا کے اُس درویش پاس — صدق دل سے شاہ نے کی التماس
گرچہ ہے ارشاد تیرا کیمیا — لیک دا گر مجھ پہ اسکا مدعا
تاس کونسا گر تجھے ہے تو — ہے غلط تیرا قیاس اے نیکخو
بعد اک ہفتہ کے مرنے کی خبر — تجکو میں نے دی تھی اے نیکو سیر
قوت شہوانی و فسق و فجور — تیری اندر سے ہوئی یک لخت دور
چھوڑ کر لذات و نعمائے جہان — ہوگیا مصروف طاعت میں بجان
لذات دنیا ہیں سب اُن پر حرام — طالب اُن ہیں نہ جویائے طعام
تھا یہ شمہ ایک اُنکے حال کا — قلب پر تیری جو کچھ وارد ہوا
آپ پر مت کر قیاس اصفیا — گر وہ ہیں ہم شکل تیرے اتقیا
جسم اُنکا روح سی بھی ہے لطیف — جسم تیرا سخت ناپاک کثیف
تجھمیں اُنمیں فرق ہے صد سالہ راہ — گر ہو سودا اپنی قدرت ہو تباہ

کیا دوائی اور کھائیگا تبر — موت کا جس دل کے اندر ہو خطر
موت کے آگے ہیں شیر و اژدہا — گریہ مسکیں سے کمتر اے فتا
بات کچھ لب پر نہ جز حلم آلہ — عجز و زاری تھی فقط یا آہ آہ
جذبہ حق کی ہوئی ایسی کشش — کام اُسکا کرگئی دلکی طپش
پھر رہا اُسکو نہ کچھ مرنیکا غم — قبر کی دہشت نہ محشر کا الم
موت کے طالب ہیں مردان خدا — ہے حیات جاودان انکی فنا
بیخبر ہے اصل سے اپنے پسر — منزل مقصود سے ہے بیخبر
ایسی کج فہمی سے اپنی در گذر — چھوڑ اس دنیا کو اپنا کام کر
ہو وہاں لعل و گہر نہ سیم و زر — تو ہی یا دست تاسف اے پسر
آپ تیشہ اپنے پانوں پر نہ مار — کھول آنکھیں ہوش کر اے مرد کار
ہو لیا وہ روز جب اے پسر — مرگ ظاہر کا نہ دیکھا کچھ اثر
تھا نہاں اس قول میں کچھ مدعا — ورنہ کب کہتا کری اسکا خطا
عرش کی زاہد ہے اک تحریر زبان — کیا مراد اس مرگ سے تھی کر عیان
جب کہا درویش نے اے بدمزاج — تھا یہ سوء الظن کا تیرے وہ علاج
گو کرے تو لاکھ تدبیریں لعین — کب فلک پر راست ہو حکم زمین
کذب کا بھی اسمیں گو تھا احتمال — ہوگیا لیکن ترا تغییر حال
خواب غفلت سے ہوا بیدار تو — چھوڑ کر سب شی ہوا اللہ کو
جو ہو ہر اک دم کو دم آخر گمان — کرتے ہیں اے بادشاہ کامران
بدگمانی اُنپہ ہے کرتی خطا — میں نے جانا تمکہ ہو تجھ پر ہوا
تھا فقط یہ حکم بیر اشتباہ — فرق تجھمیں اُنمیں ہے صد سالہ راہ
بھید باطن کے جو محرم ہیں یار — نفس کی خواہش سے وہ ہیں برکنار
تو کری گر اہل حق کی ہمسری — ہے تیری گستاخی و فتنہ گری
گر کہے تو موت کو ہر لحظہ یاد — کب ہو تجھ سے فسق و عصیان و فساد

بیان ہے معنون حدیث کا کہ روایت کیا ہے اُسے انس رضہ بن مالک نے

ساکنوں کا اُسکے کر شرح و بیاں
کسکے رہنے کے ہیں وہ ساتوں مکاں

نام ان دروازوں کا تجھکو بتا
آگے رہنے والوں کا دے کچھ بتا

جب کہا جبرئیل نے سن اے نبی
انکا میں احوال کہتا ہوں سبھی

ہاویہ ہے اُس ستر اسفل کا نام
ساکن اُسکے ہیں منافق بالتمام

آل فرعون اسمیں اور فرعونیاں
دائما انمیں ہیں ساکن بیگماں

دوسرے طبقے کو کہتے ہیں جحیم
مشرکین اُسمیں سراسر ہیں مقیم

نام طبقہ تیسرے کا ہے سقر
صابئی فرقہ ہے اسمیں بالتشہیر

ہے ستاروں کی پرستش انکا کام
صابئی کہتے ہیں جس فرقہ کا نام

طبقہ چارم لظی ہے اسکا نام
ہے وہی ابلیس ملعونکا مقام

اور ذریات سب شیطان کی
ہوں اُسی طبقے کے اندر ماتمی

اور اُسی طبقہ میں ہو قوم مجوس
با ہزاراں حسرت و درد و فسوس

پانچویں طبقہ کا حطمہ نام ہے
ہوں یہودی اُسمیں اے فرخندہ پے

ہے چھٹے طبقہ کا نام اب جا سعیر
ہوں نصارا اسمیں اے اہل خبیر

کہکے یہ چپ ہو رہے روح الامین
جب نبی نے یوں کہا اے مرد دین

کسلیے کہنے سے تو چپ ہو رہا
ساتویں طبقہ کا بھی کہہ ماجرا

اے اخی جبرئیل لب کو اپنے کھول
ساتویں طبقہ کا کچھ احوال بول

یوں کہا جبرئیل نے یا مصطفےٰ
پوچھیے مت احوال اُسکا مصطفا

اُسکا کہنا رنج کا ہوگا سبب
اسلیے یوں کر رہے ہیں بند لب

اُسکے سننے سے تمہیں ہوگا الم
کچھ نہ پوچھو اے مظہر فیض اتم

جب نبی نے بار ہا تاکید کی
تب کہا جبرئیل نے سن اے اخی

تیری امت کے جو عاصی ہیں تمام
ساتواں طبقہ انھیں کا ہے مقام

ساتویں طبقہ میں ہیں گے وہ فریق
جو کہ ہیں بحر گنہ میں غریق

اور تائب انسی دنیا میں نہ تھے
حق نے طبقہ میں بندا انکو رکھے

ایک ہے ان میں تو بے کچھ تمیز
ہاں جو دوزخ سے ملا شک اے عزیز

پہلے تو یہ ہونگے رو سیاہ
پھر لب یہ بھی ہوگی استباہ

ساتھ شیطانکے ہونگے زنجیر میں
ہے لکھا انکی یہی تقدیر میں

طوق اور زنجیر گردن میں ہو
یہ نشانی انکی ہیں اے نیک خو

سنکے یہ اسوقت حال غم ترا
گر گئی غش کھا کی احمد مجتبےٰ

رکھدیا جبرئیل نے زانو پہ سر
اور نہ تھی کچھ غش میں مطلق خبر

جب افاقہ آئی ہو کر دردناک
یوں کہا جبرئیل سے اے روح پاک

سنکے یہ باتیں ہوا خستہ جگر
اس ہیبت کا ہے کچھ ذکر کر

سنکے جھکو ہوا ہے رنج و غم
ہر نفس ہر لحظہ سینہ میں الم

میری امت ہی ہو جائے تباہ
کیا مری امت بھی دوزخ میں آہ

یوں کہا جبرئیل نے اہل گناہ
جائینگے دوزخ میں وہ اہل گناہ

سنکے یہ وہ لگے اُسدم رسول
اور ہوئے روح الامین بھی ملول

آئی گھر میں پھر شاہ زمان
دونوں آنکھوں سے روے اشک ریزان

ہو کر اُسکو خلق سے دو گھڑی جدا
ایک گوشے میں لگا کرنے بکا

ترک کرکے خلق سے کچھ کلام
گھر میں بیٹھے رہتے غم سے صبح و شام

ہاں مگر آتے تھے وہ بہر نماز
سوی سجدہ با صد نیاز

گریہ و زاری میں تھے شب و سحر
درد و غم میں بیٹھے خستہ جگر

گذری جب چھ روز رنج و درد میں
ہوگیا غم کا اثر ہر مرد میں

ہو گئے صدیق اکبر بیقرار
یوں نبی کے دل ہوا انکا فگار

در پہ پیغمبر کے جا کر بارہا
کی بہت صدیق اکبر نے ندا

کچھ نہ پایا ایک اندر سے جواب
اور ہوا ور کا رو دو مضطرب ہا

آکے پھر دروازہ پہ حضرت عمر
در دل غمگیں سے نہایت چشم تر

کی انہوں نے بھی بہت سی جستجو
حضرت و درد و الم کی جستجو

کچھ جواب انکو نہ اندر سے ملا
پھر ہوئی ناچار رو بھی نشست پایا

پھر ہوا سلمان کا اسمیں گذر
وہ بھی اس غم سے ہوئی پژمردہ تر

ملتوں پھر رو رو کے ہوئے با چشم تر
آگے بی بی فاطمہ پہ گھر

مضطرب ہو کر پکارے یا رسول
بد کا وقت اے بی بی بتول

شعلہ میں اسکے نہیں مطلق چمک / ہے یہ چنگاری میں سرخی کی لچک
ایک سوزن کے اگر سوراخ اور / کھولدیں دوزخ کے منھ کو ایکبار
اہل دنیا سارے جلجاویں تمام / ہووے اس عالم کا دم میں اختتام
دیکھے وہ ملکائے دنیا میں اگر / اسکی بدبو سے مریں جن و بشر
موم کے مانند پتھر جا پگھل / ساتواں طبقہ زمیں کا جاوے جل
اہل مشرق اسکی سوزش سے تمام / جلکے خاکستر ہوں اے ظالم
آہن سوزندہ زیور ہو وہاں / جس سے جلکر خاک ہو جسم و جان
جب زیادہ حد سے ہو انکو پیاس / پانی کی خواہش ہو جسدم بیقیاس
پینے کو انکے ملے ماء حمیم / یا کہ خون اور پیپ یا سوزندہ کم
آوے وہ اوبلا ورلیا سرتا / منھ سے ہر اک کے ہو جاوے انفصا
پھر گلے سر سے کرے پیدا اعضا / اہل دوزخ کو نہیں ہرگز فنا
سات دروازے ہیں دوزخ کے عیاں / ایک سے تا دوسرے کی ہے گمان
طول میں ستر برس کی راہ ہے / منزلیں کوئی کرے کیونکر یہ طے
دشمن حق کا ہے وہ دوزخ مقام / درد و غم کا اسکے کب ہے اختتام
ہاتھ سیدھا کر دیں ہونچ الکمر / جیر کے منھ سے ہے آگے لادوزخ میں ام
ساتھ پھر ہر اک کے اک شیطان ہو / وہ اسی زنجیر میں غلطان ہو
الجزاء دوزخ میں ہر اک سنگین / مار کے گرز ہائے آتشیں
واسطے تعذیب ہر اک کے ملک / ہیں تعین ہر شخص پہ بے شبہ و شک
منزلوں تک گر دیں دوزخ کے لو / کچھ نہیں کسی کا خیر ازیاد ہو
یہ بہت دنیا میں تیرے کام جاہیے / مرشد شیطان دو استاد ابلیس
کھول آنکھیں ہوش کرلے مردیت / ہیں حقیقت میں وہ دنیا القرین
آنکو تو حسن بدسے چھپا / پھر دوزخ میں بدے تجکو گرا
ہو وہی اچھی ہے الفت تجھے / بد ہی تو گر بد ہے رغبت تجھے
دوزن کتا ہے وہ تیری نامدار / جانسا ابھی جنس ہے لیکا
چند کو نسبت کیا تیرے کہاں / آتو کا طوطی یہ کب ہو آشیاں

ہر قسم اسکی ہی تھی مقتدے / جس نے یہ پیدا ابھی تجکو کیا
سوئی کے سوراخ کی مانند اگر / کھولدیں دوزخ کے منھ کو سیہ
اہل دوزخ کی اگر کپڑی کو لا / بیچ میں ارض و سما کی اک ذرا
اہل دوزخ کی اگر زنجیر کو / کوہ پر رکھدیجے گل کر موم ہو
اہل مغرب کے اگر اک مرد ہو / وہ عذاب آخرت دنیا میں ہو
قہر اسکا ہو نہایت ہی عجیب / ساکنوں کا اسکی حلیہ ہی عجیب
طوق و زنجیر حدید و ہتکڑی / ہووے صد ہا من کے اعضا میں پڑی
ہے بسمل کی طرح غلطاں ہر آن / تشنگی سے سخت وہ حیران ہو
جسکی گرمی سے سب اکام زبان / ہوگیا بسا طیبان خلق و دیان
شعلہ آتش وہاں پوشاک ہو / آگ سے یہ جسم جلکر خاک ہو
پھر اسی حالت میں ہیں انکو خلود / وہ ہیں ایسا با عذاب و درد و دود
ایک سے دو دوسرے در تک تمام / بعد اسکے کیا کہوں ای نیک نام
دوسرے ہیں ایک کر وہ عذاب / اہل دوزخ لوہے ازرہ کتاب
دوزخی کے منھ سے زنجیر ڈال / راہ مقعد کی فرشتے لیں نکال
رست پیپ کو رکھکے اسکے دوزخ میں / باندھیں زنجیر و قفے محکم سخت تر
کرکے اک زنجیر میں دونو کو بند / ڈالیں لیجا ہر طرح آتش میں بلند
کھینچکر لیجائیں یوں کفار کو / کھینچے ہیں جسطرح مردار کو
کچھ بنا نا خیرہ مہلت دائما / ہر عذاب انپر ترقی میں سدا
تھا یہاں شیطان جو اسکا ہمقرین / تو وہ دوزخ میں بھی ہو ہمنشین
تو انھیں سمجھے ہے اپنے دوستدار / انکی الفت میں ہے بے ازار
تو ذرا آنکھیں تعصب سے جو کھول / قبح کو اور حسن کو یارو کچھ تول
صحبت بدسے ہی لازم احتیاط / بد ہو تو گر بد ہو گر اختلاط
نیک ہو گر نیک کا طالب ہے تو / یاد رکھ یہ نکتہ اے مرد نکو
جہل طلب کو ہے تیرا میل دلی / تو وہ ہے تو وہی ہے تو ولی
باز کو کوئی کب پیوند ہو / لیک کیونکر چیل سے پابند ہو

تم یہ سوچا کیا نہ تھا وعدہ وعید
کرتے تم جو کچھ نبی نے تھا کہا
کرتے تم دنیا مین گر فعل جمیل
مارے دہشت کی اڑین ہوش و حواس
گریہ و زاری کا مجکو حکم دے
یعنی اس اعمال و اس افعال پر
اسقدر آنکھون سے آنسو ہون رواں
پھر کہے مالک کہ اے قوم شقی
خوف سے حق کے اگر روتے مدام
اسکے یہ کہنے سے دوزخ کی لپیٹ
مارے دہشت کے پڑھینگے یہ یکایک
وہ یہ دے مالک پھر یہ آتش کو ندا
لینے سے بہر عظمت نام خدا
شعلہ آتش پھر آنکو کھینچ کر
عضوون کی چھاتی تلک آ جاوینگے
آگ تو انکے نہ ہون گی بہت جلا
دلکو اس صدمے سے اپنے رکھیگا وہ
یہ سہے ہین یاد حق مین تشنہ کار
ہوگی اس حالتمین بھی بیکل نظر
حکم دیگا بعد مدت کے خدا
وہ کہیگا تو ہے دانا و علیم
حکم ہوگا پھر کہ جا تو انکے پاس
حکم سے حق کے بلا تاویل و حیلہ
جا اسی دوزخ پہ مالک کی نشست
پھر کہے مالک کہ یا روح الامین

جانتے تم کیا نہ تھی نیک و پلید
کھینچتے ہیں کیون مصیبت اور بلا
ہوتے کیون عقبے مین اب ایسے ذلیل
دست بستہ جائین سب مالک کے پاس
تا در دوزخ پہ وہ وین بیٹھ کے
دو گھڑی کو ہووے بس یہ چشم تر
موج زن ہو مثل بحر بیکران
کیا انھین مطلق خبر اسکی نہ تھی
آگ کیون دوزخ سے ہوتے تلخ کام
تشنہ جہت سے گھیر لیوے انکو جھٹ
کلمۂ تمجید کو سب یاربا
کیون ہٹی اے آگ تو جلدی آ
آ بکی تو انکو دیا مالک بچا
لیکے دوزخ مین گئے زیر و زبر
آگ اس دوزخ کی ہوگی شعلہ زن
کیونکہ اس مین تھے نام کبریا
کیونکہ انکو دل مین تھے جب آہ
تو بھی منھ سے تھے ان شعلوں کو پا
حق تعالی شانہ کے رحم پر
حضرت جبرئیل کو تو جلد جا
تجھپہ یہ ظاہر ہے حال ہر سقیم
تا کہ ہو تو وقت کچھ انکا برس
جب در دوزخ پہ آوے جبرئیل
اہل دوزخ کا کہری ہی بند و بست
کیون قدم کیا اے مرد دین

معنی قرآن کیا سمجھ نہ تھے
کرتے گر قرآن کی اوپر عمل
پاس دوزخ کے کرین انکو کھڑا
پھر کہین اس سے کہ اے فرخندہ پے
ہے نے کھولی یہ جو عمر بے بہا
اذن سے مالک کی روئین بیٹھکر
روتے روتے خشک جب عین ہو تمام
تم اگر دنیا مین روتے زار زار
پھر جو وہ اٹھتی ہین دوزخ سے شرار
ہین جو یہ در پر گروہ اشقیا
جبکہ یہ لین نام کو اللہ کے
یون کہے گی آگ یہ نام خدا
جب کٹی لگ یہ ہو کر پر غضب
عضوونکو زانو تلین آویگی نار
پہونچی گی انکی ذہن تک تا کنار
دنیا مین سجدہ انھون نے تھا کیا
تھی یہ سب مقامات کے اندر روزہ دار
پھر رہین جبتک کہ چاہیگا خدا
رب رحیم رب رحم کے سوا
دیکھ کیا ہے امت احمد کا حال
حال انکا تجھپہ روشن ہے تمام
انکی اس حالتمین کچھ تسکین ہو
بیچ مین دوزخ کے ہے منبر پڑا
دیکھکر جبرئیل کو ہو وہ کھڑا
اسجگہ آنیکا کیا باعث ہوا

اس مصیبت مین جو تم آپ آ پھنسے
ہوتا کیون دوزخ تمہارا اب محل
دیکھو یہ آتش کا سوز اور لولا
آپکی خدمت مین اتنی عرض ہے
لین ندامت پر ذرا آنسو بہا
اور در دوزخ پہ با سوز جگر
آنکھون سے نکلے نہ قطرہ کا بھی نام
اس گھڑی دوزخ سے پانی رہ گیا
انکو دیگا حکم مالک آشکار
انکو جلدی کھینچکر دوزخ مین لا
آگ دوزخ اسے ہو جا دیر سے
لیتے مین کیونکر انھین مین دو جلا
جلد لے انکو یہی ہے حکم رب
بعضونکی تا ران و تا ناف و زبان
تب کہیگا ایک کو مالک پکار
عضوونے وہ انکے جلانے سے بچا
کام اور سب کو نکر انکے فکار
وہ اسی دوزخ مین با رنج و عنا
کچھ نہ دیگا زبان پر مصطفا
لا جرم انکی کچھ اے نیکو خصال
تجھپہ کیا مخفی ہے اے عالی مقام
دیکھنے سے تیری تا ہو غم فرو
بیٹھنے کی اسپہ مالک کی ہے جا
سرو قد تعظیم کو لا وے بجا
کچھ سبب اسکا بھی تو ہمکو بتا

ہیں دن سے وہ نبی مجتبےٰ
ہیں عجب کچھ وہ رنج و غم میں مبتلا

کچھ کسی سے وہ نہیں کرتے کلام
گریہ و زاری میں رہتے ہیں مدام

کر کے اپنے گھر کے دروازہ کو بند
روتے ہیں اندر باواز بلند

ہمنے کی ہر چند باہر سے ندا
اذن آنے کا نہیں ہمکو ملا

پاس پیغمبر کے تو بہر خدا
جلد ہو جاتا یہ عقدہ سخت وا

فاطمہ سنتی ہی اوڑھ اپنے ردا
آئی جلدی سے بسوے مصطفےٰ

فاطمہ نے جا کے در پر یہ کہا
کھول دروازہ کو اپنے یا بابا

فاطمہ بیٹی تمھارے یا نبی
ہے زیارت کے لیے تیرے کھڑی

سجدہ میں اسوقت روتے تھے رسول
سنکے اس حالت میں آواز بتول

اٹھکے دروازہ کیا حضرت نے وا
اپنی بیٹی کو لیا گھر میں بلا

فاطمہ نے دیکھا جب حضرت کا حال
مضطرب ہوئیں ہوئی اپنی کمال

رنگ چہرے کا مثال زعفران
بار غم سے قد ہوا کج مثل کمان

دیکھا جب اس طرح احوال رسول
بیقراری سے لگی رونے بتول

پوچھا بابا فاطمہ نے یا نبی
کیا سبب ہے جس سے یہ حالت ہوئی

کس سبب تمکو ہوا یہ رنج و درد
تن ہوا دبلا ہے سارا رنگ زرد

حکم کیا تم پر ہوا کوئی نزول
جس سے یہ حالت ہوئی ہے یا رسول

بولے پیغمبر کہ اے لخت جگر
مجھکو دی روح الامین نے یہ خبر

طبقہ اعلیٰ ہے دوزخ میں مکان
میری امت کے لیے ہوگا یاں

میری امت کے جو ہیں عاصی تمام
واسطے انکی ہے مختص وہ مقام

فاطمہ زہرا نے پوچھا یا نبی
کیا حقیقت انکے جانے کی کہی

اس طرح وہ دوزخ میں لیجائیں انھیں
رنج و تکلیفات دکھلائیں انھیں

بولے پیغمبر کہ جبرئیل امین
کہگئے ہیں حال سب مجھسے یقین

داڑھیوں سے کھینچ مردوں کو ملک
داخل دوزخ کریں بے شبہہ و شک

ہو کوئی انکا نہ یار و غمگسار
وہ ہوں با قہر خدا [illegible]

عورتوں کو چوٹیوں سے کھینچکر
ڈالدیں دوزخ میں اک نوبت پھر

جب ملائک لیکے مالک پاس جان
میری امت کے تمامی عاصیان

پوچھے گا مالک فرشتوں سے یہ بات
کون ہے یہ قوم تم جنکے ہو ساتھ

دوزخی میں یہ ولے ہے یہ عجب
ہے سفید انکا یہ اسکا کیا سبب

ہے عجب حیرت مجھے اور اشتباہ
دوزخی ہو کر نہوں یہ روسیاہ

ہیں اگر انکی کہ نیکی یہ فوق
کیوں نہیں کرتے ہیں [illegible]

ہے اگر یہ قوم مردود لعین
کیوں نہیں شیطان کے ہمقرین

یوں فرشتے دینگے مالک کو جواب
ہم نہیں آگاہ اے عالیجناب

کچھ نہیں اس بات کی ہمکو خبر
حکم حق یہ تھا کہ انکو جلد تر

آگ میں دوزخ کی انکو ڈالدو
اور عذاب سخت تم ان پر کرو

حکم کے موجب یہاں لائے ہیں ہم
یہ سمجھتے کچھ نہیں ہے کیف و کم

پھر کہیگا اس قوم کو مالک ندا
کون ہو تم اے گروہ اشقیا

کون ہو تم کیا تمھارا نام ہے
کسلیے تم پر عذاب عام ہے

کسکی امت میں ہو تم اے اشقیا
نام تو اپنے نبی کا دو بتا

پہلے اس سے کہتے تھے وا احمدا
آگ دوزخ نے کیا ہمکو تباہ

دہشت دوزخ سے وہ نام رسول
جب کہے مالک اسے وہ جائیں بھول

پھر کہے مالک کہ اے قوم شقی
کیوں نہیں لیتے ہو تم نام نبی

جب کہینگے وہ نبی کا نام ہم
بھولے ہیں از مظہر فیض و کرم

ہے ہمارا لیک بیشک وہ رسول
جسپہ قرآن کو کیا حق نے نزول

اسکی امت میں ہیں ہم [illegible]
جسکے باعث ہے یہ سارا کائنات

نام اسکا ہے دوائے ہر بلا
اپنی ہم شامت سے بھولے حسرتا

رکھتی تھی رمضان میں ہم روزہ دار
اب نبی کو بھی نہیں سکتے پکار

شامت اعمال سے واویلتا
ہو گئے ہم اس بلا میں آ پھنسا

جب کہی مالک کو قرآن متین
جز خدا اور رسول [illegible]

نام پیارا انکے بولینگے پکار
ہم محمد کی ہی امت میں ہیں یار

پوچھیگا مالک کہ قرآن میں بھلا
ذکر دوزخ کیا نہیں تھا جا بجا

انکے عصیان اس قدر وہ جان بخش کو — پاس انکے جاؤنگا دل شاد ہو
پوچھونگا مالک سے مین جلدی بتا — میری امت پر پھر کیا کیا بلا
ہر گھڑی کہتے ہین وہ یا احمدا — بے خبر اس حال مین پھر خدا
جب کھلے اس طبقہ دوزخ کا در — امتی سبھی یہین تجھکو دیکھکر
پانی ہم جل چکے لیتا خبر — کر ہماری حال پر پر تو نظر
میری امت کی جو عاصی ہین کمال — چھانٹ کر بھیجونگا دوزخ سے نکال
نہر اک جنت مین ہے ماء الحیات — ہون نہا کر اسمین سبھی نیک ذات
رنگ ہو رشک قمر ہوگا تمام — اور لکھا ہوگا جبین پر یہ کلام
رحمت حق سے ہوئی ہین جنتی — تھے محمد کے یہ عاصی امتی
فعل صادر تجھسے جو ہو مین بیان — غیب مین آنکی ہے صورت بیگمان
تخم ہین افعال تیرے لے جوان — برگ بار ان سے وہان ہونگے عیان
تجھسے جو ہوتی ہین صادر نیک کار — ہون وہی جنت مین شاخ میوہ دار
تیرے یہ تسبیح و تہلیل و درود — سنبل و ریحان گل ہین بود و دود
تیرے یہ افعال و اعمال نکو — باغ انسے حشر مین سرسبز ہو
دلمین تیرے چاہیے صدق یقین — تا ثمر ہون انکے ظاہر یوم دین
گر عقائد تیرے مین ناقص ہین سست — تو عمل تیرا ہو پھر کب درست
لغو ہے تیری یہ ساری سعی جو — عمر کو ناحق صرف کرتا ہے تو
دل سے تو اپنے خدا کو ایک جان — دوسرے کا رکھ نہ دلمین کچھ گمان
ہون ہزارون گر معصیت در نظر — خیر تب ہو نہ کچھ ہرگز نظر
بے خدا کے حکم یہ ملتے نہین — وہ جو چاہے ہے سبھو ملتا نہین
معصونکا گر تو ہو بھائی آشنا — جب کرے تو پھر خدا مین شنا
ورنہ تقلید ہے تیرا کار بار — کیا ہوا ان مین تو کا تیرا اعتبار
[illegible] — [illegible]
ہے جو تیرا الفت عصیان [illegible] — [illegible] باللہ [illegible]
[illegible] تمام — نیک بیٹھین گے تجھے شغل ہو دوام

دیکھکر مالک کھڑا ہو پھر وہ فرد — اور کرے تعظیم بیحد و عدد
وہ کہیگا یا نبی ہے حال تنگ — آگ مین جلتے ہین وہ مثل پتنگ
در کو پھر دوزخ کے مالک کھول دے — روبرو پھر کھڑا لا کر کرے
امتی رونے لگینگے زار زار — بیقراری سے کہین بار بار
حکم حق سے پہنچیگا مالک کو یہ کام — کر سپرد انکو محمد کے تمام
آگ مین جلکر بدن انکا سیاہ — کوئلے کی شکل ہوے اشتباہ
رشک حور و امردان و نوجوان — چہرے سب کے ہوگئے ہین بیگمان
اس جماعت پر ہوا ہے لطف رب — دوزخی تھا ہوگئے آزاد سب
دوزخ و جنت مین دیکھی غور کر — ہین ترے یہ فعل کے دونون ثمر
گر نہ اس عالم مین ہے انکا وجود — تو ہے پھر یہ ترا صوم و سجود
گر نہو اس طرح پر اے بے خبر — مزرعہ دنیا ہے کیا تو غور کر
تیری جو یہ دو سخاوت ہے یہان — باغ جنت مین ہے نہر جاودان
دل کا تیرے نور ایمان و یقین — باغ جنت ہوگا یہ در یوم دین
جیسے دنیا مین تیرے ہونگے عمل — باغ ویسا ہے ملیگا بے خلل
چست کر تو اپنے دلمین اعتقاد — حشر مین بر آئیگی تا تیری مراد
گو کرے تو رات دن صوم و صلوۃ — حج کعبہ یا تحیۃ زکوۃ
گر یقین دلکو ترے ہے درست — تا کہ ہو ایمان تیرا خوب چست
قادر مطلق سمجھ اللہ کو — دوسرے کا خطرہ بھی دلمین نہو
غیب سے اوسے اگر تجھپر بلا — جان تو اسکو کہ ہے حکم قضا
تو کرے ہے انکو نسبت غیر سے — متہم خلقت کو شر و خیر سے
سعی قدرت سے گر آگاہ ہو — جب تو اسکا بندہ درگاہ ہو
تو کرے تو اوسکو مومن خیال — ہے یہی ایمان تیرے جی کا وبال
خلق سبکا جانتے ہین مومنین — کافرون سبھو تیرے در یوم دین
قلب [illegible] ہو کر [illegible] — [illegible] اسدن [illegible] نیک [illegible]
خصلت تجھمین جو [illegible] ہین تمام — [illegible] سبکو لا کلام

یون کہے جبرئیل بن ای مہربان
کسطرح دوزخ مین اُنکا حال ہے
یون کہا مالک نے اے پیک اِلٰہ
آگ نے پھونکا ہے تن کا گوشت سب
نور ایمان کا دلون مین ہے نشان
تاکہ دیکھون اُنکا مین رنج الم
امتی جب دیکھین روی جبرئیل
یون کہین مالک کہ ہے یہ جبرئیل
سنکے وہ نام محمد سب کے سب
ہم تیری امت مین ہین ای مصطفیٰ
امت عاصی کی تو پیش خدا
پوچھے حق سبحانہ جل و علا
سنے بھیجا ہے محمد پر سلام
اور کہا ہے حال اپنا مو بمو
آویگا جلدی سے پھر روح الامین
چار لاکھ اُس مین خبر ہو نگے گھبر
وہ عذاب اور رنج امت کا تمام
بھیجتے ہین تیرے اوپر وہ سلام
سنکے مین یہ بات ہو کر بیحواس
جا کے سجدے مین کرون حمد و ثنا
حکم حق ہو گا اُٹھا سجدے سے سر
آتش دوزخ سے تو اُنکو نکال
اب مجھے کر عاصیون کا تو شفیع
صدق دل سے جسنے ہے کلمہ پڑھا

دیکھنے آیا ہون حال عاصیان
جان پر کیا آفت غم حال ہے
حال اُنکا ہے نہایت ہی تباہ
حالت اُنکی دیکھتا ہون مین عجیب
اس سبب جلدی سے ہے وہ ہر گران
گذری کیا اُنپہ تکلیفات غم
حسن حیرت اور وہ خلق جمیل
ہے رسول حق نبی بے قال و قیل
رو کے یون جبرئیل سے بولے نبی
اس عذاب سخت سے ہمکو بچا
کر شفاعت اے نبی مجتبیٰ
کر بیان دیکھا ہے جو کچھ ماجرا
اور کہا ہے یہ کہ اے فخر امام
کہیے جو دیکھا ہے پیغمبر سے تو
پاس کیجیو دم کہ دم مین بالیقین
چمکے وہ ایسا کہ جیسے ہو نظر
سر بسر مجھسے کہے گا اور پیام
کہدیا ہے رب نے تجھسے یہ پیام
غم کی ہاتھون سے نہایت [illegible]
وہ ثنا جسکی نہو کچھ انتہا
مانگ کیا مانگے ہے اے خیر البشر
رحم کر اے بادشاہ ذوالجلال
ہے تیری درگاہ اعلیٰ و رفیع
نور ایمان دلمین ہے سب کے بھرا

امت احمد کے عاصی کیا ہوئے
حال بد سے انکے تو آگاہ کر
تنگ ہے دوزخ کا پس نیز مکان
تن جلا ہے انکا ہے مردہ دل
پھر کہے مالک سے وہ از بہر حق
جب کہی مالک فرشتون کو کہ ہان
پوچھین سب مالک سے مرد خدا
وحی لاتا تھا محمد پر مدام
کہہ پیغمبر ہے ہمارا تو پیام
گو کہ ہم کرتی تھی دنیا مین گناہ
آئے جب جبرئیل پیش رب
یون کہے جبرئیل اے رب کریم
ہو بہت حالت ہماری [illegible]
حکم ہو گا کر بیان احوال [illegible]
[illegible] ہو گا سیر سے [illegible] تمام
آگے وان جبرئیل سب حال [illegible]
یا محمد تیری امت پر عذاب
کر شفاعت تو ہماری بہر حق
جا کے زیر عرش با صد اضطراب
وہ ثنا ہے گر کسی نے کی نہو
سر اُٹھا کر مین کہونگا یا خدا
حکم تیرا [illegible] ہو لیا
حکم جب ہو گا کہ تو اے مصطفیٰ
آگ سے دوزخ کے تو اُنکو نکال

حال کی اُنکی خبر کچھ مجھکو دے
اُنکی تکلیفات کی دے کچھ خبر
خاک جلکر ہو گیا ہے جسم و جان
بیچ رہا ہے مین نہایت مضمحل
منہ سے دوزخ کی اُٹھا الام [illegible]
کھول دو دوزخ کے منہ کو بیگمان
کون ہے نام اُسکا تو ہمکو بتا
حق کا ہو پہنچاتا تھا [illegible] کلام
ہمکو دوزخ سے چھوٹا [illegible]
پر تیری امت مین ہین [illegible]
ہو کھڑا آکر نہایت [illegible]
تو ہے اُنکے کہنے کے اوپر علیم
ہو خدا سے تو ہمارا عذر خواہ
یا نبی پیغمبر کے تو اسوقت جا
جسمین ہو گا حشر مین میرا مقام
مجھسے [illegible] آکر کہیگا [illegible]
سو رہا ہے تو سخت [illegible]
تاکہ ہو سو قوم پر رنج و قلق
کر کے حق سبحانہ کو مین خطاب
جو ثنا مجھسے آوے اُسوقت ہو
میری اب اُمت کو دوزخ سے بچا
انتقام جرم سب اُنسے ہوا
اب سے دوزخ سے اٹھکر جلد جا
ہے یہ بخشا سبکو اُنکو نکال

گر ہو تجھکو پیروی نفس و دون
ہو ترا شیطان ہر دم رہنمون

ہین تیرے دلمین جو یہ اوہام بد
نزغۂ شیطان سبھی ہین اے ولد

دلکو اپنے خطرۂ بد سے بچا
دمبدم تو ورد کر لاحول کا

رجم شیطان ہے یہ لاحول ای پسر
ورد اپنا کلمۂ تمجید کر

تیغ بران پانچون تو کلمونکو جان
حق مین تیرے شرک و کفر کے ای نوجوان

قلع و قمع کفر مین ہین بے نظیر
پڑھ تو ان پانچونکو ہر دم ای فقیر

معنی ہر لفظ کے اوپر نظر
دیسے رکھ اور انکے اندر غور کر

کلمہ طیب سے ہو پاکی روح
سو طرح سے دلکو تیرے ہو فتوح

دوسرے کلمہ سے ہو تجھکو شہود
اسکے پڑھنے سے ہو باطل کو کشود

تیسرے کلمے سے سیاہ وہام و شک
لوح سینے کی ہون یکرخت حک

چوتھے کلمہ سے تیرے دل کا یقین
ہووے استحکام مین حصن حصین

پانچوین کلمے کے پڑھنے سے اخی
ہووے شرک و کفر کی گردن جلی

پڑھ تو ان پانچونکو تا در یوم دین
ہو حفاظت کو تیرے حصن حصین

جوش خروش عشق و سوز گداز محبت

تجھکو ای جوش محبت کیا ہوا
لے خبر اسوقت مین میری ذرا

دی مجھے جلدی سی جام بیخودی کا
عقل خود دنیا کی ہو تا گردن جدا

مین کہان اور یہ غم دنیا کہان
داد کو میری پہونچ یا مستعان

کر مجھے اپنی مئے الفت سے مست
دل پہ سکر محو کا ہو بندوبست

کیا ہوا تیرے تئین ای جوش عشق
غمسے ویران ہو مرے دل کا دمشق

خار و خس کو حرص کی آتش لگا
قید با دمن سے جلدی کر جدا

بن تیرے ہمت کے جی کا شامیان
تن کے ویرانے مین ہے بے امتیان

دستگیری کرکے ہو تو راہبر
اصل سے اپنی ایسے تا ہو خبر

طائر قدسی بھیرے یون خراب
کھاتا ہے سو طرح دلمین پیچ و تاب

تو پہونچ اسکو بے ہمت لگا
راہ اسکو شہر اصلی کی بتا

اصل کو جبتک رہا ہے بھول
نام اسکا ہے ظلوم اور جہول

کیا اثر دہ جسکے ہون پر سوختہ
دیکھے کب جسکی ہون دیدہ دوختہ

دشت شہرہی بازگیری کی ہی جا
چند ہی ویرانے مین گردہ ہا

یار بن بیانۂ دنیا کو چھوڑ
ہوش کر خمخانۂ دنیا کو چھوڑ

اہل دنیا ہین سبھی غفلت سے مست
مرد حق ہین نشۂ الفت سے مست

نشۂ الفت کو کب پہونچے ہے مے
جسکی لذت حشر تک پایندہ ہے

عشق سے عصفور ہووے شاہباز
عشق سے ہو مور با جان گداز

عشق سے ہو آدمی فخر ملک
عشق سے پہونچے ہے بالائے فلک

عشق ہو غارت گر صبر و شکیب
عشق سے ہی صبر اور تقوی کو غریب

عشق حق جو نزدیان تقریب
عشق سے جاتی ہین دلکی تنگ دل

عشق جسکے دلمین ہو وہ دل امین
گل سے بہتر ہو وہ دل اے مرد دین

مرد عاشق کو ہے کب صبر و قرار
جب تئین دیکھے نہ رخ گلعذار

ہے نقطہ دل طالب حق یا اے یار
کچھ آتے جنت نہ دوزخ پر نگاہ

نے لئے نفع و ضرر پر ہے نظر
ہو وہ جو یائے نگار سیمبر

ہوش مین تو کبھی اے جویائے یار
جذب مستی مین کبھی ہو خونگار

طالب کعبہ نہ الوث کنشت
خائف دوزخ نہ جویائے بہشت

ذات کی اسکو ہین طالب عیب بین
غیر حق سے انکو کچھ رغبت نہین

جسم کو سمجھین ہین وہ کمتر خس
جان من تن کو کرین ہین چاک چاک

فکر کی پرونکا ہوے ذکر طعام
ذوق مستی کا نہ کچھ ذوق شام

اب بھی ہین جود خاصان خدا
پہ تیری آنکھ پہ پردہ پڑا

تجکو وہ کسطرح سے آئین نظر
تو تو ہے راہ خدا سے کور و کر

ہین ہزارون قلب پر تیری غلاف
تو سمجھتا ہے کہ ہین ناپاک و ...

آنکھ پر پردہ سی پڑی ہین مثال
انکو جانے ہے تو بیہدہ کار

یہ تیرا جہل مرکب اے پسر
گم رہا ہے راہ جو سے ...

مناجات بحضرت باری تعالے

ہو گی یہ زنجیر و طوق و ہتکڑی — خاص تو کمر ہونگی گردن میں پڑی
تو تو مت جان ان افعال کو — امتحان کر انکی تو غافل نہ ہو
گر نکی دو تو نکی تو نے واصلات — تو کیا شیطان نے بازی کو مات
گر بدی تیری ہوئی نیکی پہ فوق — تو وہی تیری ہوئی نیکی پہ فوق
شر کو کم کر اور نیکی کو بڑھا — تا بلا پرسش وہان جنت کو جا
جیسے دنیا گر ہو غالب دین پہ — دین تیرا ہے وہی اے بے خبر
کیا ہو میزان اور کیا ہو پل صراط — یہ یقین دل پہ ہو سب احتیاط
ہین مراتب اس یقین کے بے شمار — کہہ چکا ہوں تجھسے میں پہلے ہی یار
ہو گا وہ میزان وزنی و گران — خرد گو نظروں میں سبکے تھا یہان
گر عمل کرتا ہو تو اسکو چھپا — ہو نہ آگاہ اس سے جز حکم خدا
تو عقائد کو بہت مضبوط کر — اہتمام اعمال ظاہر کا نہ کر
نقل ظاہر سے ہو پاکی بدن — باطنی سے ہو ترا باطن حسن
اپنے باطن کو ذرا تو صاف کر — تا کہ نور حق ہو اسمیں جلوہ گر
پیر ہو صیقل گر مرآت جان — کھل جان ہر خاکپاء عارفان
گیروی تہ بند پیر جا تا نہیں — صبغۃ اللہ پہ نظر رکھ مرد دین
رنگ میں باطن کے ہو ایسی چمک — نور جسکا ہو پہنچے بالائے فلک
تو تو ہو لذات دنیاوی میں غرق — کب نظر آوے تجھے وہ ذری برق
ہر تشخص جسمیں پایا کچھ امتیاز — وہ نہیں اس راز کا دانائے راز
کبر ہے مختص عذاب کبریا — کبر ہے شایان درگاہ خدا
سمجھے گر کمتر سے کمتر آپ کو — بندہ جب جاکر کے عبد اللہ ہو
گو کہ وہ مملوک تو سرا د ہے — پر ترقی گردن پہ اسکا بار ہے
بندہ ہو اور غیرہ کا مملوک ہو — شادمت ہو عاجز و مفلوک ہو
ہو جہان میں تو احد الناس اسیر — یہ تشخص اور تمیز چھوڑ کر
خاکساری کر کہ لاوی بر گمانت — تجھ الفت ہو کہ دیکھے تو سیار
خاکساری تو بھی کرے اختیار — تا کہ دیکھے اسکی جنت میں بہار

ہو جو دل میں کینہ و بغض و حسد — ہو یہی فی جیدہا حبل من مسد
رات دن رکھ اپنی کانو پر نظر — نیک و بد کا کر حساب اے بے خبر
گر نہ روکی نفس امارہ کو تو — ہاتھ میں شیطان کے تو ہو گا گو
خیر اگر غالب ہے اور مغلوب شر — تو کھٹکا کچھ تیرا ہوئے پسر
ہین وہی ناس دار دنیا میں سعید — جو اسے سمجھیں ہیں نا پاک و پلید
انکو کرتا ہے تو مومن گمان — اس کے لاکھوں کوس سے کر انکا جوان
گر یقین ہو جیسے تیرا اے فتا — تو چلیگا اسپہ جوں لا دھیا
گو عمل ہے تیرا الوجوان — گر یقین دل سے ہوا ہو وہ گران
وہ عمل ہوتا ہو اسکا گر — غیر حق جسمیں ہو بسار ہو بے خبر
نام کے خاطر ہے گر ہو وہ سخا — اس سے عقبیٰ میں نہیں کچھ فائدہ
مرد یہ ظاہر میں ہیں ظاہر پرست — اہل باطن میں ہی معنی کے مست
ہے فقط باطن کا اسکا اعتبار — مرد ظاہر جو کہے عقبیٰ میں ہیں خوار
زنگ عصیان سے ہے لوح دل ستان — معتقد اسکا ہے ذکر لا الہ
پیروی میں جو کہ زہد و معتقد ہین — ذات حق میں فانی و بیو شہرین
رنگ ظاہر پہ نہ رکھنا تو نظر — رنگ باطن میں ہمیشہ غور کر
لذت دنیاوی دون سے در گذر — جب تجھے وہ نور پاک آوی نظر
جو کہ ظاہر میں خوب و پسندیدہ — ہین وہی کچھ راز باطن سے خبیر
کچھ بھی تجھمیں ہو اگر کر و بینی — تو ہے بیشک لائق گردن زنی
تو ہے بندہ تجھسے تیرا کام ہے — عجب کا اس راہ میں کیا کام ہے
حق میں بندہ نیکی ہو بندہ سے تو — گو وہ ہو محکوم تیرے یا اسیر
تحکم انکی رنج و کلفت پہ خدا — ہو گا بیشک داعی یوم الحساب
مت ہو ظالم بلکہ تو مظلوم ہو — رحم کر خلقت پہ تا مرحوم ہو
دور کر دل سے خودی اور امتیاز — ہی و باطن تسطور نیاز
ہو نہ دانہ گر زمین میں مبتلا — کب ہو وہ سرسبز اور مقبول
سن معنی قرآن و حدیث — خفیت کو باطن کے کھو نہ ہو خفیت

خلق سمجھی تھی ہوا پیدا پسر
رحم گیتی ہو فضا بس دراز
اس جہان سے تو ہوا جسدم فنا
نزع کی حالت مین وہ خلق صف بصف
ہے بدن تیرا شمیمہ روح کا
عالم علوی مین پہونچی جبکہ روح
نیک تھا تو نیک صف مین جا ملا
نور ہن تو تا مٹے تن کا طلسم
نے وہ تنہائی کہ ہون تجھسے جدا
نعمت شر ہے ہو بنا روزگار
تو عروس مکر اسکو جان کر
دل لگا اپنا نہ اس سے زینہار
ہے کہان تسخیر و عالی نسب
ہوے غفلت سے دنیا دار مست
خلق سمجھی ہے کہ تو ہے مرد حق
دیکھ کر اس پل کے تو نقش و نگار
سارے دنیا کے عوض مردنکو
مادر و ہمشیرہ و جد و پدر
ظلمت شب مین کیا جو کچھ کیا

حال ہے لیکن یہان تو عدگر
جسمین تو کرتا ہے ہر سو ترکتاز
ہے وہی پیدایش ملک بقا
منتظر ہین تا ہو کیا حال خلف
نزع مین لیوس سے ہوتا ہے جدا
ظاہر اسکا سب ہو حسن فتوح
گر وہ بد تھا زکیو نے لے لیا
تاکہ ہو موقوف بالکل قید جسم
ایسی تنہائی کہ تجھمین ہون فنا
مکر و فن مین اسکو اندر بیشمار
مست طلب مین اسکے ہوکے کور دکر
سر سر پل کون کرتا ہے قرار
ہے کہان قارون او زر کی طلب
کبر سے بدتر ہین یہ دنیا پرست
اور تو ہو طالب زبان و طبق
ہے طفولیت سے اپنے آپ خوار
ہے علین قسمت مین گر دانکے جی
یار غار و ہم برادر ہم بسر
صبح پیری مین تو ہو نائب بھلا

مادر گیتی ہوئی ہے یار دار
عمر تیری کیا ہے میعاد حمل
روح جب تن سے ہوئی تیری جدا
جسطرح وقت ولادت کے یہان
ہو گئی جب سب کثافت ایک سو
جمع اسکو ہین صف نورانیان
جز عمل باقی تیری صدق و یقین
مین ہون اور زمین جو مائی رہے
وہ جدائی بخش مجھکو او فنا
ہے یہ پیرزال پر مکر و فریب
تو فریب و مکر دنیا مین نہ آ
کیا ہوئے اسکندر و افراسیاب
بھیج ان یارون کی تربت پر درود
کیا ہے یہ دنیا پرستی اے اخی
عاقبت کی راہ کا دنیا ہے پل
ساکن پل کو ہے ہر دم ترس و بیم
ہے یہ دنیا اک سرائے نابکار
دفن جسکو قبر مین تو کر چکا
صبح تیری ہو گئی در سن پیر

روز پیدایش کہ تجھسے تھے یار
دروازہ اسکا ہے یہ نزع اجل
رحم گیتی سے ہوا پیدا پسر
جمع سب ہوتے ہین ابنا زمان
رہ گئی روح مجرد یان اور تو
منتظر اک جا کھڑی ہین زنگیان
اس جہان مین کام کا کچھ بھی نہین
یہ دو لی جا اور تنہائی رہے
حرف غیر نہ ہو جسمین ذرا
دیکھو ہر سو سو طرح یہ چیز یکو زیب
کام کو اسکے نہین ہے انتہا
ہے کہان جمشید اور جام تہر
پند اسکو حال ہے اے دو دو
سیم و زر کیواسطے ہو متقی
تو سنبھل کر اسپہ چل اور ست
امتحان ہے جو ہو اسیر مقیم
آگین رہتے ہین مسافر ہشیار
خواب غفلت سے ہو کیا آنکھیں دوا
تو وہی ہے خواب غفلت مین نہ جو

دربیان حسرت و مفارقت یاران و اظہار غم جدائی و درجات شہادت

یار ہمدم ہمدم و رفیق و غمگسار
گر گئے جام شہادت صاف نوش
آپ تو گنج شہادت لے گئے
ناز و نعمت مین ہوسے ایسے غرق
گر مین تھا نامرد تم تو مرد تھے

عیش قدسی کر گئے سب اکیبار
سبحہ مثل تیغ و خنجر ہو و دلوش
داغ غم دلکو ہمارے دے گئے
خواب مین آنکا بھی چھوڑا طریق
کیون نہ مجکو ساتھ اپنے لے گئے

ہم صفیر و ہم نوا و ہم کلام
زخم تن کو جان کر ریحان و درد
مرد جو چالاک تھے چلتے رہے
کر دیا مجکو جو یون دلسے جدا
حیف ہے میدان مین یون جان [illegible]

باغ جنت مین کیا ہے سب نے مقام
کھینچے کیا کیا کچھ بدن پر رنج و درد
ہم کف افسوس ہی ملتے رہے
تھی مجلس اور صحبت کیا ہوا
ہو گئی سنکر یہ غم سب چھاتی پہ لا

دلکو دے یارب مجھے تو درد و سوز / ہر رگ ہر پے مین ہو آتش فروز || خاک ہو یہ پنبہ زار استخوان / شعلہ نے ہر لحظہ ہو نعرہ زنان

کر عطا دلکو مرے وہ درد عشق / لذت دنیا کو کردے سرد عشق || قید آب و گل سے بس جی کو نکال / بحر وحدت سے اسی ہو اتصال

ننگ اور ناموس کو آتش لگا / مردنیکر قصد کر اس راہ کا || ہے تیری ہر عضو پہ قید جدید / ننگ و ناموس ہے ہر دم جدید

ہون بغیر از جذبہ لطف خدا / کب یہ بند آہنی تجھسے جدا || جانتا تو صاف و شستہ لیک کر / تا کہ لطف حق ہو تیرا چارہ گر

کچھ نہین فیضان کی اسجا کمی / چاہیے لیکن خلوص آدمی || قابل جذبۂ خدا اگر تو ہوا / خود بخود کھینچے گا تجکو کبریا

ہے وہانسے جذبہ ہر دم اے پسر / لیک ہے موقوف استعداد پر || گندۂ ناپاک تجکو جان کر / خار و خس کیطرح پھینکا ہے ادھر

گر نہین تو لائق دربار حق / تجھسے پھر سرزد ہو کیونکر کار حق || جذب کرنا گو کہ کار غیب ہے / تو برا ہے یہ تو تیرا عیب ہے

کاہ گر آلودہ ہو تو کہربا / جذب کب کرتا ہے اسکو اقتضا || کہربائی کہربا مین ہو رہی / لیک کاہ وہ قابل صحبت نہ تھی

گر نہ چمکے قلب پر انوار غیب / تو سمجھ بیشک کہ ہو تجھمین عیب || عیب اپنے دور کرلے بیخبر / نور حق تا خود بخود ہو جلوہ گر

جو کوئی خود ہو لطیف و خوبرو / ہمنشین ہوتا ہے بد رو کے کبھو || خوبرو کو چاہیے حسن و جمال / سعی کو کر تو بھی پیدا کمال

تجھمین ورثہ مین اگر نسبت نہین / کب تو ہو سکتا ہے اسکا ہمنشین || آپ کو تو لائق صحبت بنا / خود بخود چاہیگا تجکو دلربا

تو بایں شکل بد و روی سیاہ / حیف ہے چاہے کہ ہو ہم بزم شاہ || تو بایں زشتی و اعمال قبیح / چاہتا ہے ہو وے ہمسلک ملیح

ہین بایں افعال مکر و کذب و ریو / چاہیے تجکو کہ ہو ہمراہ دیو || تو کہان اور مہتر و مہ کہان / سوچ تو کچھ دلمین اپنے ای جوان

آپ کو اس راہ مین کر تو فنا / وہ فنا تیری ہے بیشک صد بقا || تو بنا اپنے تئین بھائی حسن / دوست جانے تاکہ تجکو ذوالمنن

چاہیے کہتا ہے رب العالمین / صاف ان اللہ یحب المحسنین || تو کبھی اپنے آپکو محسن بنا / غیر حق سے دلکو اپنے مت لگا

جان و مال اپنا سب ایسے کر نثار / خون دے اپنے کر نقش و نگار

بیان بے ثباتی دنیا کا اور احتراز کرنا جاہ و نعمت اس دنیا کی سے اور بیزاری و نفرت اس سے کہ باعث نقصان ہے

بے عمل تو بناتا ہے جو گھر / نقد ہے تیری عقل برائے بیخبر || ہستی ناظم ہے موجہ موج عدم / گل رہے قائم نہ گھر نے در نیم

گھر بنانا بیجا ہے بیہودگی / گھر وہ ہے جس سے کہ ہو بہبودگی || گھر بنانا ہے تو ایسا گھر بنا / ہو نہ جب گھر کو کبھی تیرے فنا

قبر ہے اے بیخبر تیرا تو گھر / تو درستی کر ہے اسکی بیخبر || قبر مین تیری ہو جس سے روشنی / وہ عمل کر چھوڑ یہ کبر و منی

آخرت کی منزل اول ہے قبر / عقدۂ سخت و رہ مشکل ہے قبر || سخت ہیبت ناک و دہشت بردہ / تنگ اور تاریک ہے ظلمت بردہ

سخت تر اس سے کوئی منزل نہین / بیخبر اس سے کوئی غافل نہین || تجکو دنیا مین جو ہے خیرات بقا / ہے عجب بالعکس اسکا ماجرا

تو اسے سمجھا ہے جو دست گل / وہ خیال ذم و ظلمت ہے کل کا کل || گنج و رحمت کھینچیگا جو حد زبون / رحم یا [illegible] ہوا جیب [illegible]

پھر زرہ بے بیزری یون کھا رہو بدن
ہو مشبک گولیو نسے جملہ تن

کر دیا میدان مین سینہ کو سپر
راہ حق مین کر دیا قربان سر

تم چلکھو میدان مین تیر و سنان
ہم چھپے گھر مین ہین مثل زنان

نرگستان تیر کے پیکان مین
تیر و برچھی سنبل ریحان ہین

ہمسے نامردونکو کب دولت ملے
وہ ہی ہے جو اسطرح سے جان دے

جنکو ہم سمجھے تھے سب یا تو شکست
نکلے راہ حق مین کیا چالاک و چست

کام مردونکے جو تھے وہ کر گئے
دم کی دم مین حوض کوثر پر گئے

جو کوئی راہ خدا مین جان دے
ایک جی لیکر ہزارون جان لے

یہ جہان کیا ہے کہ جسکی جان ہو
وہ جہان جس سے بشر حیران ہو

ہو وہان عقل بشر کا کب گذر
فہم جس جا ہو ملک کا خیرہ سر

عرش و کرسی کیا زمین سے تا سما
ہین سب اس رتبہ پہ سو جانسے فدا

گوہر تابان دو آب دار

قس پہ بھی پھیرا نہ منھ کو مرحبا
زخم جو آیا سو سینہ پر لیا

تھا وہان کوئی نہ یار و غمگسار
تھا فقط اللہ ہی سردار کا یار

مرد کے آنکھو نمین ہے روز جنگ
کاکل پیچان مین یہ دود تفنگ

جو بدن پر زخم ہوئے آشکار
مرد حقانی کو ہے پھولون کا ہار

پیوے جو اس تیغ اس کلفت کا جام
خیمہ لشکر مین کرے وہ ہی مقام

گو کہ تھے ظاہر مین ہم شکل بشر
پوستین ہر وہ مین تھے شیر نر

ہو گئے تمہیر سراسر آشکار
بل ہم احیاء کے معنی ایکبار

ہی تو کیا وہ شخص ہو پھیر جان جان
جان جان کیا بلکہ ہو جان جہان

ہے بشر کا اسجگہ کیا مرتبا
فہم اسجا مین فرشتہ کا نجا

کیا فرشتہ ہے کہ مارے دم وہان
دنگ ہین اسجا پہ عرش عرشیان

ہوا کر اس رتبہ کو کب پاتا ہو یار
اسکو ملتا ہے کہ جو ہو جو نگار

خلق پہ جینے کیے لاکھون نثار

خاتمہ کتاب

تھا جو کچھ امکان حق و غلط [illegible]
مین کیا اس نظم کو رشتہ مین نظم

پر نہ سمجھا کوئی میرا مدعا
مغز معنی سے نہ کچھ واقف ہو

کان معنی ہے نہین یہ مثنوی
جان معنی ہے نہین یہ مثنوی

نجم تابان ہے نہین یہ مثنوی
رجم شیطان ہے نہین یہ مثنوی

سمجھے گر تو اے بھائی مدعا
ہو سکے بس راہبر راہ خدا

گر کیا مجکو بیان تونے حسن
گر وہان بھی مجکو [illegible]

گو حسن دنیا مین ہے بدنام کا
آہ وہان بد ہون تو ہون کس کام کا

گو کہ مین ناکارہ و ناکام ہون
سبط پیغمبر کا پہ ہمنام ہون

محمد [illegible] نبی مصطفی
نیز وہان سید خیر الورا

تیری رحمت سے نہین کچھ [illegible]
کر [illegible] اسکے سعید

ہے بہت دنیا مین میرا امتحان
مین ہون عاجز و نحیف ناتوان

بجہت [illegible] کے تھے [illegible]
[illegible] ہزار و [illegible] سال

آخر نام حق یہ کہ ختم ہی کتاب

تا کہ سمجھے اسکو کوئی مرد دین
اور پیدا دلمین ہو در یقین

سمجھے اس کہنے کو افسانہ ہر خلق
~~عاشق ہو مجکو دیوانہ ہر خلق~~

باغ جنت ہے نہین یہ مثنوی
گنج رحمت ہے نہین یہ مثنوی

[illegible] آسمان ہے یہ کلام
رہنمائے گمرہان ہے یہ کلام

پیر و مرشد ہے یہ تیری گفتار ہو
خواب سے غفلت کے تو بیدار ہو

یا الہی تو مجھے کر کے حسن
[illegible] ہے [illegible] اسکے ذوالمنن

تو حسن کرکے مجھے اب بدنگر
کر حسن کو احسن [illegible] گہر

وہ امام مجتبی سبط نبی
سید الشہدا کا فرزند علی

برکت اسکے نام کی تو دیا خدا
خاتمہ بالخیر کر میرا او را

اس حسن کے نام [illegible] تو
اس حسن کو بخش دے یہ گفتگو

جب ہوا یہ نامہ نامی تمام
اور رکھا بحر الحقیقت اسکا نام

[illegible] قلم کو اے حسن کر تیر کم
کر سخن کوتاہ بھائی والسلام

ہو تمثیل و اللہ اعلم بالصواب

تمت

سنہ ۱۲۱۸ [illegible] چھپکر [illegible] بخش شائقان معنی

[illegible]